فیوضاتِ وزیریہ

وجیہ الدین احمد خاں قادری مجددی

مکتبہ وزیریہ۔ محلہ انگوری باغ رامپور ۲۴۴۹۰۱

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا
وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ

فیوضاتِ وزیریہ

مؤلف

حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب قادری مجددی
دامت فیوضہم

طابع وناشر
مکتبہ وزیریہ، رامپور

نام کتاب — فیوضات وزیریہ

مؤلف — حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب قادری مجددی دامت برکاتہم بانی وناظم اعلیٰ۔ جامع العلوم فرقانیہ سجادہ نشین۔ خانقاہ احمدیہ قادریہ۔ بازار مسٹن گنج رامپور

مرتب — محمد وجاہت اللہ خاں وجیہی نبیرہ حضرت مؤلف دامت برکاتہم

طابع وناشر — مکتبہ وزیریہ محلہ انگوری باغ رام پور ۲۴۴۹۰۱ (یوپی)

سنہ طباعت۔ ۱۴۰۲ھ مطابق سنہ ۱۹۸۲ء

مقام طباعت۔ شرافت پرنٹنگ پریس، نیشنل پرنٹنگ پریس رامپور

تعداد — ایک ہزار (1000)

صفحات — ۳۰۴

قیمت — ۲۰ روپیے (20/00)

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ وزیریہ محلہ انگوری باغ رامپور (یوپی)

۲۔ جامع العلوم فرقانیہ۔ بازار مسٹن گنج رامپور

۳۔ کتب خانہ فرقانیہ۔ بدر پور ضلع کچھاڑ (آسام)

فہرست کتاب فیوضات وزیریہ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
١٠٧	مرشد برحق کے صفات حسنہ	٦	حرف اول
١٠٩	ایک ضروری ہدایت	٣٦	تعارف
١١٠	مرید کے لیے آداب شیخ	٣٩	مختصر تعارف سلسلۂ عالیہ
١١٥	سلوک کی اہمیت	٤٩	حالات حضرت مؤلف دامت برکاتہم
١١٧	سیر و سلوک کا بیان	٧١	وجہ تالیف
١١٧	سلوک کی دو قسمیں (سیر آفاقی و انفسی)	٧٤	خطبۃ الکتاب
١٢٠	جذب و سلوک کا بیان	٧٦	بنیادی عقائد اور شریعت مطہرہ کا اہتمام
١٢٢	لطائف اوران کا بیان	٨٣	فضائل طریقہ عالیہ قادریہ
١٢٤	درجات ولایت باعتبار لطائف	٨٤	ایک مخصوص کے اذکار کے لیے ضروری ہدایت
١٢٦	خطرات اوران کی مدافعت	٨٦	سیدنا حضرت غوث الاعظمؓ کی فضیلت خاص عمتہ
١٢٧	مجاہدہ، مراقبہ	٩١	ہمارے سلسلہ عالیہ کی خصوصیت
١٢٨	مکاشفہ	٩٣	وجہ ترجیح نسبت امام ربانی
١٣٠	سماع		الی السلسلۃ القادریہ
١٣٣	وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود	٩٧	وجہ ترجیح نسبت حضرت غوث الاعظمؓ
١٣٦	مخصوص انداز میں ذکر جہر یا خفی کرنا		الی الوالد المحترم
١٣٨	ذکر خفی کی فضیلت	٩٩	بیعت کی تفصیل
١٣٩	تصور شیخ	١٠٢	طریقہ بیعت اور اس کی شرط
١٤١	نماز کی حالت میں شیخ کا تصور سامنے آنا	١٠٥	فوائد بیعت
١٤٣	چلہ کشی	١٠٦	کامل بننے کے لیے تزکیہ نفس کی ضرورت

مضامین	نمبر صفحہ
اصطلاحات تصوف (تصوف کی حقیقت)	۱۴۶
صوفی کی تعریف	۱۴۸
شریعت طریقت و حقیقت کی تعریفات	۱۵۲
ولی کی تعریف	۱۵۴
ولایت کی دو قسمیں ہیں، ولایت عامہ ولایت خاصہ	۱۵۶
(مراتب اولیاء) مستہلک فی اللہ	۱۶۰
باقی باللہ	۱۶۰
قطب مدار	۱۶۱
ابدال کتنے ہیں	۱۶۲
قطب ارشاد	۱۶۴
قیوم	۱۶۵
غوث	۱۶۶
چند اقسام اولیائے کرام، خلاصہ عبارت انوار العارفین	۱۶۷
مرتبہ امامت	۱۷۱
مرتبہ خلافت	۱۷۱
مرتبہ فردانیت	۱۷۲
مجدد مأۃ	۱۷۴
امت کے پہلے مجدد	۱۷۴
مجدد الف ثانی	۱۷۵
صوفیہ کو یہ مراتب کب عطا ہوتے ہیں؟	۱۷۸
اندراج النہایۃ فی البدایۃ	۱۸۱
علم الیقین، عین الیقین	۱۸۲
حق الیقین	۱۸۳
حال، مقام	۱۸۴
وقوف عددی، وقوف قلبی، مقامات عشرہ	۱۸۷
ہوش در دم، نظر بر قدم وغیرہ	۱۸۸
یاد کرد، بازگشت وغیرہ	۱۸۹
اوراد و وظائف و کلمات طیبات	۱۹۰
ذکر قلبی	″
ذکر نفی و اثبات	۱۹۲
مستحب روزے، تلاوت قرآن عظیم، نماز تہجد، چلہ کا طریقہ	۱۹۴
ختمہائے معمولہ حضرات مشائخ، سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ جمالیہ	۱۹۷

مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ
ضمیمہ عملیات در بیان اعمال و تعویذات	۲۰۳	گذارش ۔ خاتمہ کتاب در بیان حالات شریفہ قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رح	۲۴۳
استخارہ کی دعا اور استخارہ کا صحیح طریقہ	۲۱۲		
دعائے خاتمہ بالخیر	۲۱۶		
آیت قطب	۲۱۷	گذارش مرتب	۲۷۲
آغاز قصیدہ حضرت سیدنا غوث الثقلین رح	۲۱۸	شجرہ منظومہ فارسی	۲۷۴
آغاز حزب البحر	۲۲۱	شجرہ منظومہ اردو	۲۷۶
دعائے حزب البحر کا ظہور اور رواج کس طرح ہوا	۲۲۲	شجرہ حضرات قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ	۲۷۹
طریقہ زکوٰۃ حزب البحر	۲۲۳	شجرہ حضرات قادریہ خلفائیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ	۲۸۴
اعتصام و اختتام کسے کہتے ہیں	۲۲۴		
اعتصام	۲۲۵	شجرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ	۲۹۰
دعائے حزب البحر	۲۲۹		
اختتام	۲۳۹	شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ	۲۹۶
ہدایت	۲۴۲	شجرہ حضرات سہروردیہ	۳۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ اجمعین۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ جل شانہ، وعم نوالہ، نے انسان کو پیدا فرمایا اس کو اشرف المخلوقات بنایا۔ دراصل انسان کی پیدائش کا اصلی مقصد اللہ تعالیٰ جل شانہ، وعم نوالہ، کی بندگی کے کامل حقوق ادا کرنا، اور اس کے ذکر میں اپنی زبان اور دل دونوں کو ہر وقت متوجہ رکھنا، اس کے احکام کو بجالانا، اور یہ مقصد سرور کائنات رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین خاتم الانبیاء والمرسلین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے بغیر پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچ سکتا

جب اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد تھا انسان کے پیدا کرنے کا تو کیا انسان اس پر پورا اترا ہے یا اتر رہا ہے؟

آج انسان اپنے خالقِ حقیقی سے اتنا دور ہو گیا ہے کہ اس کا عملاً یا قولاً انکار کر رہا ہے، اس کے احکام سے منہ موڑ رہا ہے، اس کی بندگی کے حقوق ادا کرنے سے کوسوں دور ہو گیا ہے، اس کے ذکر سے غافل ہو گیا ہے۔

جس شئے کی طرف انسان نتیجہ سے بے پرواہ ہو کر بھاگ رہا ہے وہ ہے مادّی ترقی۔ مادی ترقی میں اتنا منہمک ہو گیا ہے کہ اس کو گویا وہ اپنا مقصدِ حقیقی گمان کر رہا ہے، اور اسی کو گویا نجات کا ذریعہ سمجھ رہا ہے اور ایسا مشغول ہو گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی بندگی کے حقوق ادا کرنے اور اس کے حبیب مکرم سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کو نہ صرف پس پشت ڈال دیا ہے بلکہ اس کا تمسخر اڑا رہا ہے۔

اسلام مادی ترقی کی مخالفت نہیں کرتا ہے۔ ہاں ایسی مادی ترقی جس میں انسان اپنے خالقِ حقیقی کو بھول جائے اس سے پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہی تمام جہانوں کا معبودِ حقیقی ہے۔ اس کی قدرتِ کاملہ ہر ممکن اور واجب چیزوں پر قادر ہے۔ اس کی قدرت سے کوئی شئے بھی باہر نہیں۔ جو انسان اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور شئے کو اپنا مقصود سمجھے گا وہ تباہی اور خسران میں رہے گا۔

معبودِ حقیقی اور مقصودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالےٰ ہی کی ذات کو سمجھنا چاہیئے، اور یہ جب سمجھا جائے گا جب حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی دولتِ عظمیٰ سے وہ مالا مال ہو گا۔ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع جب ہی حاصل ہو گی کہ جب وہ سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلے گا اور جو انسان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے گا وہ کامل و اکمل ہو گا۔ قرآن عظیم میں مذکور ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ ترجمہ:۔ جس نے اطاعت کی رسول کی بیشک اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْل

ترجمہ:۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی

اگر انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرے تو وہ اصل میں اللہ تعالےٰ ہی کی اطاعت ہو گی۔

"اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْل" پر عمل کر کے ہی انسان کو اس کی اصل منزل مل سکتی ہے، یعنی نجاتِ اخروی اور رضائے باری تعالےٰ۔

حضرات خاصانِ خدا و مقربان بارگاہِ الٰہی نے رضائے باری تعالےٰ کو ہی اپنا مقصدِ حقیقی قرار دیا ہے۔ ان پاک و مقدس ہستیوں کے نزدیک دنیا کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ حضرات کرامؒ تو جنت کے عیش و آرام اور آخرت کی بلند نعمتوں کے بھی طالب نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مقدس اور نورانی ہستیوں کی نظر میں وہ نہ ان کی اصلی منزل ہے اور نہ حقیقی مقصد بلکہ ان حضرات کی نظر میں صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور اس

کی خوشنودی اصل شے ہے۔

اسلام رہبانیت کو پسند نہیں کرتا، وہ دنیا کمانے اور شریعت مطہرہ کے حدود کے اندر رہتے ہوئے مادی ترقی کی اجازت دیتا ہے۔ انسان اگر دنیا نہیں حاصل کرے گا یعنی مال نہیں کمائے گا تو اس کے جسم میں طاقت کس طرح پیدا ہوگی اور جب طاقت نہیں ہوگی تو یاد الٰہی کیسے کر سکے گا۔ لہذا بقدر ضرورت دنیا کمائے تاکہ اس کے جسم میں طاقت رہے، اور جب جسم میں طاقت ہوگی تو عبادت و ریاضت بھی کر سکے گا۔ ایسی دنیا کمانا شریعت مطہرہ میں نہ صرف پسندیدہ بلکہ انتہائی عمدہ شئے قرار دی گئی ہے۔ اگرچہ تصوف میں زبان فارسی میں بہت سی کتب ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں فارسی سے عام طور پر ناواقفیت کی بنا پر ہر شخص ان کے مطالعہ اور سمجھنے سے قاصر ہے، لہذا ضرورت محسوس ہوئی کہ ہمارے سلسلہ کے اصحاب کے واسطے بھی ایک ایسی کتاب کا ہونا ضروری ہے جس میں شریعت مطہرہ کے مختصر مگر ضروری احکام و مسائل، تصوف سے متعلق مضامین اور اوراد و وظائف و عملیات بھی ہوں، جن سے مخلصین و متوسلین سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ فوائد کثیرہ حاصل کر سکیں، چنانچہ میرے محترم و مشفق کرم فرما حضرت مولانا محمد علی خاں صاحب المعروف محمد میاں صاحب۔ زید مجدہٗ جو حضرت سیدی قبلہ نانا صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ نے احقر راقم الحروف سے فرمایا کہ مخلصین سلسلہ عالیہ کے واسطے حضرت قبلہ سیدی و مرشدی دامت برکاتہم سے عرض کیا جائے کہ ایک کتاب جس میں تصوف سے متعلق ضروری مضامین، اوراد و وظائف و

عملیات شامل ہوں تصنیف فرما دیں، تاکہ مخلصین و متوسلین طریقت اس سے فوائد حاصل کر سکیں، میں نے محترم و مکرم حضرت محمد میاں صاحب مدظلہ کی یہ خواہش حضرت قبلہ تک پہونچائی تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ کار خیر تب ہی ممکن ہے جب تم قلم کاپی لے کر میرے پاس بیٹھو میں بولتا جاؤں تم لکھتے جاؤ۔ احقر نے یہ ذمہ داری قبول کی اور خدا کے فضل سے یہ کام مکمل ہو گیا۔ جب ترتیب کا کام مکمل ہو گیا تو حضرت قبلہ دامت فیوضہم نے فرمایا کہ اس کتاب میں ختمہائے معمولہ حضرات سلسلہ عالیہ، سلاسل اربعہ کے چاروں شجرات، حزب البحر اور قصیدہ غوثیہ کو بھی شامل کر کے طبع کراؤ۔ الحمد للہ کہ یہ کام بحسن و خوبی بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

حضرت محترم مولانا محمد علی خاں صاحب عرف محمد میاں مدظلہ نے میری درخواست پر ایک مضمون مختصر تعارف سلسلہ عالیہ اور استاد محترم حضرت مولانا مفتی محبوب علی صاحب مدظلہ، پرنسپل جامع العلوم فرقانیہ نے اس کتاب کا تعارف لکھا۔ یہ دونوں مضمون کتاب کے اول میں شامل ہیں۔ اہل سلسلہ کے بیحد اصرار پر حضرت قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی مختصر سوانح حیات بھی ایک علیحدہ باب کی شکل میں قارئین کرام کے واسطے پیش کر دی گئی ہے۔ جن دوسرے حضرات نے اس کام میں مجھے اپنا تعاون مرحمت فرمایا ہے ان میں خاص طور سے استاد محترم حضرت مولانا ریاض الدین احمد خاں صاحب مدظلہ، مدرس جامع العلوم فرقانیہ اور حضرت مولانا سردار شاہ خاں صاحب مدظلہ، مدرس جامع العلوم فرقانیہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس جگہ

اپنے محترم و مکرم جناب مسرت حسن خانصاحب آزاد کا بھی شکریہ ادا کروں کہ جنھوں نے کتابت و طباعت کے مراحل میں وقتاً فوقتاً مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دونوں جہان میں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے سایۂ عاطفت کو تادیر قائم رکھے۔ (آمین)

کچھ اسلامی تصوف کے بارے میں

غرض و غایت:۔ اس کتاب کو شائع کرنے کے دو مقصد ہیں۔

اول یہ کہ مخلصین و متوسلین "سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ" حضرات صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم کے پسندیدہ سیر و سلوک، ان کے اسرار، احوال، مقامات اور آداب مرشد سے واقف ہوں اور اس سے حتی المقدور فائدہ حاصل کریں نیز یہ کتاب ان حضرات کے لیے زائد مفید رہے گی جو اس طریقۂ عالیہ سے وابستہ ہیں، اور جن کے اندر ترقی باطنی کا ذوق و شوق ہے۔ باقی دوسرے حضرات کو بھی اس سے استفادہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

دوم یہ کہ وہ مدعیان علم و دانش جو حقیقی اسلامی تصوف کو بھی شریعت مطہرہ کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کے ذہنوں سے غلط فہمی کے پردے چھٹ جائیں چونکہ اس زمانہ میں کچھ روشن خیال جو خود کو بزعم خود روشن خیال تصور کرتے ہیں حالانکہ وہ تاریک الخیال ہیں اور بدعقیدہ ہیں، اور

علم میں تھوڑی سی سوجھ بوجھ حاصل ہونے پر ان کے ذہنوں میں محقق، مدقق اور مجتہد بننے کا خیال سما گیا ہے۔

آج تصوف اسلامی پر چاروں طرف سے یورش ہو رہی ہے، الزام تراشی میں ایسی ایسی جدت طرازیاں اور عجیب و غریب تدبیریں اور چالاکیاں اختیار کی جا رہی ہیں کہ انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ غیر مسلمین تو عرصہ دراز ہی سے انیز افگنی میں مصروف تھے۔ ان لوگوں کو ایسا کرنے کا اختیار بھی حاصل تھا۔ اس لیے کہ تصوف نے ان کے ظلمت کدوں کے اندھیروں کا خاتمہ کر دیا تھا، وہ باطل کی پیداوار تھے، اس چکاچوند نے ان کی دنیا ملیامیٹ کر رکھ دی تھی۔ ان کی عیش و عشرت کی محفلیں الٹ کر رکھ دی تھیں ان کی خواہشات کے بت کدے برباد ہو گئے تھے ان کی حیات کی معاشی اور معاشرتی قدریں جو ان کو انتہائی عزیز تھیں، اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھی تھیں۔ تصوف اور اس کے حامیوں کی جانب سے جن کو اتنے زخم لگے ہوں ان کی برہمی اور ناراضگی غلط نہیں۔ اپنے انتقام کی آگ کو بجھانے کے لیئے اگر ان باطل پرستوں نے الزام تراشیوں اور جھوٹ کا سہارا پکڑا تو اس میں ہمیں کوئی حیرت اور تعجب نہیں، اور نہ ہم ان کا شکوہ و شکایت کرتے ہیں۔ لیکن حیرت اور تعجب تو ہمیں ان لوگوں پر ہے جو اپنے آپ کو اسلام کا سچا خادم اور پیرو کار کہتے نہیں تھکتے، وہ بھی تیشہ اور کدال لیے اس حصار محکم کو منہدم کرنے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ بھی اس تو انائی اور چشمۂ شیریں کو پاٹنے میں کوشاں ہیں جس

کے آب زلال سے ان کی انفرادی اور اجتماعی حیات کے خوشبودار چمنوں کو شاداب کیا اور پر بہار رکھا، جس قوم کی تواریخ تصوف کے تخلیقی اور تعمیری کارناموں سے روشن اور منور ہے وہی قوم اب اس سے سخت متنفر ہے۔

سب سے پہلے ناظرین کرام و قارئین عظام یہ غور فرمائیں کہ "تصوف" ہے کیا؟ اس مقصد کے لیئے میں فقط ان صوفیہ کرامؒ کے فرامین بیان کرنے پر اکتفا کروں گا جو چمن تصوف کے امام اور اس کے تاج دار ہیں جو ماہر غواص ہیں، جن کا فرمان حق ہے، جن کا قول قول فیصل ہے۔ جن کی باتیں قطعی اور آخری ہیں۔

تصوف اور اہل تصوف پر بہتان لگانے اور الزام تراشی کرنے والے ارباب علم اگر بنظر انصاف غور کریں گے تو ان کے تاریک ذہنوں سے تاریکی کے پردے چھٹ جائیں گے، اور وہ اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آجائیں گے۔ اب ہم اقوال صوفیہ کی روشنی میں اسلامی تصوف کی تعریف پیش کرتے ہیں

حضرت **خواجہ معروف کرخی** قدس سرہٗ (المتوفی ۲۰۰ھ) تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"حقائق کو گرفت میں لانا، دقائق پر گفتگو کرنا، اور خلائق کے پاس جو کچھ ہے اس سے ناامید ہونا تصوف ہے"

حضرت **ذوالنون مصری** قدس سرہ (المتوفی ۲۴۵ھ) سے دریافت کیا گیا کہ صوفی کون لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا:۔

"وہ لوگ صوفی ہیں جنھوں نے تمام کائنات میں سے صرف اللہ تعالےٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کو پسند کیا۔"

حضرت سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہٗ (المتوفی ۲۸۳ھ) کا ارشاد گرامی ہے:۔

"صوفی وہ ہے جس کا دل کدورت سے خالی اور تفکر سے پر ہو اور قرب خداوندی میں بشر سے منقطع ہو اور جس کی آنکھوں میں خاک اور سونا برابر ہو۔"

سیدالطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ (المتوفی ۲۹۷ھ) کا فرمان گرامی ہے:۔

"صوفی وہ ہے جس کا دل دنیا سے متنفر اور فرمان الٰہی کو ماننے والا ہو۔ اس میں تسلیم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح، اندوہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح، فقر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح، صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح، شوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح، اخلاق سیدالانبیاء والمرسلین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہوں۔"

ان تصریحات کے الفاظ میں تفاوت ضرور ہے، لیکن مدعا اور مقصد سب کا ایک ہی ہے۔

امام التصوف شیخ شیوخ العالم سیدالاولیا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ (المتوفی ۶۳۲ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب

"عوارف المعارف" میں صوفی کون ہے" کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپکے نزدیک صوفی کون ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا "میرے نزدیک صوفی وہ لوگ ہیں جو اپنی عقل کے بقدر بہیم ——— سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم ہیں اور اپنے قلوب کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہیں اور اپنے نفوس کی شرارتوں سے بچنے کے لیئے اپنے پیشوا اور سردار کا دامن پکڑے ہوئے ہیں۔"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد الفاروقی سرہندی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے مکتوبات میں تصوف اسلامی کی بہترین تشریح فرمائی ہے۔ شریعت و طریقت کے اتصال اور اتحاد پر روشنی ڈالتے ہوئے مکتوب ۳۶ ج اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شریعت کے تین جز ہیں۔ اعتقاد، عمل، اور اخلاص، جب تک یہ تینوں چیزیں ثابت نہ ہوں شریعت مکمل نہیں ہوسکتی، اور جب شریعت مکمل ہو گئی تو خدائے تعالیٰ کی رضامندی بھی حاصل ہو گئی جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بالاتر ہے (قرآن کریم میں ہے) وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی ہے) لہذا شریعت تمام دنیوی اخروی سعادتوں کی ضامن ہے اور ایسا کوئی مطلب نہیں کہ سوائے

شریعت کے کسی اور طرح پورا ہونے کا محتاج ہو۔ طریقت اور حقیقت جس کے ساتھ صوفی لوگ ممتاز ہیں وہ۔ دونوں ہی شریعت کے تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس طریقت اور حقیقت کے حاصل کرنے سے شریعت کی تکمیل کے سوا اور کچھ مقصود نہیں۔"

ایک اور دوسرے مکتوب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"شریعت کی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک حقیقی، ظاہری صورت وہ ہے جس کا بیان علمائے ظواہر کے ذمہ ہے اور حقیقی وہ ہے جس کے ساتھ صوفی لوگ ممتاز ہیں۔"

جب صوفیائے کاملین رحمتہ اللہ علیہم کے نزدیک تصوف اور صوفی کی یہ تعریف ہے تو اب ان مدعیان علم و دانش سے ہمارا سوال ہے جو تصوف کو غیر اسلامی خیالات و نظریات کا مجموعہ، عجمی افکار و تصورات کا مظہر کہتے ہوئے نہیں تھکتے، کہ کیا پوری یکسوئی، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع، اس کے ہر حکم کی تعمیل اس کی رضا کے حصول کے لیئے ساری دنیا سے روٹھنا، اور اس کے حبیب مکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ نہیں؟ اور وہ شخص جو ان احوال سے بہرہ ور ہو، جو ہر نامناسب اور غیر اخلاقی حرکات و سکنات سے متنفر، اور تمام حسنات کا مجموعہ اور محامد و محاسن کا پیکر رعنا ہو، کیا وہ اسلامی تعلیمات کا روشن و منور اور

حسین وجمیل نمونہ نہیں ؟ کیا ایسے پاک ومقدس حضرات کی نکھری ہوئی شخصیت اسلام کی حقانیت کی روشن دلیل نہیں ؟ اگر آپ لوگ ان تعلیمات کو پھر بھی غیر اسلامی گمان کرتے ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ اسلام کو اس کی عظمتوں اور رفعتوں سے محروم کرنے کی نامناسب اور ناکام کوشش کر رہے ہیں، آپ اپنی ملت کو ان مقدس ومنور اور فخر زمانہ ہستیوں سے محروم کر دینا چاہتے ہیں، جو اسلام کی آبرو اور انسانیت کے لیے وجہ شرف ہیں۔

پھر بعض[1] مدعیان علم وتحقیق وہابیہ ایسے ہیں جو تصوف کو راہبوں اور جوگیوں کے تصورات کا مجموعہ سمجھتے ہیں (استغفراللہ) اور بڑے اکڑ کر تصوف

---

[1] نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے حقیقی اسلامی تصوف کو اپنی کتاب "تجدید احیائے دین" میں افیون اور چنیا بیگم لکھا ہے۔ اس جماعت اور اس کے سربراہ کے عقائد اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت سے بالکل مختلف ہیں۔ مودودی صاحب نے صحابۂ کرامؓ کی ذوات مقدسہ پر بھیانک نکتہ چینیاں کی ہیں، ائمہ عظامؒ، محدثین کرامؒ، فقہائے ذوی الاحترامؒ، اور اولیائے کبارؒ کے طرق اور ان کی تعلیمات پر رکیک حملے کیے ہیں۔ حضرت امام یزدانی غوث اعظم صمدانیؒ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی وغیرہ وغیرہ حضرات کے مقدس تصوف اسلامی کو اپنی کتاب میں افیون اور چنیا بیگم جیسے گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی بدعقیدگی

(باقی دوسرے صفحہ پر)

یہ بے جا تنقید کرتے ہوئے بڑے فخر سے یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ سیاسی پستی اور معاشی بدحالی کی وجہ صوفیانہ خیالات و نظریات ہیں۔ تصوف اپنے ماننے والوں کو بقول ان کے، رہبانیت کی زندگی گزارنے کی دعوت دیتا ہے، کش مکش حیات سے جدا رکھتا ہے۔ تصوف کے زیر اثر (بقول انکے) عملی قوتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں، اور انسان زندگی کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے، اپنے فرض منصبی سے غافل رہتا ہے۔

وہ مدعیان علم و دانش اپنے اس قول فاسد کی تائید کے لئے حضرات صوفیہ کرام رحمتہ اللہ علیہم کی چلہ کشی، عبادات و ریاضات اور خانقاہوں میں گوشہ نشینی اور خلوت پسندی کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن اگر بنظر انصاف غور سے دیکھا جائے تو حقیقت اس کے برعکس ہے۔

بیشک شیخ کامل مرید سے چلہ کشی کراتا ہے، جہاں وہ دنیاوی مشاغل اور انہماک سے جدا رہتا ہے۔ ذکر و فکر میں چند روز صرف کرتا ہے لیکن جب مبتدی (یعنی مرید) عبادات و ریاضات اور چلہ کشی سے اپنے اخلاق اور سیرت کو اسلام کے مقدس اور منور سانچے میں ڈھال لیتا ہے اور احکام الٰہی کی تعمیل اس کے واسطے فطرت ثانیہ اور دوسرے لوگوں کے لئے

(بقیہ حاشیہ) اور گستاخی کا ثبوت دیا ہے جسکے زبان اور قلم سے حضرات صحابہ کرامؓ، ائمہ عظامؒ، اور اولیائے کبارؒ محفوظ نہ رہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے اور اس کی جماعت سے اہل حق یعنی اہل سنت کو محفوظ رکھے (آمین)

حسین وجمیل نمونہ بن جاتی ہے۔ اس کی زندگی کا اصل مقصد پھر یہی رہ جاتا ہے کہ وہ دنیا میں جب تک رہے اللہ اس کے رسول اور اسلام کی اشاعت تبلیغ میں سرگرداں رہے، صوفیائے کرام کے انہی درخشاں کارناموں سے ہماری تاریخی کتابیں پر ہیں۔ اس کی مثال اس طرح سمجھ لیجئے کہ جیسے فوج میں جب رنگروٹ کو بھرتی کیا جاتا ہے اسے چند روز کے واسطے فوجی چھاؤنی میں رکھ کر اس کو فوجی تربیت کرائی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے پورے دفاع کے ساتھ دشمن پر بھی موثر وار کر سکے، اسے ہتھیاروں کو چلانے اور ان کے نشانات کو صحیح کرانے کی ٹھیک ٹھیک مشق کرائی جاتی ہے۔

اگر کوئی ملک دشمن سے لڑائی کے میدان میں برسرپیکار ہو اور لڑائی کے بھیانک شعلے بھڑک رہے ہوں، اس وقت بھی جن لوگوں کو لشکر میں داخل کیا جاتا ہے تو انھیں اسی وقت میدان جنگ میں لڑنے کے واسطے نہیں بھیجا جاتا بلکہ ان کو چند روز کے واسطے تربیت کے لئے چھاؤنی میں قیام کرایا جاتا ہے جب وہ ہتھیار استعمال کرنے کی مشق کر لیتے ہیں، جنگی طور طریقوں سے واقف ہو جاتے ہیں تب انہیں میدان جنگ میں دشمن کو کچلنے کے واسطے بھیجا جاتا ہے اگر وہ لوگ ٹریننگ کے بغیر لڑائی کے میدان میں بھیج دیئے جائیں تو وہ دشمن کو کچلنے کے بجائے اپنے ہی لشکر کے لئے مصیبت کا پہاڑ بن جائیں گے۔

چنانچہ پہلے زمانہ کے اکثر علمائے کرام رحمتہ اللہ علیہم علوم کی تکمیل کے بعد مرشد کامل کی جستجو اور تلاش میں شہر شہر، قصبہ قصبہ نکل پڑتے اور

جب کوئی انسان کامل ان کو نظر آجاتا تو اس کے مبارک ہاتھوں پر بیعت ہوتے، اور اس کی خانقاہ میں قیام کر کے کچھ روز کے لئے روحانی تربیت حاصل کرتے، اور جب ان کا نفس اور دل تزکیہ حاصل کر لیتا اور ان حضرات میں دینی پختگی کے آثار نمایاں ہوتے تو پھر مرشد کامل انھیں اہل دنیا کی ہدایت کے واسطے کسی علاقہ میں متعین فرماتا، اس طرح اس کی ذات گرامی کا باطنی فیض ہزاروں لاکھوں انسانوں کی بگڑی بنا دیتا، لہذا چلہ کشی، اور عبادت و ریاضت رہبانیت یا عجمی نظریات کا مجموعہ نہیں جس طرح بعض مدعیان علم و تحقیق کو غلط فہمی ہوئی ہے، بلکہ رزمگاہِ حق و باطل میں اپنا صحیح کردار انجام دینے کے لئے یہ تربیت کے لمحے ہیں جو اس کی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے نہ صرف مفید بلکہ لازمی ہیں۔ آپ اولیائے کاملین رحمتہ اللہ علیہم کی سیرتوں کا مطالعہ کیجئے ان کی کتاب زندگی کا ہر ورق اور ہر صفحہ مجاہدے کے ایمان افروز اور روح پرور کارناموں سے روشن ہے۔

ہندوستان کی تاریخ صوفیہؒ ہی پر نظر ڈال لیجئے۔

سلطان الہند خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ نے تحصیل علم کے بعد مدتوں اپنے مرشد کامل سلطان العارفین حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی خانقاہ میں گزارے۔ یہ مدت جنگ خلوت اور عزلت کی تھی، اس عرصہ میں ان کی تمام تر توجہ اصلاح باطن اور تزکیہ قلب پر مرکوز رہی، لیکن جب سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد مسند ارشاد پر قدم رکھا تو آپ کے عزم محکم اور ہمت بلند نے کفر و باطل کے

جو قلعے سر کیئے، شرک کے جن صنم کدوں کو تباہ و برباد کیا، دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا فاتح بھی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اس دور میں جب ہر طرف کفر و شرک اور باطل پرستی کا دور دورہ تھا، یکہ و تنہا، لق و دق صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے راجپوتانہ کی مرکزی ریاست اجمیر میں آکر ڈیرہ لگانا کسی راہب کا کام نہ تھا بلکہ اس مرد خدا کا کام تھا جو خطروں کی آندھیوں میں اپنا چراغ روشن رکھنے کی پوری، پوری صلاحیت رکھتا تھا، جو خطرناک موجوں اور بھیانک طوفانوں سے اپنا سفینہ سلامتی سے نکال کر لے جا سکتا تھا۔ جو مصائب کا ہر چیلنج قبول کرنے کے لیئے ہر وقت تیار تھا، جس کے نزدیک راہ حق میں جان دینا حیات جاوید تھی، جس کے دل کی دنیا میں کسی رائے تھوڑا کے لیئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ صرف اور صرف اپنے خدا سے ڈرتا تھا اور صرف اسی کے حکم کے آگے اس کی گردن جھک سکتی تھی۔

جس جرأت و بہادری اور ہمت بلند سے حضرت خواجۂ خواجگان قدس سرہ نے تبلیغ اسلام کا کام کیا اور لاکھوں بد قسمت لوگوں کی تقدیر کو سنوار دیا، اور نور اسلام سے مشرف فرما دیا کیا یہ کشمکش حیات سے گریز اور فرار تھا؟ کیا یہ رہبانیت تھی؟

انھیں حضرت خواجۂ خواجگان رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ برحق حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ نے اپنے مرشد کامل کے حکم سے دہلی میں قیام فرما کر ہزاروں، لاکھوں کی بگڑی بنا دی، تبلیغ اسلام کا وہ کام انجام دیا جس کی نظیر کیا کوئی پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

پھر ان حضرت خواجہ عارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مرید خاص وجاں نثار اور خلیفہ برحق شیخ الشیوخ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ نے اپنے مرشد کامل کی خانقاہ میں رہ کر روحانی تربیت حاصل کی، مراتب سلوک طے کرنے کے بعد جب عبادات وریاضات اور مجاہدات سے آپ کی تربیت مکمل ہوگئی تو اپنے شیخ کامل کے حکم سے آپ نے پاک پٹن میں اقامت اختیار فرمائی، اپنی حیات مقدسہ میں جو نورانی اور روح پرور انقلابات برپا کئے، جہالت وبربریت کے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو علم ومعرفت کی جو روشنی عطا فرمائی اس کی عظمت واہمیت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ جن جنگلی قبائل کو آپ نے نور اسلام سے مشرف فرمایا، صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ان حضرات کرامؒ کے فیوض وبرکات کی روشنی سے آج تک ہندا ور بیرون ہند کی سرزمین کا چپہ چپہ منور ہے۔

ان حضرات کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ان نورانی کارناموں کو دیکھتے ہوئے بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ پھر بھی یہ کہنے کی جرائت کرتے ہیں کہ تصوف "افیون" ہے اور "جینیا بیگم" ہے .... یہ قوائے عمل کو ناکارہ کر دیتی ہے، زندگی کے متلاطم سمندر میں، کودنے کی جرائت وہمت سلب کر لیتی ہے۔

ہمارا تو بحمد اللہ یہ عقیدہ ہے کہ وہ عزم جو ظلمت قبول ہی نہیں کرتا وہ دل میں پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب کسی مرد کامل کی نگاہ کرم پڑ جاتی ہے ہندوستان میں نو صدیوں پر پھیلی ہوئی اپنی تاریخ، کا مطالعہ کیجئے، آپ کو

معلوم ہوگا کہ جن سلاطین کی شجاعت اور بہادری کے ہم گن گاتے ہیں، جن سپہ سالاروں کی فتوحات کا ذکر کر کے ہمارا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے، جن علماء و فضلاء کے علمی کارناموں سے ایک دنیا فیضیاب ہوئی اور وہ قادر الکلام حق گو شعرا جن کے کلام معجز نظام سے نیکی اور بھلائی کو فروغ ہوا، اور برائی اور بدی کی بیخ کنی ہوئی، ان میں سے اکثر کسی نہ کسی مرد کامل کے دامن سے وابستہ ضرور تھے۔ صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں، جہاں جہاں بھی اسلام کے جرنلوں نے اپنی فتوحات کے پرچم گاڑے ہیں، ان کی پشت پناہی کرنے والی کوئی روحانی طاقت ضرور تھی۔

قسطنطنیہ کی فتح دنیا کی جنگی تاریخوں میں سے ایک حیرت انگیز اور عظیم کارنامہ ہے جس کی نظیر تاریخ عالم میں اب تک نہیں ملتی۔ ترکی کے جس سلطان کو اس شہر کی فتح کی عظیم سعادت نصیب ہوئی اس کا نام نامی.. "سلطان محمدؒ" ہے۔ جو فاتح کے لقب سے عالم میں مشہور ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس شاندار مہم کا اصل محرک کون تھا؟ اور کس نے "سلطان محمد فاتحؒ" کو یہ عظیم سعادت حاصل کرنے کا شوق دلایا؟ وہ اس کے شیخ طریقت تھے حضرت سلطان محمد فاتح رحمتہ اللہ علیہ کی عمر اس وقت صرف بائیس سال تھی۔ ان کے مرشد کامل نے فرمایا کہ "سلطان محمد" تم قسطنطنیہ پر حملہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے گا۔"

اپنے شیخ کامل کے شوق دلانے اور ترغیب پر حضرت سلطان محمد فاتحؒ نے جنگی میدان میں ایک حیرت انگیز کارنامہ انجام دے کر دنیا کے بڑے

بڑے سمجھدار اور لڑائی کے بڑے بڑے ماہرین کو حیرت زدہ کر دیا۔ اگر صوفیہ کرام (استغفر اللہ) راہبانہ زندگی کے عادی ہوتے، اور تصوف (استغفر اللہ) افیون ہوتا تو صوفیہ کرام کی مبارک زندگیوں کی تواریخ درخشندہ و تابندہ کارناموں سے ہرگز ہرگز نہ جگمگاتی۔

ذرا اکبر کے دور کو بھی یاد کر لیجیے جب ساری الحادی قوتیں اسلام کو مٹانے کے لیے میدان میں نکل آئی تھیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس خطرناک طوفان بلاخیز کا مقابلہ اور ان الحادی طاقتوں کا کس نے منہ توڑ جواب دیا تھا۔ وہ ایک مرد مجاہد اور اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ تھا اپنے وقت کا ایک بلند مرتبہ درویش تھا، جو قطب الاولیاء، غوث زمان حضرت خواجہ سید سکندر قادری کیتھلی محبوب الٰہی قدس سرہٗ کا مرید اور حضرت غواجۂ خواجگان خواجہ رضی الدین المعروف محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خانقاہ کا تربیت یافتہ تھا، جو فقر و درویشی کی آغوش میں پل کر جوان ہوا تھا، جسے آج دنیا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نام نامی سے یاد کرتی اور جانتی ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی قدس سرہٗ تحصیل علوم کے بعد اور میدان سلوک کی تمام منازل طے کرنے کے بعد جب مسند ارشاد پر فائز ہوئے تو اس وقت اسلام کی بنیادیں ہل رہی تھیں، آپ نے ان الحادی طاقتوں کا جس جرأت و بہادری سے مقابلہ کیا اس کی نظیر کون پیش کر سکتا ہے؟ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کر کے میدان عمل میں یکہ و تنہا کود پڑے

الحادی قوتوں کو تہ۔تیغ کر ڈالا، اور اسلام کے روشن آفتاب پر جو گرد وغبار آگیا تھا اسے آپ نے صاف کر دیا، اور پھر اسی آب وتاب کے ساتھ شریعت مطہرہ کے مقدس قانون کو نافذ کرایا۔ ہندوستان کے صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اسلامی کارناموں کے علاوہ بیرون ہند کی تاریخ صوفیہ کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو ہر جگہ یہی عزم محکم، ہمت وجرأت اور بلند ہمتی کے نمونے نظر آئیں گے مثلاً حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت شیخ ابو یزید بسطامیؒ، حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ، حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ، حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ، حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ، حضرت خواجہ معروف کرخیؒ، حضرت ذوالنون مصریؒ، حضرت خواجہ سری سقطیؒ، حضرت ابراہیم بن ادہمؒ، حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ، حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی چشتیؒ، حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ، حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ، حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ، حضرت غوث الاعظم امام عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ، حضرت شیخ تاج الدین سید عبدالرزاق قادریؒ، حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ، حضرت مخدوم جہاں نیاں جہاں گشت سیّد جلال الدین بخاریؒ، حضرت خواجہ خواجگان محمد بہاؤ الدین نقشبند بخاریؒ، حضرت خواجہ سید عبدالوہاب قادریؒ، حضرت خواجہ سید عقیل قادریؒ، حضرت خواجہ سید شمس الدین صحرائی قادریؒ، قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اجمعین، ان حضرات کرام کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہی جانے اللہ کتنے اولیائے کاملین جلوہ گر ہوئے، تمام کی تمام تواریخ ان حضرات کی حیات

مقدسہ کے زریں اور نورانی کارناموں سے پر ملیں گی۔

ذرا انصاف کی نظر سے غور کیجئے کہ ان حضرات کرام نے اور ان کے علاوہ خدائے تعالیٰ ہی جانے کتنے اولیائے کاملین رحمتہ اللہ علیہم نے لاکھوں کروروں بندگانِ خدا کو رشد و ہدایت کی روشنی دکھائی اور ان کو سچا اور پختہ مسلمان بنایا، عبادات و ریاضات و مجاہدات کرا کے ان کو مقرب بارگاہِ الٰہی بنایا، عالم بھر کے انسانوں کی تقدیر کی کایا پلٹ دی اگر تصوف افیون ہوتا استغفر اللہ تو پھر یہ حضرات کرامؒ کیسے نورانی اور ایمان پرور انقلابات برپا کرتے، اور جہالت و بربریت کے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو علم و معرفت کی نورانی شمع کس طرح دکھاتے۔ تصوف اور اہل تصوف کی حقانیت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ صدیاں گزر گئیں لیکن ان حضرات کرامؒ کے اسمائے گرامی آج بھی زندہ و جاوید ہیں۔ اور ان کی حیات مقدسہ کے مبارک کارنامے آج بھی درخشندہ و تابندہ ہیں، اور رہتی دنیا تک ان کے اسمائے گرامی اور ان کے نورانی کارنامے باقی رہیں گے ان شاء اللہ

امام الشریعت والطریقت سید الاولیاء غوث الثقلین قطب ربانی محبوب سبحانی پیر پیران حضرت سیدنا امام شیخ سید عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس نے بے شک پچیس سال عراق کے لق و دق صحراؤں میں گزارے، عزلت کی زندگی اختیار فرمائی، پیڑوں کے پتوں پر گذر و بسر فرمائی کئی کئی روز کے فاقے کیے، خوب عبادات و ریاضات اور مجاہدات کیے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے تو لاکھوں

کو مسلمان کیا، لاکھوں کو معرفتِ الہٰی کی روشنی سے منور فرمایا، ہزاروں ولیا اپنی حیاتِ مقدسہ میں بنا دئے، اور آپ کے بعد آج تک آپ کی اولاد اور اہلِ سلسلہ آپ کے فیوظات ظاہرہ و باطنہ سے مستفیض ہو رہے ہیں، اور رہتی دنیا تک انشاء اللہ تعالیٰ فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

حضرت غوث اعظم امام یزدانی محبوب سبحانی قدس سرہ السامی کی نورانی اور مبارک زندگی کا ہر کارنامہ شریعت مطہرہ سے لبریز ہے۔ اور تاریخ تصوف میں اسلامی روح کی جلوہ گری کرنے والا ان جیسا متبع شریعت بزرگ خال خال ہی نظر آتا ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دین کو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم نے تو مکمل طور پر باقی رکھا، اور ان کے بعد کے خلفاء میں سے بعض بعض خلفائے کرام نے بھی دین متین کو باقی رکھا اور اس کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم رہے لیکن خلفاء میں سے اکثر خلفائے دین کو پس پشت ڈال دیا تھا اور شریعت مطہرہ کی پابندی میں سست رفتاری اختیار کرنے لگے تھے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا امام یزدانی غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ کو جلوہ گر فرمایا۔ آپ نے شریعتِ مطہرہ کو قائم فرمایا۔ دین متین میں ایک نئی روح پھونکی، اور تازگی بخشی، اس لئے آپ کا لقب گرامی "محی الدین" ہے۔ (یعنی دین کو زندہ کرنے والے) چنانچہ آپ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مجددین میں سے ایک جلیل القدر مجدد ملت بھی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ اولیائے کرام

کی سرداری بھی مرحمت فرمائی ہے آپ کا فرمان گرامی ہے۔

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

ترجمہ:۔ یعنی میرا قدم ہر اللہ کے ولی کی گردن پر ہے) یہی فرمان گرامی آپ کی فضیلت شان کا سبب ہوا ہے۔ تو کیا تصوف "افیون" ہے؟ اگر تصوف افیون ہوتا تو پھر حضرت سیدنا امام یزدانی غوث اعظم صمدانی" کی تبلیغ اسلام سے لاکھوں بندگان خدا کو ہدایت کیسے نصیب ہوتی، اور لاکھوں لوگوں کو آپ کی رشد و ہدایت، اور علم معرفت کی روشنی سے کیسے ولایت حاصل ہوتی، اور آج تک آپ کے فیوضات و برکات سے تشنہ گان علم و معرفت کیسے فیضیاب اور مستفیض ہوتے۔

ذرا ان حضرات کرام" سے بھی بڑھ کر حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزلت گزینی اور خلوت نشینی کو بھی یاد کر لیجیے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب اللہ تعالیٰ نے تورات دینے کا وعدہ فرمایا تو چالیس روز کا چلہ کرایا تھا، اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لباس بھیڑوں کے اون سے بنا ہوا تھا جس کو عربی میں "صوف" کہتے ہیں چوں کہ چلہ کشی میں جماعت صوفیہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح چلّے کرتی ہے، اس لئے اس کا نام صوفیہ رکھا گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی بڑھ کر سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سید الاولین والآخرین سیدنا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غار حرا کے واقعہ کو بھی یاد کر لیجیے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غار حرا میں تنہائی یعنی خلوت نشینی اختیار فرمائی تھی، اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث مبارک میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد ایام وہاں گزارے تھے، لیکن بخاری شریف کی شرح میں حضرت علامہ صفیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس چالیس روز بھی غار حرا میں گزارا کرتے تھے۔ عزلت اور خلوت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غار حرا میں اختیار فرمائی تھی، اس بناء پر خلوت پسندی اور اہل دنیا سے علیحدگی فقط سنت موسوی ہی نہیں، بلکہ طریقہ مصطفوی بھی ہے۔ کیا ان مدعیان علم و دانش کو معلوم نہیں؟ کہ اسی کے بعد بدر و احد اور دیگر میدانوں میں ایک عظیم جنرل کی حیثیت سے عملی طور پر اسلام کو فروغ دینے کے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیسے مقدس اور عظیم کارنامے انجام دیئے۔ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) تو کیا چلہ کشی، عزلت گزینی اور خلوت پسندی رہبانیت ہے؟ اگر یہ رہبانیت ہے تو سب سے پہلے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام (استغفر اللہ۔ العیاذ باللہ) راہب تھے۔ (اللہ تعالیٰ ایسے فاسد خیالات سے ہمیں باز رکھے۔ آمین) تو کیا یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہب کہنا پسند کریں گے اور کیا گوارا کریں گے؟ (استغفر اللہ۔ العیاذ باللہ) اگر نہیں! تو پھر حضرات اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کو یہ اقامت دین کے نام نہاد مدعیان مذاہب کیوں کہتے ہیں؟

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ان پاکیزہ اور نورانی ہستیوں کے مبارک کارناموں کو مٹانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارا ان تاریک الخیال اور بدعقیدہ لوگوں سے یہ سوال ہے کہ آپ لوگوں نے اسلام کی کون کون سی خدمات انجام دی ہیں ؟

آپ لوگوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم، تابعین عظامؒ، ائمہ کرامؒ، علمائے ذوی الاحترامؒ، محدثین کرامؒ اور اولیائے عظامؒ کے مبارک کارناموں پر رکیک حملے، گستاخانہ کلمات ان حضرات کرامؒ کی شان میں استعمال کیئے اور برابر اپنی تحریر و تقریر میں کرتے رہتے ہیں۔ کیا یہی اسلام کی خدمت ہے ؟ کیا اسی کو اقامت دین کہتے ہیں ؟ (نعوذ باللہ) آپ نے شریعت کو مذاق سمجھ رکھا ہے اور اسلام کو تنقید کرنے کا ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزلت گزینی اور خلوت پسندی کے قطعی اور یقینی شواہد۔ اور اولیائے کاملینؒ امت کے تاریخی شواہد ان لوگوں کے باطل نظریہ کی تردید کے لئے کافی وافی ہیں، جو تصوف پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں اور افیون اور جینیا بیگم کہہ کر اپنے نفس امارہ کو خوش کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ تصوف ہے جس کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ "احسان" سے تعبیر فرمایا اور اس کی تشریح ان الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمائی۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

ترجمہ:۔ تو عبادت اس طرح کر کہ جیسے تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ رہا ہے تو تو تصوّر کر کہ وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔

تمام صوفیائے کرام کی زندگی میں یہ چیزیں مکمّل طور سے پائی جاتی ہیں یہ پیشِ نظر رہے کہ ہماری مراد انھیں حضرات صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم سے ہے جنھوں نے میدان تصوف میں قدم رکھ کر باقاعدہ مرشدین حق کی نگرانی میں منازل تصوف طے کی ہیں، طریقت کے حصول میں شریعت مطہرہ کو مقدم رکھا ہے، اور اس کے ادنیٰ سے ادنیٰ پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔

وہ صوفیہ جو خود کو بزعم خود صوفی سمجھتے ہیں اور انھوں نے شریعت پر طریقت کو مقدم سمجھا ہے اور ان میں بعض لوگ ایسے ایسے حرکات وسکنات میں مبتلا ہیں جو تصوف حقیقی اور اہل تصوف پر بھی داغ لگاتے ہیں وہ نام نہاد صوفی ہرگز ہرگز مراد نہیں، بلکہ ہماری مراد تو صرف ان ہی جیسے حضرات سے ہے جن کے واقعات اجن کی نظریں، اور جن کے مبارک ومقدس کارنامے پیش کیئے گئے۔

درحقیقت تصوف وہ نظام ہے جو انسان کی صرف جسمانی تربیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، بلکہ اس کی روحانی صفائی اور بالیدگی پر اپنی ساری مساعی کو وقف کر دیتا ہے۔ اس کے مکتب کے طالب علم جب نماز پڑھتے ہیں تو صرف ان کی زبان ہی تسبیح وتہلیل نہیں کرتی، ان کے ظاہری اعضا ہی قیام ورکوع وسجود میں مصروف نظر نہیں آتے، بلکہ ان کا دل، ان کی روح،

ان کے جسم کا بال بال، رُواں رُواں، ذکرالٰہی میں سرشار ہوتا ہے، ان میں تواضع، انکسار، بردباری، تحمل، انیثار، عفو و درگزر، محبت و مودت کے وہ اخلاقیات ہوتے ہیں کہ دنیا ان کے نورانی چہرے کی زیارت کر کے اللہ تعالیٰ کا دین اور ان کا مسلک قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کسی نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کے بارے میں معلوم کیا تو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں ارشاد فرمایا:- (کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن یعنی حضور کا خلق قرآن عظیم تھا)

اخلاق محمدی کا یہی پرتو ہی توصوفی کے دل کو منور کرتا ہے اور اس کے ظاہر و باطن کو "صِبْغَۃَ اللہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہِ صِبْغَۃً" کے رنگ میں رنگ دیتا ہے ــــــ کسی انسان کو صحیح انسان بنانا سب کاموں سے زیادہ مشکل کام ہے اور جو ہستیاں ایک نہیں لاکھوں کروڑں کو گناہوں سے پاک کر کے مقبول بارگاہ الٰہی اور مقدس و محترم ہستیاں بنا دیتی ہیں ان سے بڑھ کر انسانیت کا محسن اور مددگار کون ہو سکتا ہے؟

تصوف کی تاریخ اور صوفیائے کرام کی مقدس اور نورانی زندگی کو دیکھ کر ایک منصف مزاج محقق اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اسلام میں تصوف کا وہی مقام ہے جو روح کا جسم میں، خوشبو کا پھول کی پتی میں، اور روشنی کا آفتاب و ماہتاب میں ہے۔

جب سے حقیقی اسلامی تصوف کی طرف ہماری رغبت کم ہو گئی ہے

عبادات کے گلشن میں جو پھول کھلتے ہیں وہ اس کی مہک سے عاری ہیں، اعمال کے جو درخت ہیں وہ پھلوں سے محروم ہیں، جسم تو بارگاہ الٰہی میں جھکتا ہے لیکن روح کو خبر تک نہیں ہوتی۔ زبان تسبیح و تہلیل میں مصروف ہوتی ہے، لیکن دل کسی اور صحرا میں بھٹک رہا ہوتا ہے نہ عبادات میں لطف رہا ہے اور نہ اعمال کی نورانیت کے جلوے نمایاں ہوتے ہیں۔

صوفی کی یہ بھی تعریف نہیں ہے جو اس زمانہ کے بعض بھولے بھالے خوش عقیدہ حضرات نے سمجھ رکھی ہے کہ جس صوفی یا ولی سے زیادہ کرامتیں صادر ہوں وہ اعلیٰ درجہ کا ولی ہے، اور جس سے کم کرامتیں صادر ہوں وہ چھوٹے درجہ کا ولی ہے یہ خیال بالکل غلط اور لغو ہے۔

پہلے زمانہ میں بڑے بڑے اولیاء اللہ جلوہ گر ہوئے لیکن کسی سے ایک کرامت، اور کسی سے دو، اور کسی سے چار کرامات صادر ہوئیں۔ اور بعض حضرات اولیاء رحمتہ اللہ علیہم سے ایک بھی کرامت صادر نہیں ہوئی، تو کیا وہ حضرات اولیاء کم تر درجہ کے ولی ہوئے۔ نہیں ہرگز ایسا نہیں لہٰذا زیادہ کرامتوں کا صادر ہونا ولی کی اعلیٰ ولایت کی لازمی حجت نہیں بن سکتا۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ بعض اولوالعزم حضرات انبیاءؑ کرام رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے ایک معجزہ، بعض سے دو معجزے اور بعض سے چار، اور بعض سے ایک بھی معجزہ ظاہر نہیں ہوا، تو کیا یہ اولوالعزم حضرات انبیاء کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات دوسرے انبیاءؑ

علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کم تر درجہ کے انبیأ ہوئے۔ نہیں ہر گز ہر گز ایسا نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض رسل کو بعض رسلؑ پر فضیلتیں ضرور حاصل ہیں لیکن اولوالعزم رسولوں کا مرتبہ انبیأ کرام سے اونچا ہے۔ معجزوں کے زیادہ صادر ہونے کی وجہ سے یا کم صادر ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے بعض کو بعض پر فضیلتیں حاصل ہیں۔ اسی طرح بعض اولیأ کو بعض اولیاء پر فضیلتیں حاصل ہیں، لیکن وہ بھی کرامتوں کے کم یا زیادہ صادر ہونے کی وجہ سے ہر گز نہیں، بلکہ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے بعض اولیأ کو بعض اولیأ پر فضیلتیں حاصل تھیں

(ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم)

حضرات انبیأ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے معجزے طلب کرنے والے کفار ومشرکین ہی ہوا کرتے تھے، نہ کبھی سنا، اور نہ کسی کتاب میں دیکھا کہ کسی مومن نے حضرات انبیأ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب کیا ہو اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے کبھی معجزہ طلب نہیں کیا۔ بلکہ معجزہ طلب کرنے والے فقط کفار و مشرکین ہی ہوا کرتے تھے۔

اسی طرح اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم سے کرامتوں کے طالب ہی لوگ ہوا کرتے تھے اور ہوا کرتے ہیں جو ایمان کے کمزور ہیں۔ سچے عاشقان اولیأ کبھی اولیائے کرامؒ سے کرامتوں کے طلب کرنے والے نہیں ہوتے۔

لہٰذا یہ خوب ذہن نشین کر لینا چاہئیے کہ کرامتوں کی کمی یا زیادتی سے اولیاء اللہ کے مراتب میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اس کتاب کے مطالعہ سے طریقہ عالیہ قادریہ مجددیہ کی افضلیت اور حقیقی اسلامی تصوف کا حال معلوم ہوگا۔ نیز حقیقی اسلامی تصوف سے واقف ہوکر تصوف اور اہل تصوف کے متعلق بہت سے شکوک و شبہات دور ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ مخالفین تصوف حقیقی کو ہدایت عطا فرمائے اور ان کو سیدھی راہ پر لگائے۔ نیز اپنے فضل و کرم سے مجھے اور سب عاشقان مصطفےٰ اور غلامان اولیاء کو اپنی اور اپنے حبیب پاک نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام حضرات اولیائے کرام کی حقیقی محبت اور عشق عطا فرمائے۔ اور میرا سب مسلمانوں کا ایمان پر خاتمہ بخیر فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

اللھم ارزقنا حبك وحب من یحبك وحب عمل یقربنا الی حبك

اللھم اھدنا الصراط المستقیم

وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ سیدنا وشفیعنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ واولیائہ وعلماء امتہ اجمعین

برحمتك یا ارحم الراحمین

عاصی ـــــ محمد وجاہت اللہ وجیہی

۱۲ ذوالقعدہ سنہ ۱۴۰۱ھ

۱۲ ستمبر ۱۹۸۱ء بروز شنبہ

جناب مولانا مفتی محبوب علی صاحب وجیہی مدظلہٗ
پرنسپل و مفتی جامع العلوم فرقانیہ رام پور

تعارف

۷۸۶

حامداً و مصلیاً و مسلماً

میرے مخدوم زادہ جناب مولوی قاری وجاہت اللہ خاں صاحب مدعمرہٗ نے نہایت عرق ریزی اور جد و جہد سے سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی حافظ ملت بحر الشریعت والطریقت خطیب اعظم حضرت قبلہ الحاج مولانا حافظ شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم کی کتاب "فیوضات وزیریہ" کے مضامین کو مرتب کر کے ایک کتابی شکل میں جمع فرمایا۔

حضرت قبلہ سیدی و مرشدی دامت فیوضہم نے اہل سلسلہ کے لئے تصوف سے متعلق مضامین، جس میں سیر و سلوک، جذب و سلوک، اصطلاحات و تصوف، اوراد و وظائف و عملیات اور آخر کتاب میں ہمارے دادا پیر مخزن الشریعت والطریقت قبلہ عالم حضرت قبلہ مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی تحریر فرمائے۔

اول کتاب میں مرتب موصوف نے ہمارے مرشد کامل حضرت قبلہ

مدفیضہ کے حالات زندگی تحریر کیئے جس سے عام طور پر اہل سلسلہ ناواقف ہیں۔ امید ہے کہ برادران طریقت اس سے استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالے ان کو اس کا اجر عظیم مرحمت فرمائے۔ اور ان کو ان کے حضرت ناناجان اطال اللہ فیوضہ کا جانشین بنائے۔ آمین

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ہمارے حضرات مشائخ کرام رحمتہ اللہ علیہم نے عزلت نشینی کو پسند فرمایا مگر اللہ تعالے نے حضرت قبلہ سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی دامت برکاتہم کے ذریعہ ان کے فیوضات پھیلائے اور ان حضرات کرامؒ کا چرچا فرمایا۔

مخالفین نے اگرچہ اس پاک روشنی کو بجھانے کی بہت کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ کا نور پھونکوں سے نہیں بجھتا ہے۔ وہ بحمد اللہ تعالے آج بھی روشن ہے اور قیامت تک روشن رہے گا۔

اس زمانہ میں مسلمان کا دل بزرگوں کی تعظیم و توقیر سے خالی ہوتا جا رہا ہے۔ اور تصوف کی بنیاد عظمت و محبت پر ہے، اس لیئے آج کل لکھا پڑھا طبقہ اس سے بھی متنفر ہوتا جا رہا ہے، اس لیئے ضروری تھا کہ صحیح اور اصلی تصوف، اور اصطلاحات تصوف پر کوئی کتاب، اردو زبان میں شائع ہو۔ الحمد للہ کہ اس ضرورت کو اخی العزیز جناب مولوی) قاری حافظ وجاہت اللہ خاں صاحب مدعمرہٗ نواسہ جناب حضرت حافظ الملت دامت برکاتہم نے محسوس کر کے ایک حد تک اس کو پورا کر دیا، اور حافظ شریعت

طریقت، بحر کامل، حافظ ملت، خطیب اعظم ہند حضرت قبلہ مولانا الحاج
حافظ شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب دامت فیوضہم کی تالیفات کو ڈیڑھ
دو سال میں تھوڑا تھوڑا جمع کر کے کتاب کی شکل میں ہم وابستگان سلسلہ و
دیگر مسلمانوں کی ایک اہم وقتی ضرورت کو پورا کر دیا۔

اللہ تعالے موصوف کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے، اور حضرت قبلہ
مدظلہ العالی دامت برکاتہم کی عمر مبارک دراز فرمائے، تاکہ ہم سب مسلمانوں کو
آپ کی مقدس ذات سے فیوض ظاہری و باطنی حاصل ہوتے رہیں، اور خدا
تعالے ہم کو بھی اپنے حضرات کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین۔

احقر خاک پائے بزرگان قادریہ عالیہ
محبوب علی وجیہی عفی عنہ
مفتی و پرنسپل جامع العلوم فرقانیہ مسٹن گنج رام پور یوپی

مورخہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ
مطابق
۲۶ جون ۱۹۸۱ء یوم جمعہ

جناب مولانا محمد علی خاں صاحب المعروف محمد میاں صاحب وجیہی مدظلہٗ
سکریٹری انتظامیہ کمیٹی جامع العلوم فرقانیہ رام پور یوپی

مختصر تعارف

سلسلۂ عالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد

سرورِ کائنات فخرِ موجودات شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سید الاولین والآخرین حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ سے فیوضات ظاہرہ و باطنہ عالم میں پھیلے، اور ہم دور افتادگان تک ان کی رسائی سلسلہ بسلسلہ تدریجی طور پر ہوئی۔

ظاہری علوم۔ واحکام شریعت، حضرات ائمہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرات علمائے صالحین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ مسلمانوں تک پہنچے جس کی اسناد مدارس اسلامیہ میں حضرات علمائے کرام، وحضرات مدرسین اپنے تلامذہ کو مرحمت فرماتے ہیں۔

اسی طرح علوم باطنہ حضرات اولیائے عظام رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ طالب مسلمانوں تک پہنچے، اور پہنچ رہے ہیں، اوران کی ترویج واشاعت کی بطریقہ مخصوص اجازت حضرات اولیائے عظامؒ ومشائخ کرام خانقاہوں میں اپنے وابستگان کو فرماتے رہے اور فرماتے ہیں،

علوم دینیہ کی اسناد اگرچہ شاخوں، اور طبقات کے لحاظ سے بکثرت ہیں لیکن سب کی انتہا دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک ہے۔

اسی طرح فیوضات باطنہ بھی عالم بھر میں عرفاء اور اولیائے کرامؒ کے نفوس مقدسہ کے ذریعہ سے دنیا میں شائع ہوئے اور مشاہیر اولیائے کرام کے اسمائے گرامی، یا وطنوں کا لحاظ کرتے ہوئے سلاسل کے مختلف اسما ہوگئے، لیکن ان کی بھی انتہا دربار رسالت مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی تک ہے۔

الغرض خدائے بزرگ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کا کرم اور اس کا ارشاد و ہدایت بوسیلہ اول کائنات فخر موجودات شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس امت مرحومہ کو بتوسط مقبولان بارگاہ احدیت حاصل ہوا اسی طرح ہر سلسلہ اور ہر خاندان میں اپنے اپنے سلسلہ کے شجرات، اور وظائف خاص اہتمام سے مرتب اور رائج ہیں، تاکہ ان کے پڑھنے کے خاص برکات اور مخصوص فوائد کے علاوہ ہر طالب اور وابستۂ سلسلہ کو علم حاصل ہو کہ کن حضرات کے واسطے سے اس کا سلسلہ بیعت وغلامی ذات محبوب ربانی تک پہنچتا ہے۔

احقر کو شرف بیعت، بحر الشریعت والطریقت تاج العلما عارف اکمل سیدی ومرشدی مولائی وملجائی حضرت قبلہ مولانا الحاج حافظ شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب

قادری مجددی دامت برکاتہم سے حاصل ہے۔ اور حضرت سیدی ومرشدی قبلہ دامت برکاتہم کو شرف بیعت شیخ الشیوخ سیدنا وشیخنا قبلہ عالم حضرت قبلہ مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب قادری مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اجازت بیعت بواسطہ عارف کامل سیدی حضرت قبلہ شاہ ممتاز حسین صاحب قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ حاصل ہے۔

سیدی حضرت قبلہ شاہ ممتاز حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیدنا قبلہ عالم حضرت قبلہ مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب، قدس سرہٗ کے صاحب سجادہ تھے اور سیدنا وشیخنا قبلۂ عالم حضرت قبلہ مولانا شاہ محمد وزیر محمد خاں صاحب قدس سرہٗ کا سلسلہ بواسطہ قطب العارفین غوث الواصلین مظہر تجلیات الٰہی مصدر فیوضاتِ لاتناہی قطب ارشاد حضرت سیدنا شاہ احمد علی خاں صاحب قدس سرہٗ، محی سنن نبویہ مروج شریعتِ مصطفےٰ، قیم طریقۂ مجتبےٰ، وارثِ غوث اعظم جانشینِ مجدد اعظم، غوث زماں سلطان الاولیا حضرت سیدنا محی الدین المعروف حافظ شاہ سید جمال اللہ قدس سرہٗ الاقدس تک پہنچتا ہے اور سلطان الاولیا حضرت سیدنا حافظ شاہ سید جمال اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ عالیہ امام الطریقت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السامی تک پہنچتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ذریعہ چاروں مشہور سلاسل قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی میں اجازت بیعت کا شرف حاصل ہے۔

چنانچہ حضرت قبلہ سیدی ومرشدی مولائی وملجائی دامت برکاتہم کے حکم

کے بموجب وابستگان طریقۂ عالیہ قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ کی معلومات کے لیئے چاروں سلاسل حقہ کے شجرات کتاب میں دیئے جارہے ہیں۔ اس طریقہ عالیہ میں ابتدائی بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ نسبیہ میں ہوا کرتی ہے جس کے پیشوا اور مقتدا امام الطریقت، خلیفۃ اللہ، نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، امام الاولیاء، فرد الاحباب، غوث الثقلین قطب ربانی غوث اعظم صمدانی حضرت سیدنا شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس اللہ سرہٗ العزیز ہیں حضرت سیدنا قطب ربانی، غوث اعظم صمدانی قدس سرہٗ السامی کی ذات گرامی سے دو قسم کے سلسلے جاری ہیں۔

ایک نسبی سلسلہ

اور دوسرا خلفائی سلسلہ

نسبی سلسلہ حضرت سیدنا غوث الثقلین قدس سرہٗ السامی کے والد ماجد حضرت سیدنا شاہ ابو صالح شاہ باز قدس اللہ سرہٗ الاقدس سے اور خلفائی حضرت سیدنا شیخ ابو سعید مبارک مخزومی قدس سرہٗ الاقدس سے؛ چنانچہ شجرات بھی ہر دو قسم کے رائج ہیں۔

ہمارے حضرات سلسلہ عالیہ رحمتہ اللہ علیہم کے ورد میں شجرہ عالیہ قادریہ نسبیہ مجددیہ ہے، اور اپنے وابستگان سلسلہ کو بھی اسی شجرہ شریف کے ورد کی تلقین فرمائی ہے، اور فرماتے ہیں

جو شجرہ اس وقت رائج ہے وہ آج سے بہت پہلے زبان فارسی میں تھا چنانچہ حضرت قبلہ سیدی و مرشدی دامت برکاتہم نے اس امر کا احساس

فرمایا کہ وابستگان سلسلہ عالیہ اکثر فارسی داں تو کیا صحیح طور پر اردو داں بھی نہیں ہیں، اس لیئے فارسی شجرہ کے پڑھتے وقت بوجہ عدم فہم وہ وابستگی اور ذوق وشوق نہیں ہوگا جو سمجھ کر پڑھنے کی حالت میں ہونے کی قوی امید ہے۔ اس احساس نے حضرت قبلہ دامت برکاتہم کو اس پر آمادہ کیا کہ شجرہ عالیہ زبان فارسی سے زبانِ اردو میں مرتب ہو کر شائع ہو جائے، نیز حضرات سلسلہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کے اسمائے گرامی مع ان کے القاب و تواریخ کے ضبط تحریر واشاعت میں آجائیں۔

یہ اہم کام حضرت قبلہ دامت برکاتہم کی مصروفیات جن کی فہرست گنانا بھی دشوار ہے کے پیش نظر سخت دقت طلب تھا، لیکن حضرت سیدی ومرشدی دامت برکاتہم نے تبقاضائے شفقت وعنایت از وابستگان اپنی مخصوص ہمت عالیہ سے اس کام کے لیئے وقت نکالا اور شجرہ شریف جو فارسی میں تھا اور منظوم تھا، اسے اردو میں نظم فرمایا، نیز حضرات کرام رحمتہ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی کے سامنے تاریخ ہائے ولادت ووصال کا اضافہ فرمایا، اگرچہ حضرت سیدی ومرشدی دامت برکاتہم کے ارشاد کے مطابق دی ہوئی تاریخیں یقینی طور پر صحیح نہیں، تاہم حتی الوسع یہ تواریخ قوی اقوال کو پیش نظر فرماتے ہوئے تحریر فرمائی ہیں، نیز مقامات مزارات مقدسہ کا حوالہ بھی درج فرمایا ہے۔

شجرہ مبارکہ کے تحریر فرمانے کے بعد حضرت قبلہ دامت برکاتہم نے اس خادم کو بھی شرف مطالعہ بخشا، بعد مطالعہ ہر دو شجرات فارسی منظوم واردو

منظوم خادم کو دونوں شجروں میں ... ایک ایسی کمی کا احساس ہوا کہ اگر شجرہ جات اس کمی کو لیئے ہوئے شائع ہوجاتے تو ہر وابستہ دامن حضرت قبلہ گاہی دامت برکاتہم کو بوقت خواندگی شجرہ شریف اس کمی کا احساس اسی طرح ہوتا جس طرح احقر کو ہوا

واضح رہے کہ جس کمی کی طرف احقر کا اشارہ ہے وہ کمی ایسی نہ تھی کہ اس کی تکمیل پر قادر نہ تھے۔ بلکہ حضرت سیدی و مرشدی دامت برکاتہم کی شان استغنیٰ وانکساری کا تقاضا یہی تھا کہ اس کمی کو قصداً نظر انداز فرمادیں، اور اپنے قلم فیض رقم کو اپنے ہی اسم گرامی واحوال کے لکھنے میں حرکت نہ دیں، بلکہ شجرہ عالیہ کو حضرات متقدمین مشائخین رحمتہ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی پر ہی ختم فرمادیں۔

احقر نے خادم بمنت وزاری یہ استدعا کی کہ احقر کو ہر دو شجرات کے تکملہ کے چند اشعار کے اضافہ کے ساتھ اجازت بخشی جائے تاکہ مخلصین سلسلہ وابستگان دامن بوقت خواندگی شجرہ حضرت قبلہ سیدی و مرشدی دامت برکاتہم کے اسم مبارک کی کمی پاکر تشنہ کام نہ رہیں۔ نیز ایک چند سطری تمہید "بطور تعارف سلسلہ عالیہ" ابتدائے شجرہ عالیہ میں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی جائے۔ ہر چند کہ حضرت سیدی و مرشدی دامت برکاتہم ان ہر دو اضافوں کے قطعی خواہاں نہ تھے اور آپ اجازت مرحمت فرمانے میں متامل تھے، نیز احقر کی بھی یہ ہمت و جرائت نہیں تھی کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب ممدوح دامت برکاتہم جو ایک عالم باعمل و باکمال اور صوفی بلند حال اور عارف

کامل ہیں، ان کے مرتبہ شجرہ میں مجھ جیسا نا اہل اپنی عبارت یا اشعار کو شامل کرے، تاہم ضرورت وقت و تقاضائے قلبی نے احقر کو اس اضافے کے کیئے جانے پر مُصر ہونے کی ہمت و جرأت دلائی، اور حضرت قبلہ موصوف دامت برکاتہم نے اس احقر کی منت و اصرار پر اجازت عطا فرمائی۔

الغرض شجرہ عالیہ کا پہلا ایڈیشن آج سے سالہا سال پیشتر حسب تفصیل بالا معرضِ طباعت و اشاعت میں آیا اور برادران طریقت اس سے مستفیض ہوتے رہے۔

اب جب کہ وہ مطبوعہ نسخہ جات ختم ہو گئے اور برادران طریقت کی جانب سے متواتر طلب جاری رہی اور احقر اپنی گوناگوں مصروفیات و انتشار و موانع کے باعث بار دیگر اشاعت ضروری لوازم کی تکمیل سے معذور پایا گیا، تو عزیز القدر جواں بخت و جواں سال جناب مولوی قاری وجاہت اللہ خاں صاحب وجیہی سلمہ اللہ تعالیٰ نبیرۂ حضرت سیدی و مرشدی دامت برکاتہم کے دل میں بوجہ نسبت وجیہی جذباتِ شوق موجزن ہوئے، اور بار اول طبع شدہ شجرۂ عالیہ کو مرتب کیا، اس کے بعد عزیز القدر موصوف سلمہٗ نے اپنے حضرت قبلہ ناناجان دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ شجرہ طیبہ کو مرتب کر لیا ہے، لیکن اہل سلسلہ کی خواہش ہے کہ ہم وابستگان دامن کی معلومات و فوائد کے لیئے کوئی ایسی کتاب تالیف فرما دیں جس سے اہل سلسلہ تصوف کے اسرار و نکات سے واقف ہو سکیں اور اس کے ذریعہ زائد سے زائد فائدہ حاصل کر کے ادھر اُدھر نہ بھٹکیں۔ میری التجا ہے کہ کچھ افادات آپ خود تحریر فرما دیں

یا پھر آپ چونکہ بہت کمزور ہیں اس لیے آپ کے ملفوظاتِ گرامی میں تحریر کرتا جاؤں
چنانچہ حضرت قبلہ دامت برکاتہم شب کے وقت لکھواتے جاتے اور عزیزم موصوف سلمہٗ لکھتے جاتے
الحمدللہ کہ بہت کم عرصہ میں کتاب مکمل ہوگئی اور خدا کے فضل وکرم سے ترتیب
بھی دے لی گئی۔

بحمدللہ اہل سلسلہ کی دیرینہ خواہش پوری ہوگئی۔ امید ہے کہ اہل سلسلہ
اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرکے حضرت سیدی ومرشدی
دامت فیوضہم کے مبارک سایہ کے تادیر قائم رہنے کے واسطے دربار الٰہی میں
دعا کرتے رہیں گے۔

حضرت قبلہ دامت فیوضہم نے مختصر لیکن بہت جامع کتاب تالیف
فرمائی ہے اور اس کتاب کو اپنے شیخ کامل قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر
محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسم مبارک کے نام سے منسوب فرماکر اور
بابرکت فرمادی۔ اور اس کا نام "فیوضاتِ وزیریہ" تجویز فرمایا۔ حضرت قبلہ
نے اہل سلسلہ کے لئے تصوف سے متعلق مضامین، اصطلاحاتِ تصوف اور
اوراد ووظائف وعملیات نیز ہمارے دادا پیر جامع شریعت وطریقت مخزن
فیوض وبرکات قبلہ عالم حضرت قبلہ مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے حالات شریفہ بھی تحریر فرمائے

برادرانِ طریقت کے اصرار پر عزیزم موصوف سلمہٗ نے حضرت مؤلف
بحر الشریعت والطریقت شیخ المحدثین تاج العلماء حضرت قبلہ الحاج مولانا حافظ
شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ العالی کے حالات شریفہ بھی تحریر

کر کے کتاب میں شامل کر دیئے ہیں۔

اب برادران طریقت کی ایک دیرینہ آرزو بحمد اللہ تعالےٰ پوری ہوگئی۔ یہ کتاب "فیوضات و زبیریہ" خدا کے فضل و کرم سے اپنے اندر بہت جامعیت رکھتی ہے، گو مختصر ہے۔ قارئین و ناظرین بوقت مطالعہ خود اندازہ فرمالیں گے۔

چنانچہ کتاب کے مضامین کو ترتیب دینے کے بعد عزیز القدر موصوف سلمہ نے حضرت قبلہ دامت برکاتہم سے عرض کیا کہ اس کتاب میں قصیدہ غوثیہ، حزب البحر، و اوراد و وظائف و کلمات طیبات، و ختمہائے معمولہ بھی شامل کر لیئے جائیں اور تمام مضامین کو یکجا کر کے ترتیب دے لیا جائے اور طبع کرالیا جائے تاکہ اہل سلسلہ کو سہولت ہو جائے۔ حضرت قبلہ دامت برکاتہم نے عزیز القدر موصوف سلمہ سے ارشاد فرمایا، میری بھی یہی رائے ہے کہ تمام مضامین کو یکجا کر کے ایک کتاب کی شکل میں طبع کرالیا جائے۔

بعد تکمیل مسودہ عزیز القدر موصوف سلمہ نے احقر کو مطالعہ کے لیے عنایت فرمایا، جس کی چنداں ضرورت تو نہ تھی، لیکن یہ ان کی خلقی سعادت مندی کا تقاضا تھا، احقر نے اس مسودہ کے مطالعہ کے بعد چند سطروں کا اضافہ کیا جو حضرت قبلہ سیدی و مرشدی دامت برکاتہم کے تعارف کے لیے برادران طریقت و ناظرین کرام کے واسطے ضروری ہیں، تاکہ اس حقیقت کا انکشاف ہو کہ زیر نظر کتاب کی ترتیب و تدوین و اشاعت "حق بحق دار رسید" کے مصداق تمام تر عزیز القدر موصوف سلمہ کی سعی و بلیغ محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ، وعم نوالہ، ان کی اس سعی جمیل کو اپنے دربار عالی میں مقبول اور عند الناس مشکور فرمائے۔ اور انھیں اجر جزیل اور دارین کی سعادتوں سے نوازے، علم نافع اور عمل صالح کی روز افزوں نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

برادرانِ طریقت وعقیدت مند ان بزرگان سلسلہ سے اس قدر گزارش اور باقی ہے کہ وہ اس کتاب کا بنظر غور مطالعہ فرمائیں اور ان افادات عالیہ سے فوائد و برکات حاصل کریں، اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت سیدی ومرشدی مولائی وملجائی دامت برکاتہم سے دریافت کر لیا کریں، تاکہ اگر کوئی غلط فہمی بھی ہو تو دور ہو جائے۔

والسلام۔ نقش پائے بزرگاں

محمد علی خاں قادری مجددی وحیدی رامپوری

۱۳ر جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ
مطابق

۱۸ر مئی ۱۹۸۱ء - دوشنبہ

حالات حضرت مؤلف

بحر الشریعت والطریقت شیخ المحدثین تاج العلماء مرشد الآفاق
حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب قادری
مجددی دامت برکاتہم ومد فیوضہم

سیدی ومرشدی حضرت قبلہ مولانا حافظ شاہ وجیہ الدین احمد خانصاحب دامت فیوضہم افغانی النسل ہیں۔

آپ کے جد اعلیٰ جناب خیرالدین صاحب مرحوم ومغفور افغانستان کے مشہور ضلع باجوڑ سے رامپور تشریف لائے تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ کا تعلق قبیلہ یوسف زئی سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:۔

حضرت قبلہ الحاج مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہٗ بن وزیرالدین خاں صاحب بن غلام محی الدین خاں صاحب بن جناب

مہرالدین خاں صاحب بن جناب خیرالدین خاں صاحب۔
آپ کا خاندانی تعلق ملا لطیف خاں وحسن کے نام سے ایک محلہ بذریعہ ملا لطیف خاں مشہور رہا ہے سے کبھی ہے۔۔ آپ کے والد ماجد جناب عزیز الدین خاں صاحب مرحوم ومغفور روہیلا لانسرز میں ایک ممتاز سوار کی حیثیت سے بڑے مشہور تھے۔ آپ کا آبائی محلہ کٹرہ جلال الدین خاں تھا لیکن اب تقریباً ۲۰ سال سے محلہ انگوری باغ میں آپ سکونت پذیر ہیں۔

حضرت قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۴ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۸۹۹ء بروز پنجشنبہ فجر صادق کے وقت اپنے آبائی مکان محلہ کٹرہ جلال الدین خاں میں ہوئی۔

آپ کے والد ماجد نے اپنے کرم فرما اور عزیز دوست اور آپ کے شیخ کامل حضرت قبلہ عالم سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ نومولود بچہ کا نام رکھیں۔ قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری صورت وشکل مخفی کمالات اور آباؤ اجداد کے ناموں کی مناسبت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کا اسم گرامی "وجیہ الدین احمد خاں" تجویز فرمایا۔

تعلیم و تعلم

جب حضرت قبلہ دامت برکاتہم کی عمر شریف تین سال کی ہوئی اور آپ میں کچھ سمجھ بھی پیدا ہوگئی تو حضرت قبلہ کی محترمہ والدہ ماجدہ نے اول اول خود ہی تعلیم دین کا سلسلہ شروع کرایا۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف کے بائیس پارے ناظرہ پڑھ لیے۔ دین کی اہم ترین ضروریات سے بھی آپ کو آگاہ کر دیا۔

سیدی مرشدی حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے والد ماجد نے قرآن کریم حفظ کرانے کے لیے آپ کو رامپور کے مشہور اور جید حافظ شمس الدین خانصاحب مرحوم و مغفور کے حوالہ کیا۔ نو سال ۶ ماہ میں پورا قرآن کریم آپ نے حفظ کر لیا۔

حفظ قرآن کریم سے فراغت کے بعد آپ کے قبلہ والد ماجدؒ نے متبحر عالم دین حضرت مولانا سلامت اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شاگردی میں آپ کو دیدیا۔ انھوں نے ایک سال تک عربی کی ابتدائی تعلیم دی، لیکن استاد محترم اپنے دیگر کاموں میں مصروف کار رہنے کی وجہ سے آپ کی طرف توجہ پوری طرح نہ فرما سکے۔ آپ کے والد ماجدؒ کے عزیز دوست جامع شریعت و طریقت صاحب السر والعرفان عارف باللہ قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خانصاحبؒ نے ایک روز آپ کے والد ماجدؒ سے فرمایا کہ لڑکا تو ماشاء اللہ آپ کا نہایت سمجھ دار ہے اس کو ہماری نگرانی میں آپ دے دیں ہم خود ٹھیک کر لیں گے۔ الغرض آپ کے والد ماجدؒ نے اس ذات بابرکت کے حوالہ کر دیا۔

آپ کے استاد محترم اور شیخ کامل حضرت قبلہ عالمؒ نے آپ کو علوم مشرقیہ

کی یکتائے زمانہ درس گاہ مدرسہ عالیہ رامپور میں درجہ ہشتم میں داخل کرادیا۔ تدریجی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور استاد محترم وحضرت شیخ کاملؒ کے توجہات عالیہ کی بدولت ترقی اور عروج حاصل فرماتے گئے۔
آپ ہمیشہ اپنے درجات میں اپنے تمام ساتھیوں سے امتیازی شان رکھتے تھے۔ آپ کے تمام اساتذہ کرام آپ کی خداداد ذہانت اور استعداد کے بہت معترف رہے۔

جب آپ نے شعبان ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں مدرسہ عالیہ رامپور سے فارغ التحصیل ہوکر درجہ اول میں کامیابی حاصل کرلی اور تمام علوم میں یکتائے دہر بن گئے تو آپ حضرت شیخ کامل کے حکم کے مطابق ۱۳۳۹ھ میں مدرسہ دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں اس زمانہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کا بڑا چرچا تھا۔ دیوبند جاتے وقت رامپور کے بہت سے علمائے دین نے آپ کے دیوبند جانے کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ دیوبند جاکر وہاں کے رنگ میں رنگ جائیں گے اور اپنا عقیدہ اور مشرب چھوڑ دیں گے۔ لیکن آپ کے حضرت شیخ کامل صرف عالم ظاہری ہی تو نہ تھے بلکہ بڑے صاحب بصیرت و ادراک اور صاحب کشف ولی محترم بھی تھے۔ ارشاد فرمایا نہیں یہ انشاء اللہ تعالےٰ اپنے ہی مسلک وعقیدہ پر قائم رہیں گے۔ ہم تو صرف قابلیت، حدیث میں اضافہ اور استعداد علمی میں مزید فروغ کی وجہ سے ان کو وہاں بھیج رہے ہیں۔

آپ نے دیوبند پہنچ کر دورہ حدیث شریف کی تکمیل حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند سے کی۔ اور دورۂ حدیث شریف سے ۲۸ رجب ۱۳۴۰ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۲۲ء میں فارغ التحصیل

ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حال پر ایسا کرم فرمایا کہ دیوبند میں طلباء کو آپ نے سہ پہر کے وقت صدرہ پڑھانا شروع کر دی۔ صدرہ درس نظامی کی بڑی اعلیٰ، دقیق اور اہم کتاب ہے۔ ایک روز نائب مہتمم صاحب مدرسہ نے آپ کا درس سنا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ مدرسہ دیوبند میں آپ کو مدرسی کی پیش کش کر دی۔ آپ نے یہ کہہ کر انکار فرما دیا کہ میں جس ذات گرامی کے حکم پر یہاں آیا ہوں وہی ذات گرامی میرے مستقبل کا فیصلہ فرمائے گی۔

آپ حدیث شریف کے دورہ سے فارغ ہو کر رامپور واپس تشریف لے آئے۔ اس کے علاوہ آپ نے صحاح ستہ کی باقاعدہ تکمیل حضرت حافظ شاہ وزیر احمد صاحب محدث رامپوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی۔ اپنے شیخ کامل حضرت قبلۂ عالم سے بھی آپ کو اجازت حدیث حاصل ہے۔

سلسلہ حدیث اس طرح ہے۔

حضرت علامہ شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب دامت فیوضہم

حضرت حافظ شاہ وزیر احمد صاحب محدث رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید حسن شاہ صاحب محدث رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عالم علی صاحب نگینوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سلسلہ حدیث شریف آقائے کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہو جاتا ہے۔

حضرت بحر الشریعت والطریقت دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ دیوبند میں میں نے صرف ایک ہستی کو ایسا کامل پایا جو جملہ علوم مثلاً تفسیر، حدیث، علم کلام، منطق و فلسفہ، صرف و نحو وغیرہ وغیرہ میں یکتائے زمانہ اور وہ ہستی حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری کی تھی۔ آپ کی ذات میں جو خصوصیات علمی پائی وہ اور کہیں نظر نہ آئیں، ان کے علوم کی حدیں بہت دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں، نیز یہ بھی فرمایا کہ وہ دیوبندی مسلک کے لوگوں کی طرح متشدد قطعاً نہ تھے، بلکہ سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور اللہ تعالیٰ کے مقرب و محترم بندوں کا بے حد ادب و احترام کرنے والے اور ان کے اسمائے گرامی کو انتہائی تعظیم و تکریم کے ساتھ لینے والوں میں سے تھے۔ وہ سلف صالحین کے قدم بقدم تھے۔ میں نے اپنی طالب علمی کے دوران ان کے منہ سے کبھی کوئی لفظ ایسا نہ سنا جس سے وہابیت کا احساس ہوا ہو۔ بڑے صاحب حال اور پاک سیرت علامہ تھے۔ جب تک حدیث شریف پڑھاتے اس وقت تک پان نہیں کھاتے تھے۔ کسی کے سوال کرنے پر ارشاد فرمایا کہ ہاں میں پان کھانے کا بہت شوق رکھتا ہوں لیکن میرا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ منہ میں پان کے ساتھ ساتھ تمبا کو ہو اور منہ سے " قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ادا ہوتا ہو، اللہ اکبر، رامپور تشریف لا کر آپ نے اپنی تعلیمی خدمت کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے مدرسہ انوار العلوم میں اعلیٰ مدرس کی حیثیت سے تعلیم دین دینے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اعلیٰ اور دقیق کتب پڑھائیں۔ کچھ عرصہ بعد مدرسہ امدادیہ مراد آباد کے مہتمم آپ کو اپنے مدرسہ کے واسطے ساتھ لے گئے۔ دو سال تک آپ نے وہاں تعلیمی خدمت انجام دی۔ پھر آپ شاہ جہاں پور کے مدرسہ قیومیہ میں انتہائی عزت و احترام کے ساتھ استاذ

مقرر فرمائے گئے۔ وہاں آپ نے ڈھائی ماہ تدریس کا کام کیا۔

اس کے بعد ریاست دادوں ضلع علی گڑھ میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ کا آپ نے افتتاح فرمایا۔ خوبیٔ قسمت سے اسی مدرسہ کے مدرس دوم نے بعض علوم کی تکمیل نہیں کی تھی اس لیے یہاں پر مدرس دوم کو آپ نے مسلم الثبوت، حمد اللہ، قاضی مبارک اور مسلم شریف جیسی اعلیٰ اور دقیق کتب پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ریاست دادوں میں اعلیٰ تعلیمی خدمت کا سلسلہ قائم فرما دیا۔

دو سال بعد بعض مصالح کی بنا پر یہ مدرسہ چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے رامپور تشریف لائے اور مدرسہ اصلاح قوم میں مدرس کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ تین سال تک شمس بازغہ، حمد اللہ، ملاحسن، شرح ہدایۃ الحکمۃ، تفسیر بیضاوی، ہدایہ، موطا امام محمد، شرح عقائد نسفی، دیوان متنبی، حماسہ جیسی اعلیٰ اور دقیق کتب آپ کے زیر درس رہیں۔ اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ گاسباڑی ضلع سلہٹ مشرقی بنگال (جواب بنگلہ دیش ہے) تشریف لے گئے۔ یہاں پر محدث کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اور اس مدرسہ میں آپ نے اس مہتم بالشان کام کو بڑی عمدگی کے ساتھ انجام دیا۔

والدہ ماجدہ نے اس دوری کو برداشت نہ کیا اور پھر وہاں سے ریاست دادوں کے نواب ابوبکر خاں صاحب مرحوم و مغفور کی دعوت اور شدید خواہش کی بنا پر ریاست دادوں پھر تشریف لے گئے۔ چار سال تک بڑی عمدگی کے ساتھ اعلیٰ اور دقیق کتب پڑھائیں اور اپنے علم کی بنیادوں کو خوب مضبوط کیا۔ ذہن اور شوق اور استعداد تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے کرم خاص سے الہام رحمت فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں معدودے چند حضرات بھی ہندوستان جیسے عظیم ملک میں نظر نہیں آتے۔ یہ مخصوص فضل و کرم ہے آپ کی ذات گرامی پر اللہ تعالیٰ کا۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کی اس عنایت خاصہ کی قدر کی، اپنے تمام اوقات کو علمی تحقیق میں صرف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہری میں آپ کی ہستی کو جامع الکمالات بنادیا۔

دادوں کے رئیس اعظم جناب نواب ابوبکر خاں صاحب مرحوم ومغفور فقط ایک رئیس یا نواب ہی نہیں تھے بلکہ بڑے صاحب علم اور ارباب علم کی قدر دانی کرنے والوں میں سے تھے۔ بڑے عابد زاہد متقی و پرہیزگار ہستی تھے۔ حضرت قبلہ دامت برکاتہم کی شخصیت ان کے لیے ایک انمول ہیرے کے مثل تھی۔ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر آپ کی علمی صلاحیت اور قابلیت سے استفادہ خود بھی کرتے تھے۔

ایک روز انھوں نے حضرت قبلہ دامت برکاتہم سے درخواست کی کہ آپ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" پر تقریر فرمائیں۔

آپ نے ایک روز تقریر فرمائی اور بڑی دیر تک تقریر کی۔ دوسرے روز نواب صاحب نے پھر بھی آیت کریمہ تقریر کے لیے پیش کی۔ آپ نے دوسرے روز بھی اسی موضوع پر بڑی طولانی تقریر فرمائی۔ تیسرے روز نواب صاحب مرحوم نے پھر اسی آیت کریمہ کو تقریر کا موضوع قرار دیا۔ آپ نے پھر بڑی طولانی اور بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ تیسرے روز نواب ابوبکر خاں صاحب مرحوم ومغفور کا قلب مطمئن ہوگیا۔ لیکن اس ذات بابرکت کو تو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت قبلہ صاحب دامت برکاتہم آج بھی اپنے کسی علمی یا روحانی کمال کو ذاتی قابلیت کے باوجود اپنا نہیں بلکہ اپنے شیخ کامل سیدنا قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض خصوصی اور تصرف مانتے ہیں۔ حضرت قبلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے بارہ سال شب و روز اپنے شیخ کامل حضرت

قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی اور صحبت اختیار کی ہے۔ صرف دوپہر کو کھانا کھانے کے واسطے اور شب کو کھانا کھانے اور سونے کے واسطے تو گھر آجاتا۔ باقی سارا کا سارا وقت حضرت شیخ کامل کی خدمت و صحبت، بابرکت میں گزرتا۔ اور یہ اسی صحبت دیرینہ اور ان کے خلوص توجہات و فیوضات و برکات کا ثمرہ ہے۔

رامپور علوم و فنون کا مرکز تھا یہاں بڑے بڑے ارباب علم تھے۔ انھوں نے رامپور سے حضرت قبلہ کی عدم موجودگی کو گوارہ نہ کیا۔ آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت اب رامپور والوں کو آپ کی اشد ضرورت ہے۔ لہذا یہاں تشریف لاکر اپنے علمی کمالات سے لوگوں کو مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ آپ ریاست دادوں سے مدرسہ نعمانیہ دہلی میں اپنے علوم سے تشنہ گان علوم کو سیراب کرتے ہوئے رامپور تشریف لے آئے اور جامعۃ المعارف میں تعلیمی خدمات انجام دینا شروع کر دیں۔ دو سال بعد ۳۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کو علوم مشرقیہ کے مرکز مدرسہ عالیہ رامپور میں منتقل ہو گئے اور مدرس ادب ہو کر اپنی علمی قابلیت و استعداد سے اس مدرسہ عالیہ کو چار چاند لگائے۔ تدریجی طور پر ترقی اور عروج آپ کو ہوتا گیا۔ بالآخر مدرسہ عالیہ کے مدرس اول کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اور بارہ سال مسلسل درجہ اولیٰ کی خدمات انجام دیں۔ اور دور دراز سے آئے ہوئے تشنگان علوم کو اپنے علم سے سیراب کیا۔ مدرسہ عالیہ میں یوں تو بہت سے حضرات آپ کے علمی کمالات سے فیضیاب ہو کر بڑے بڑے ارباب علم ہوئے۔ لیکن چند مشہور حضرات جنھوں نے آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

جناب مولانا مفتی حامد علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ مفتی اعظم ملتان (پاکستان)

جناب مولانا حامد علی خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی اسسٹنٹ پروفیسر مسلم

یونیورسٹی علی گڑھ جناب مولانا مفتی محبوب علی صاحب وجیہی مفتی و پرنسپل جامع العلوم فرقانیہ رامپور

جناب مولانا قاری مظہر علی خاں صاحب مفسر مدرسہ عالیہ رامپور

جناب مولانا عبدالحمید صاحب شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ احمدیہ سنیہ۔ چٹاگانگ۔ (بنگلہ دیش) وغیرہ وغیرہ حضرات اسی دور کی یادگار ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہی جانے اور کتنے ارباب علم حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے علوم ظاہری سے مستفیض ہوئے، جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

یکم فروری ۱۹۵۷ء میں مدرسہ عالیہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد آپ نے علوم مشرقیہ کے زوال کو دیکھتے ہوئے اپنے حضرات مرشدین کرامؒ کی خانقاہ شریف میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ تدریجی طور پر بحمد اللہ تعالیٰ وہ مدرسہ فرقانیہ سے مدرسہ جامع العلوم فرقانیہ بن گیا۔ آج الحمد للہ اس میں ابتدائی عربی کی تعلیم یعنی میزان منشعب سے لے کر انتہائی تعلیم یعنی دورۂ حدیث شریف تک تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے۔ درس نظامی اور بورڈ الہ آباد کے نصاب کے تحت کثیر طلبا دینی تعلیم عربی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حفظ قرآن کریم تجوید کے ساتھ پڑھانے کا بہت معقول انتظام ہے۔

الحمد للہ آج مدرسہ جامع العلوم فرقانیہ کا اپنی عمدہ اور اعلیٰ تعلیم کی بدولت اونچے مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ اس مدرسہ جامع العلوم میں اکتیس ۳۱ سال میں کثیر علماء فارغ ہو کر تیار ہوئے اور آج وہ علیٰ قدر مراتب رامپور اور بیرون رامپور، ہندوستان اور پاکستان میں خدمات دین انجام دے رہے ہیں۔ بعض حضرات شیخ الحدیث بھی ہیں اور مفتی بھی۔

اس سے قبل آپ نے مدرسہ عالیہ کی مدرسی کے زمانے میں علوم مشرقیہ کے زوال کو روکنے اور اس کے عظیم اور بلند و بالا مقام کو رامپور، بیرون رامپور

بحال رکھنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود رہی۔ آپ نے علماءؒ سے درخواستیں کیں لیکن لبیک کہنے والا کوئی نہیں تھا۔ تب مجبور ہو کر اپنے حضرات مرشدین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی آرام گاہ خانقاہ احمدیہ قادریہ میں مکتب کی بنیاد ڈالی اور آج وہ مکتب مکتب نہیں، بلکہ جامع العلوم فرقانیہ کے نام سے ہندوستان بھر میں الحمدللہ مشہور ہے۔ اسی جامع العلوم میں جس کے آپ بانی بھی ہیں اور ناظم اعلیٰ بھی اپنے علوم ظاہری کے کمالات عالیہ سے تشنگان علوم کو سیراب فرما رہے ہیں (اللّٰھم زدفزد) اس وقت باوجود ضعیف العمر ہونے کے الحمدللہ بخاری شریف، ترمذی شریف، مسلم الثبوت، اور تصوف کی مشہور کتاب مثنوی مولانائے رومؒ کا درس دیتے ہیں۔ دور دراز شہروں اور صوبوں خصوصاً آسام منی پور کے طلباء یہاں حاضر ہو کر اپنے دامنوں کو علم شریعت سے بھر کر واپس جاتے ہیں۔

بیعت و خلافت

جس زمانہ میں سیدی و مرشدی حضرت بحر الشریعت والطریقت دامت فیوضہم القدسیہ مدرسہ عالیہ میں تحصیل علم میں مشغول تھے۔ اس وقت آپ قبلۂ عالم حضرت سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ عالیہ کے دوسرے علماء کرام کی طرح فقط ایک جلیل القدر عالم تصور کرتے تھے۔ حضرت قبلۂ عالم کے کمالات باطنہ سے واقفیت آپ کو اس وقت ہوئی جب آپ درجۂ ہشتم میں پہنچے اور شرح جامی پڑھی۔ اس وقت آپ پر قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات عالیہ منکشف ہونا شروع ہوئے پھر تو یہ لائق تلمیذ رشید خادمانہ شان اختیار کر سکے ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت

ولی کامل کی توجہات کا مرکز بن گیا۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ تو آگے بڑھ ہی رہا تھا۔ اب جانبین کے اس ارتباط کی وجہ سے حضرت قبلہ عالم کے کمالاتِ عالیہ بھی آپ پر منکشف ہونا شروع ہو گئے۔ اوراد و وظائف کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ ایک روز آپ نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت فرمالیں حضرت قبلۂ عالمؒ نے اسے ٹال دیا۔

ایک روز آقائے کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپکو خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم ہمارے عاشق مولوی وزیر محمد خاں کے متبع رہو۔"

آپ نے اس خواب کو اپنے حضرت شیخ کامل سے عرض کیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ آبدیدہ ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ ہم کسی شخص کو اس وقت تک سلسلہ میں داخل نہیں کرتے جب تک کہ اسے غیبی اشارہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ ہو گیا۔ آپ نے پھر سلسلہ میں بیعت ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا دیکھا جائے گا۔ سلسلہ میں داخل تو اس وقت نہیں کیا لیکن روحانی منازل طے کرانے کے لیئے اوراد و وظائف کا سلسلہ جاری رکھوایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باطنی ترقی اور عروج آپ کو حاصل ہوتا رہا۔ روح میں مکمل بالیدگی و صفائی ہوتی رہی۔ خوابیں بہت عمدہ اور بلند رتبہ کی نظر آتی رہیں اور اسی دوران آپ نے مدرسہ عالیہ کا درجہ اول پاس کر لیا۔

سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق سنہ ۱۹۲۱ء کو جب آپ حدیث شریف کے دورہ کے واسطے دیوبند تشریف لے جانے لگے تو آپ نے حضرت قبلۂ عالمؒ سے عرض کیا کہ وہاں جانے کی صورت میں آپ سے دور ہو جاؤں گا اب حضرت آپ مجھے سلسلہ میں داخل فرمالیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں وہاں پر مر جاؤں اور اس برکت و نعمت سے

محروم رہ جاؤں۔

آپ کی یہ عرض داشت سن کر حضرت قبلۂ عالم پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہوئی حضرت قبلۂ عالم آب دیدہ ہو گئے اور ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا کہ "وجیہ الدین احمد خاں" فقیر کا مرید مرنا نہیں ہے۔ اچھا تو آج سلسلہ میں داخل ہو جانا۔ چنانچہ اسی روز بعد نماز عصر خانقاہ شریف میں قطب الارشاد حضرت سیدنا شاہ احمد علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار کے سامنے بٹھا کر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں داخل فرمالیا۔

حضرت قبلہ دامت فیوضہم نے علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی کی بھی باقاعدہ تکمیل فرمائی ہے۔ حضرت قبلہ عالم سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کے بعد از ابتدا تا انتہا سلوکِ قادریہ مجددیہ کی منازل ومقامات کو طے کیا۔

حضرت قبلہ عالمؒ شان مرادی رکھتے تھے، لہٰذا ان کی اس بلند وبالا اور عظیم شان میں سے ہر طالب کو حصہ ملتا تھا، وہی معاملہ آپ کے ساتھ بھی پیش آیا چنانچہ آپ نے جذبی کیفیت کے ذریعہ منازل سلوک کو طے کیا۔ آپ کے شیخ کامل حضرت قبلہ عالمؒ آپ سے بیحد الفت ومحبت فرماتے تھے اور دل وجان سے آپ کو چاہتے تھے۔ یہ کس قدر اللہ تعالیٰ کا آپ کی ذات بابرکت پر کرم اور عنایت تھی کہ شیخ اپنے مرید کو چاہے جو شیخ اپنے مرید کو چاہے تو پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ اس مرید کے رتبہ اور مقام کا کیا حال ہوگا اسی کو شان مرادی کہتے ہیں۔

آپ کو اگرچہ اجازت بیعت اور جانشینی ظاہرا آپ کے برادر طریقت اور حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم وجانشین اکبر حضرت عارف کامل

سیدی شاہ ممتاز حسین صاحب قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔ لیکن روحانی خلافت وجانشینی آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔

خلافت وجانشینی کا مزید حال اس طرح ہے

جب حضرت سیدی و مرشدی قبلہ دامت برکاتہم انجمن اصلاح قوم میں مسند نشین درس تھے تو آپ نے چند طلبأ کو حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مشہور زمانہ کتاب مثنوی شریف پڑھانا شروع کی۔ ان طلبأ میں اللہ تعالیٰ نے تصوف کا ذوق وشوق پیدا فرمایا۔ چنانچہ بعض طلبہ نے آپ کے حلقہ ارادت میں اپنے کو پیش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت سیدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے صراحتہً بیعت کرنے کی اجازت دی یا نہ دی کیونکہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے اوراد و وظائف کی تلقین کی اجازت تو عطا فرمادی تھی لیکن ان کی زبان مبارک سے صراحتہً اجازت بیعت کا لفظ ادا نہیں ہوا تھا۔ ویسے اشارتاً دلالتہً تو آپ کو خلافت کے منصب پر فائز فرمادیا تھا۔

اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ عید کے موقع پر حضرت قبلۂ عالمؒ نے آپ کے سر پر اپنے دست مبارک سے صافہ باندھا اور بہت مسرور ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو رشد وہدایت کا حکم بھی فرمایا۔

چنانچہ آپ نے اپنے اس تردد کو اپنے برادر طریقت اور حضرت قبلۂ عالمؒ کے خلیفہ اعظم وجانشین اکبر حضرت قبلہ شاہ ممتاز حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کیا۔

عارف کامل صاحب ارشاد حضرت قبلہ شاہ ممتاز حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے مراقبہ فرمایا۔ مراقبہ کی حالت میں آپ سے حضرت قبلۂ عالمؒ نے ارشاد فرمایا کہ "ہماری طرف سے وجیہ الدین احمد خاں کو بیعت کرنے کی اجازت ہے، ان سے کہدو کہ طالبان حق کو سلسلہ میں داخل کریں تاکہ مخلوق بزرگوں کے فیوضات و برکات سے محروم نہ رہے۔" آپ کو اس پر بھی کچھ تردد رہا، تو پھر حضرت شاہ ممتاز حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا "ہم تمہیں اجازت بیعت دیتے ہیں۔"

حضرت قبلہ عالمؒ کی اجازت باطنہ اور حضرت شاہ ممتاز حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت ظاہرہ کے بعد آپ کی ذات مقدسہ کے ذریعہ سلسلہ ارادت کا آغاز ہوا۔

آپ کے دست مبارک پر بے شمار طالبان راہ طریقت و حقیقت سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں داخل ہوئے اور آج تک بحمد اللہ تعالےٰ آپ کے روحانی کمالات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

رامپور کے علاوہ آسام، بمبئی کے طالبان راہ طریقت کی تعداد بے شمار ہے ممالک غیر پاکستان و بنگلہ دیش کے بھی بہت سے اصحاب داخل سلسلہ ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں خدا کے بندے آپ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو کر آپ کے باطنی فیوضات و برکات سے فیضیاب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

علوم میں حضرت قبلہ سیدی و مرشدی دامت برکاتہم کا مقام

علوم ظاہری ہو یا علوم باطنی آپ کے مرتبہ اور مقام سے وہ ہی حضرات واقف

ہیں جو خود صاحب علم ہیں۔ اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ برصغیر ہند و پاکستان میں آپ جیسا متبحر علامہ اور میدانِ طریقت کا شاہ باز نظر نہیں آتا۔۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہری و باطنی کا مخزن بنا دیا۔ تفسیر، حدیث، ادب، صرف و نحو، فصاحت و بلاغت، علم کلام، منطق و فلسفہ، تصوف وغیرہ وغیرہ میں آپ کی مہارت اور قابلیت قابل فخر ہے۔

خطابت میں آنحضرت قبلہ دامت برکاتہم کا حال

ہندوستان میں بڑے بڑے واعظین اور خطبا نے میدان خطابت میں اپنا نام پیدا کیا اور دنیا سے اپنی خطابت کا لوہا منوایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے خطابت کے فن میں آپ کو جو مہارت عطا فرمائی ہے وہ اس زمانہ حال میں اور کسی اعلیٰ سے اعلیٰ واعظ اور خطیب میں نظر نہیں آتی۔ اس دور کے علماء و مشائخ کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کے ماہر حضرات بھی، پھر مسلمان کیا غیر مسلم تک محو حیرت رہ جاتے ہیں۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب دامت برکاتہم نے عظیم سے عظیم اجتماعات میں تقاریر فرمائی ہیں، متعدد ڈگری کالجوں، اور کئی بار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بھی تقاریر فرمائی ہیں۔ ان کے علاوہ بڑی بڑی بے شمار سیرت کانفرنسوں میں بھی آپ کی تقاریر ہوئی ہیں۔ اب ضعف و کمزوری کی وجہ سے اجتماعات میں تشریف لے جانا گویا ختم فرما دیا ہے۔ آپ علی الاعلان نہایت بے باکی اور حق گوئی کے ساتھ بڑے بڑے اجتماعات میں اپنی بات اور مقصد کہنے سے گریز نہیں فرماتے۔ چاہے وہ کیسا ہی اجتماع ہو اور کیسا ہی موقع ہو۔ چند مواقع ایسے بھی آئے کہ ان مواقع پر اچھے سے اچھے اور نڈر سے نڈر انسان کے بھی قدم

ڈگمگا جاتے ہیں لیکن آپ نے ان مواقع پر بھی حق گوئی اور بے باکی کے ساتھ تقاریر فرما کر نہ صرف مسلم قوم بلکہ اسلام کی حقانیت کو بھی اجاگر فرمایا۔ اس لیے بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ کیا غیر مسلم بھی آپ کو زمانہ کا خطیب اعظم تصور کرتے ہیں۔

آپ نے ہمیشہ اختلافی و فروعی مسائل میں عوام کو نہ الجھنے دیا۔ عوام کو فروعی واختلافی مسائل میں پڑنے کے بجائے اتفاقی مسائل سے ان کو روشناس کرایا۔ اس چیز کا جدید تعلیم یافتہ گروہ پر بہت اچھا اثر مرتب ہوا۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب دامت فیوضہم کے معمولات

نماز فجر کے بعد قرآن کریم کی تلاوت اور اوراد و وظائف سے فراغت پاکر جامع العلوم فرقانیہ جس کے آپ بانی و ناظم اعلیٰ ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ طالبان علم دین کو اعلیٰ درجات کی کتب پڑھاتے ہیں۔ صحاح ستہ میں بخاری شریف، ترمذی شریف، اصول فقہ میں مسلم الثبوت اور تصوف میں مثنوی مولانائے روم طلباء کو پڑھاتے ہیں۔ دوپہر کو بارہ بجے مکان پر تشریف لاکر طعام بقدر مسنون

حضرت بحر الشریعت والطریقت دامت برکاتہم کے مفصل حالات زندگی "حالات حضرات مشائخ قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔ جو حضرت مولانا سردار شاہ خاں صاحب مدظلہ استاذ جامع العلوم فرقانیہ نے تمام حضرات مشائخ قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ کے حالات تعریف تحریر فرمائے ہیں۔ قارئین اسے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ (مرتب)

تناول فرما کر ظہر کی نماز باجماعت اپنے محلہ کی مسجد میں ادا فرماتے ہیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ فرماتے ہیں۔ عصر کی نماز باجماعت ادا فرما کر خانقاہ شریف میں تشریف لے آتے ہیں۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں یہیں ادا فرماتے ہیں۔ مخلصین و متوسلین خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کی نصیحتوں سے اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کرتے ہیں۔ عشاء کی نماز مخلصین و متوسلین اور احباب کے ساتھ ادا فرما کر معمولات سلسلہ، حلقہ و مراقبہ مخلصین سلسلہ کے ساتھ انجام دے کر مکان پر تشریف لے آتے ہیں۔ جمعرات کے روز بعد نماز مغرب خانقاہ شریف میں پابندی کے ساتھ ختم حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم ہوتا ہے جس میں اہل سلسلہ کثیر تعداد میں شریک ہو کر حضرات کرام رحمۃ اللہ علیہم کے فیوضات و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔ ختم خواجگان کے بعد قل شریف ہو کر حضرات مرشدین سلسلہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ارواح طیبہ پر ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد طبیعت شگفتہ اور صحت یاب ہونے پر مخلصین و متوسلین سلسلہ کو مفید نصیحتیں، علم تصوف اور حضرات اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے حالات و مقامات ان کی حیات طیبہ کے نورانی حالات و کارنامے بیان کر کے اس روحانی محفل کو ختم فرما کر دعا فرماتے ہیں۔ نماز عشاء اور معمولات سلسلہ ادا کرنے کے بعد مکان تشریف لے جاتے ہیں۔

میں نے سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے مختصر حالات زندگی، علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل و تحصیل، بیعت و خلافت و جانشینی مشاغل دین، اشاعت شریعت، اور آپ کے فضائل و کمالات کے مختصر حالات تحریر کر دیے ہیں۔ مفصل حالات "حالات مشائخ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

ایک ضروری گزارش

جملہ اہل اسلام سے عموماً اور تمام اہل سلسلہ سے خصوصاً درخواست ہے کہ وہ حضرت بحر الشریعت والطریقت دامت فیوضہم کی صحت وعافیت وسلامتی اور آپ کے سایۂ مبارکہ کے تا دیر قائم رہنے کے واسطے اللہ تعالےٰ کے دربار عالی میں اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ کہ اللہ رب العزت آپ کے سایۂ عاطفت کو صحت وتندرستی کے ساتھ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے' اور آپ کے فیوض وبرکات سے تمام مسلمانوں اور محبین ومتوسلین سلسلہ کو مستفیض فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

خلفاء

حضرت شاہ صاحب قبلہ دامت فیوضہم کے دست مبارک پر ہزاروں بندگان خدا نے شرف بیعت حاصل کرکے اپنے قلوب کو منور کیا اور بحمد اللہ تعالےٰ آپ کا فیض ظاہری وباطنی اپنی نورانی شعاعوں سے آج بھی بندگان خدا کی روحوں اور قلوب کو منور کر رہا ہے۔

علوم شریعت کے تشنگان خادمِ اقدس میں حاضر ہوکر جس طرح آپ کے فیوض سے مستفیض ہوکر اپنے قلوب کو سیراب کر رہے ہیں، اسی طرح علم طریقت کے شیدائی بھی آپ کی ذات بابرکت سے فیضیاب ہوئے اور بحمد اللہ تعالےٰ آج بھی ہو رہے ہیں۔ ہندوستان، پاکستان، وبنگلہ دیش میں ہزاروں بندگان خدا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں جن میں علمائے کرام کی بھی خاصی تعداد ہے۔

جن حضرات نے سلوک و معرفت کی منازل کو طے کیا اور روحانی کمالات سے مشرف ہوئے۔ انھیں آپ نے خلافت سے مشرف فرمایا۔ انھیں خلفاؒ کے ذریعہ سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ کے باطنی فیوضات و برکات بندگان خدا کو حاصل ہو رہے ہیں۔

رامپور، آسام، بنگلہ دیش اور پاکستان میں وہ حضرات جو خلافت سے مشرف ہوئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں

رام پوری خلفاء

حضرت مولانا محمد علی خاں صاحب عرف محمد میاں صاحب وجیہی مدظلہٗ سیکریٹری جامع العلوم فرقانیہ۔ رامپور حضرت مولانا مفتی محبوب علی صاحب وجیہی مدظلہٗ صدر المدرسین جامع العلوم فرقانیہ۔ حضرت مولانا قاری اختر علی صاحب مدظلہٗ وجیہی مدرس جامع العلوم فرقانیہ۔ حضرت سید افسر علی صاحب مدظلہٗ۔ حضرت عبد السلام خاں صاحب مدظلہٗ۔ (سرمہ والے)

آسامی خلفاء

حضرت مولانا ادریس علی صاحب مدظلہٗ کنکپور ضلع کچھاڑ آسام۔ حضرت مولانا الحاج محی الدین احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب و امام مسجد کماڑ پاڑہ گوہاٹی آسام حضرت مولانا الحاج محمد فاروق احمد صاحب لشکر۔ مدظلہٗ امام جامع مسجد سلچر و صدر مدرس مدرسہ عالیہ ضلع کچھاڑ آسام۔ حضرت الحاج الطاف حسین صاحب مدظلہٗ، سیکریٹری جامع مسجد و سکریٹری مدرسہ عالیہ ضلع کچھاڑ۔ حضرت مولانا الحاج قاری

مقبول احمد صاحب مدظلہٗ امام وخطیب مسجد بھنبگا بازار ضلع کچھاڑ۔ حضرت مولانا الحاج جلال الدین احمد صاحب مدظلہٗ مدرس مدرسہ عالیہ سلچر۔ حضرت مولانا سراج الرحمٰن صاحب مدظلہٗ، مدرس مدرسہ عالیہ سلچر۔ حضرت الحاج قاری محمد مکرم علی صاحب مدظلہٗ سونائی ضلع کچھاڑ۔ حضرت مولانا ارشاد علی صاحب مدظلہٗ ضلع کچھاڑ۔ حضرت مولانا امتیاز علی صاحب مدظلہٗ کچوورم ضلع کچھاڑ۔ حضرت الحاج قاری محبوب احمد صاحب مدظلہٗ خطیب وامام جامع مسجد شیلانگ۔ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مدظلہٗ مہرپور ضلع کچھاڑ۔ حضرت مولانا مصدر علی صاحب باگ پور ضلع کچھاڑ۔ حضرت مولانا محبت علی صاحب علیہ الرحمۃ ساکن بنارگرام ضلع کچھاڑ بھی آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔ نہایت عابد وزاہد وپاک سیرت ہستی تھے، افسوس کہ دس بارہ سال کا عرصہ ہوا کہ وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ پر رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

بنگلہ دیشی خلفاء

بنگلہ دیش کے ضلع کملا اور دیگر مقامات پر بہت سے اصحاب داخل سلسلہ ہیں۔ وہاں حضرت مولانا عبدالحمید صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ احمدیہ سنیہ ضلع چاٹگانگ۔ حضرت مولانا امین الدین صاحب مدظلہٗ نالنکہ ضلع کملا کو اجازت بیعت مرحمت فرمادی ہے۔

پاکستان

پاکستان کے مختلف شہروں میں بھی بہت سے حضرات سلسلہ میں

میں داخل ہیں. کراچی کی جامع مسجد رحمانیہ کے امام حضرت سلامت علی خاں صاحب مدظلہٗ کو بیعت کی اجازت عطا فرمادی ہے۔

وجہ تالیف

علم تصوف کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ فارسی یا عربی زبان میں ہیں عربی و فارسی سے ناواقفیت کی بنا پر عام لوگ اس سے استفادہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اردو میں بھی بعض مشائخ نے تصوف کے فن میں چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف وتالیف کی ہیں، مگر ان میں سے اکثر یا تو دستیاب نہیں ہیں، یا ان کی زبان سلیس نہیں ہے۔ میرے مخلصین کا ایک عرصہ سے اصرار تھا کہ فن تصوف پر کوئی کتاب آسان اردو میں لکھوں۔ مگر مجھے اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے موقع نہیں ملتا تھا۔ لیکن مخلصین کا اصرار بڑھتا چلا گیا۔ کچھ سوچ کر وقت نکالا۔ خود تو لکھنے کی ہمت اس عمر میں نہیں تھی مگر میرے نواسہ عزیزم وجاہت اللہ خاں سلمہ اللہ تعالے نے بعد نماز عشأ قلم کاپی سنبھالی اور میری ہمت باندھی، میں بولتا جاتا تھا وہ لکھتے جاتے تھے۔ الحمد للہ کہ قلیل مدت میں کتاب تیار ہوگئی اور عزیزم وجاہت اللہ خاں سلمہ اللہ تعالے نے تمام مضامین کو ترتیب دے کر اس کو طباعت کے کام تک پہنچا دیا۔ مثل مشہور ہے" قطرہ قطرہ سے دریا ہو جاتا ہے"۔ مجھے مشغولیت و مصروفیت کی وجہ سے اس کا موقع نہیں تھا کہ میں کتابوں کی ورق گردانی کرتا۔ پچھلی معلومات جو خزانہ حافظہ میں محفوظ تھیں۔ اسی میں سے کچھ لکھ دیا۔ اس میں بعض جلیل القدر حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے تصوف سے متعلق اقوال، تصوف کی اصطلاحات، اذکار و اشغال، وظائف و عملیات اور خصوصاً معمولات حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بھی تحریر کر دیے گئے۔ آخر میں

میں نے اپنے شیخ کامل کے حالات زندگی بھی تحریر کئے ہیں. تاکہ اہل سلسلہ بزرگوں کے اقوال اور ان کے پاکیزہ حالات کی روشنی میں اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کی کوشش کریں. دوسرے حضرات اگر اس کتاب سے استفادہ کرنا چاہیں تو انھیں بھی اختیار حاصل ہے.

اصل میں یہ سب فیض و برکت میرے شیخ کامل سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی جامع الشریعت والطریقت صاحب السر والعرفان مخزن الفیوض والبرکات مراد اعظم قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کی خدمت اقدس وصحبت بابرکت میں حاضر رہ کر احقر نے جو کچھ پایا اسے تھوڑا بہت تحریر کر دیا.

چوں کہ یہ سب برکات اور فیوضات میرے حضرت شیخ کامل کے ہی ہیں لہٰذا اس کتاب کو آپ کے ہی اسم مبارک سے منسوب کرنے کو اپنے لیئے سعادت دارین تصور کرتا ہوں

میرا مقصد اس سے صرف یہ تھا کہ مخلصین سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ کے واسطہ ایک ایسی مختصر کتاب تیار ہو جائے جس کی روشنی میں وہ ادھر ادھر نہ بھٹکیں اور ان کو علم شریعت و طریقت کے احکامات بھی معلوم ہو جائیں.

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مدار سلسلہ ہیں. ان کو چاروں مشہور سلاسل طریقت میں اجازت تھی. وہ اجازت ان کے سلسلہ میں ان کے خلفائے عظام کو بھی حاصل ہے. مگر ہمارے حضرات مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے سلسلہ عالیہ قادریہ کو اول بیعت کے لیئے پسند فرمایا. کیونکہ تمام سلاسل میں یہ سلسلہ جامع اور بلند و بالا ہے اس سلسلہ عالیہ کے انوار و برکات اور فیوضات کی انتہا نہیں اس طریقہ عالیہ کے بانی و امام سیدنا غوث الثقلین قطب

ربانی محبوب سبحانی حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کی مقبولیت خصوصیہ کی وجہ سے عنداللہ بھی بہت مقبول ہے۔ اس میں سالک کم وقت اور کم ریاضت کے باوجود جلد مراتب عالیہ حاصل کر لیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے کرم خاص سے بتصدق حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بطفیل حضرات اولیائے کرامؒ اس کو میرے لیئے وسیلۂ نجات بنائے اور مخلصین سلسلہ عالیہ کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ النبی الکریم وبوسیلۃ مشائخنا القادرئین العارفین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

احقر الناس

وجیہ الدین احمد خاں قادری مجددی عفی عنہ

۵ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ

مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۸۱ء روز دوشنبہ

خطبۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَحَیَّرَ اَرْبَابُ الْعُقُوْلِ فِیْ اُلُوْھِیَّتِہٖ وَاَغْرَقَ الْعَالَمَ فِیْ بَحْرِ ذَاتِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَاَفَاضَ عَلٰی اَرْوَاحِ الْعَارِفِیْنَ مِنْ شَآبِیْبِ رَحْمَتِہٖ وَنَوَّرَ قُلُوْبَھُمْ بِاَنْوَارِ مَعْرِفَتِہٖ وَقَرَّبَ مَنْ شَآءَ مِنْھُمْ لِحُبِّہٖ وَوِدَادِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ بَلَغَ مَا لَمْ یَبْلُغْ اِلَیْہِ اَحَدٌ مِّنْ اَنْبِیَآءِہٖ وَرُسُلِہٖ فَلَمْ یَزَلْ یَسْتَغْرِقُ فِیْ ذَاتِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ اَحْرَقُوْا اَکْبَادَھُمْ بِنِیْرَانِ عِشْقِہٖ وَمَحَبَّتِہٖ فَنَالُوْا مَا نَالُوْا مِنْ نِعَمِہٖ وَاٰلَآئِہٖ وَعَلَی الَّذِیْنَ سَلَکُوْا عَلٰی طَرِیْقِ خَلِیْلِہٖ وَحَبِیْبِہٖ وَغَاصُوْا فِیْ بَحْرِ شَرِیْعَتِہٖ وَطَرِیْقَتِہٖ وَوَجَدُوا الْکَرَامَۃَ وَالشَّرَافَۃَ عِنْدَ خَالِقِھِمْ وَعِنْدَ حَبِیْبِہٖ ۔ اَمَّا بَعْدُ

ترجمہ

تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں کہ جس کی شانِ الوہیت میں ارباب عقول حیران ہیں۔ اور سارے عالم کو اس نے اپنی ذات وصفات کے سمندر میں غرق

کردیا ہے، اور عارفین کی روحوں پر رحمت کا فیضان فرمایا اور اپنی معرفت کے انوار سے ان کے دلوں کو روشن و منور فرما دیا ہے، اور جس کو ان میں سے چاہا اپنا محبوب بنالیا، اور رحمت کاملہ اور سلامتی ہو انبیاؑ اور رسولوں کے سردار حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو کہ ان مراتب تک پہنچے۔ جہاں تک کسی نبی اور رسول کی رسائی نہ ہوسکی، آپ ذات وصفات الہیٰ میں مستغرق رہتے ہیں، اور آلؑ اصحاب پر، جنھوں نے اللہ تعالےٰ کے عشق میں جلا کر اپنے کو خاک کردیا۔ اور خدائے برتر نے اپنی نعمتوں سے ان کو نوازا۔ اور ان علمائے راسخین اور اولیائے کاملین پر، جنھوں نے اللہ تعالےٰ کے حبیب مکرم خاتم النبین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا اتباع کیا، اور شریعت و طریقت کے سمندر میں غوطہ زنی کی اور اللہ جل مجدہٗ کی بارگاہ میں اور اس کے حبیب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں انھوں نے بزرگی و شرافت پائی۔

بنیادی عقائد
اور
شریعت مطہرہ کا اہتمام

مسلمان کے لیئے لازم ہے کہ وہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان اور شریعت مطہرہ کے احکام کو دل سے مانے اور زبان سے ان کا اقرار کرے۔

پانچ بنیادی ارکان یہ ہیں۔

پہلا رکن۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)

جب تک کلمہ طیبہ کو دل سے نہیں مانے گا، اور زبان سے اس کا اقرار نہیں کرے گا، مسلمان نہیں ہوسکتا۔ کلمہ طیبہ پر ایمان لانے کے بعد اس کے لیئے لازم ہے۔

"دوسرا اہم رکن" نماز پنج گانہ کو صحیح طور پر ادا کرے۔ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر نماز کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔

"تیسرا اہم رکن" روزہ ادا کرنا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں روزے رکھنا، اور منہیات سے پرہیز کرنا بھی ہر مسلمان کے لیئے لازم اور ضروری ہے۔

"چوتھا اہم رکن" زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے وہ مسلمان جو صاحب نصاب ہو۔ اس پر شریعت مطہرہ کی طرف سے مقررہ مقدار میں حساب لگا کر غریب اور مفلس مسلمانوں کو زکوٰۃ دینا اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک لازمی رکن ہے۔ اس کے ساتھ

ساتھ قربانی اور صدقۃ الفطر کا ادا کرنا واجب ہے جو قریب قریب فرض کے ہے۔

"پانچواں رکن" حج ہے۔ وہ شخص جو صاحب استطاعت ہو تو اس کے لیے حج کرنا بھی لازم اور ضروری ہے۔

یہ تھے پانچ بنیادی ارکان جو کہ مسلمان ہونے کی ضروری شرائط ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے احکام الٰہی ہیں جن کو ماننا ہر مسلمان کے لیے لازم اور ضروری ہیں۔

مثلاً تمام فرشتوں کے موجود ہونے کا اقرار کرنا، اور تمام آسمانی کتابوں پر یقین کامل رکھنا، اور تمام حضرات انبیأ کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام (جن کی صحیح تعداد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا) کے مبعوث ہونے کا اقرار کرنا، اور قیامت کے دن پر ایمان لانا، اور تقدیر (یعنی ہر شئے چاہے وہ خیر ہو یا شر وہ اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوا کرتی ہے) پر ایمان لانا، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اللہ تعالےٰ کے دربار عالی میں پیش ہونے پر بھی ایمان لانا، جنت و دوزخ، اور جنات، ثواب قبر، عذاب قبر، عذاب جہنم، عذاب حشر، اور ثواب حشر، اور پل صراط پر بھی ایمان لانا اور یقین کامل رکھنا ہر مسلمان کے لیئے لازم اور ضروری ہے۔ ان تمام باتوں میں سے کسی ایک کا بھی انکار کفر ہے۔

قرآن عظیم اور احادیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو ضروری احکام بیان فرمائے گئے ہیں، ان میں والدین کی اطاعت کرنا اور ان کی جان و مالی سے اچھی طرح خدمت کرنا، یتیموں کی خبر گیری کرنا، بیوأوں کے ساتھ ہمدردی کرنا، عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرنا، پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، اہل و عیال کی صحیح نگہداشت کرنا، اولاد کو دین کی تعلیم سے روشناس کرانا، قرآن عظیم کی تلاوت

زائد سے زائد کرنا، جملہ حضرات انبیاؑ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا انتہائی ادب و احترام کرنا، اور خاصان خدا و مقربان بارگاہ الٰہی کی تعظیم و توقیر کرنا، سرور کائنات سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ پر یقین کامل رکھنا، کسی نبی معظم، کسی ولی محترم اور کسی عالم صالح شخصیت کی شانوں میں گستاخی نہ کرنا، بلکہ حضرات انبیاؑ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق گستاخی اور بے ادبی کا ادنیٰ جملہ جان بوجھ کر استعمال کرنا کفر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں گستاخی یا بے ادبی بطریق اولیٰ کفر ہے۔ اگر بھولے بھٹکے سے کوئی گستاخی ہوجائے تو فوراً دربار الٰہی میں گریہ وزاری کرکے توبہ کرے، عاجزی و انکساری پیش کرے اور آئندہ اس سے انتہائی سختی کے ساتھ اجتناب کرے، خواہ وہ گستاخی حضرات انبیاءکرام علیہم السلام کے متعلق ہو یا خداوند قدوس کے متعلق (العیاذ باللہ) تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا صدق دل سے احترام کرے اور ان کو مقرب بارگاہ سمجھے، اور کسی صحابیؓ کی شان میں بھی گستاخی نہ کرے اور نہ ان پر نکتہ چینیاں کرے اور نہ ان کے باہمی معاملات میں بحث و مباحثہ کرے، تمام تابعینؒ و تبع تابعینؒ، اور تمام حضرات ائمہؒ دین اور تمام محدثین کرامؒ، تمام اولیائے عظامؒ، اور تمام حضرات علمائے صالحینؒ کا بھی ادب و احترام کرے، اس لئے کہ یہ سب حضراتؒ جانشین رسولؐ تھے، اگر کسی صحابی یا کسی تابعی، یا کسی تبع تابعی، یا کسی محترم امام، یا کسی محدث یا کسی ولی یا کسی عالم صالح کی شان میں کوئی گستاخی ہوجائے تو اس کی بھی دربار الٰہی میں فوراً توبہ کرے، اس لیے کہ یہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب بندے ہیں، لہٰذا اللہ تعالےٰ کی ہر محبوب شئے سے محبت کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ گالی گلوچ، جھوٹ غیبت مکر و فریب، حسد و بغض، ظلم و تشدد سے اپنے آپ کو ہر وقت محفوظ رکھے۔ کسی

کی آبرو ریزی نہ کرے، کسی کی دولت وحرمت پر حملہ نہ کرے، کسی کو ستائے نہیں، چوری، ڈاکہ زنی، قتل وقتال، دھوکہ دہی اور زنا سے بچے۔ شراب نوشی نہ کرے، سود کا مال نہ کمائے اور نہ کھائے اور نہ دوسروں کو کھلائے۔ رشوت خوری سے بھی بچے۔

اگر بمقتضائے بشریت کسی کا دل دکھ جائے، یا کسی کو جانی ومالی نقصان پہنچ جائے تو اس سے معافی طلب کرے، اور اگر اس کا انتقال ہوگیا ہے تو اس کے لیئے کثرت سے دعائے مغفرت کرے، تاکہ وہ بندہ اس عالم میں معاف کردے۔ یہ خوب واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ بندے کے ان قصوروں کو تو معاف فرما سکتا ہے جو اس سے متعلق ہیں، اور انشاء اللہ تعالےٰ اس کی ذات اقدس سے قوی امید ہے کہ وہ ان بندوں کے قصوروں کو جو گناہوں کے بعد سچی توبہ کریں گے ضرور معاف فرمائے گا۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ بندہ کا اللہ تعالےٰ پر کوئی زور نہیں ہے یہ اس کا کرم اور عنایت ہے جو وہ فرماتا ہے۔

ہاں البتہ بندہ کا حق اللہ تعالےٰ خود معاف نہیں فرمائے گا، بلکہ بندہ جب تک خود معاف نہیں کرے گا اس وقت تک اللہ تعالےٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا حقوق العباد (یعنی بندوں کے حقوق جو بندوں کے ذمہ ہیں) کا ہر وقت خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔

موت کو ہر وقت پیش نظر رکھے، عذاب قبر، عذاب جہنم، عذاب حشر سے ڈرتا اور پناہ مانگتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے حفظ ایمان اور خاتمہ بالخیر کی ہر وقت آرزو کرتا رہے۔ گناہوں سے سچی توبہ کرکے آئندہ ان گناہوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے، اور اللہ تعالیٰ سے معافی کی ہر وقت دعا کرتا رہے۔

اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ تمام کاموں کا خواہ وہ اچھے ہوں یا برے، اللہ تعالےٰ کے دربار عالی میں پیش ہونے کے بعد ان کا حساب وکتاب بھی دینا ہے

ان تمام باتوں پر ایمان لانا اور ان جملہ امور پر عمل کرنا دنیا میں سرخروئی اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور اجر عظیم کا باعث ہے۔

اپنے عقائد حضرات ائمہؒ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق بنائے تمام کام اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق انجام دے، کیونکہ نجات کا دار و مدار اسی جماعت کے عقائد پر ہے۔

نیز وہ تمام امور جن سے حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، ان منہیات سے پرہیز کرنا بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

مسلمان کسی پیر و مرشد کا مرید ہو یا نہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ارکانِ اسلام، احکام شریعت مطہرہ اور سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ضرور پابند ہو۔

شریعت مطہرہ کے چار ائمہ عظامؒ ہیں

(۱) امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

(۲) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

یہ چاروں حضرات ائمہ عظام رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم برحق، قابل احترام اور قابل تقلید ہیں۔ ان کی علمی قابلیت اور مراتب عالیہ کا خیال رکھنا اور ان حضراتِ ائمہ عظام رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم کا ادب و احترام کرنا بھی ضروری ہے۔

البتہ ان میں سے کسی ایک امام محترم کی تقلید کرنا یعنی ان کے بتائے ہوئے قواعد کے مطابق اعمال کا انجام دینا اہل سنت و جماعت کے نزدیک واجب اور ضروری ہے۔ قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے

جو اعمال و احکام اور مسائل ثابت ہیں، ان کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

فقہ میں ہمارے امام، سراج الامت امام الائمہ سیدنا حضرت نعمان بن ثابت المعروف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں، اس لیئے ہم حنفی کہلاتے ہیں۔

مسائل اعتقادیہ میں اہل سنت و جماعت کے دو گروہ ہیں، دونوں گروہ حق پرست ہیں۔

(۱) اَشاعِرہ۔

(۲) ماتریدیہ

اَشاعِرہ: حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں اس لیے اشاعرہ کہلاتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے مقلدین زیادہ تر عقائد میں آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

مَاتُریدیہ: امام علم الہدیٰ حضرت امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں اس لیئے ماتریدیہ کہلاتے ہیں۔ احناف مسائل اعتقادیہ میں انہی کی اتباع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم مسائل اعتقادیہ میں حضرت امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں، اس لیے ہم ماتریدی کہلاتے ہیں (یہ دونوں علم عقائد کے امام برحق، قابل احترام اور قابل تقلید ہیں ان کا احترام کرنا ہم پر واجب ہے)

طریقت میں ہمارے پیشوا و مقتدا سید الاولیاء والسالکین غوث اعظم صمدانی پیر پیراں غوث الثقلین سیدنا حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی قدس سرہ ہیں، اس لیئے ہم قادری کہلاتے ہیں۔

جو شخص اپنے کو حنفی، ماتریدی اور قادری کہے اس کے لیے بہت ضروری

ہے کہ وہ احکام الہٰی، احکام شریعت، اور فرمان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پوری تندہی سے عمل کرے، اور ان اعمال کو جو شریعت مطہرہ نے بیان کئے ہیں، ان کے بتائے ہوئے قواعد و ضوابط کے مطابق انجام دینے کی پوری پوری کوشش کرے۔

اللہ تعالےٰ سے ہر وقت اور ہر لمحہ توبہ و استغفار کرتا رہے۔ اس کی یاد سے اپنے دل اور زبان دونوں کو آباد رکھے..... کسی لمحہ بھی ذکر الہٰی سے غافل نہ رہے۔

حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص وسیلہ اور خاصان خدا و مقربان بارگاہ الہٰی کے طفیل و تصدق سے صراط مستقیم پر چلنے، شریعت مطہرہ پر عمل کرتے رہنے، اور اعمال صالحہ کو انجام دیتے رہنے اور خاتمہ بخیر کی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ غَفُوْرٌ رَّحِیْم ہے۔

اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔

"فضائل طریقۂ عالیہ قادریہ"

تصوف کے تمام سلاسل حق اور ان کے اکابر عظام رحمتہ اللہ علیہم بھی حق پرست ہیں۔ ہر سلسلہ اپنے اپنے مقام پر کوئی نہ کوئی فضیلت اور مرتبۂ کمال ضرور رکھتا ہے۔

اس طریقۂ عالیہ قادریہ کے بانی وامام غوث اعظم شیخ شیوخ العالم قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت سیدنا غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

اس سلسلہ عالیہ کی خصوصیت و بنیاد یہ ہے کہ اس میں شریعت مطہرہ کے مکمل اتباع کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام اور ذکر الہی کی پابندی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا استحضار ہر وقت قائم رہے اور بندۂ عاجز ہر وقت اپنے کو اللہ جل شانہٗ وعم نوالہ کے دربار عالی میں محسوس کرے۔ اس طریقہ کے اشغال و اوراد بہت ہی متنوع ہیں۔

اس طریقہ عالیہ میں جذب وسلوک دونوں ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص صدق دل سے شیخ برحق سے بیعت ہو تو اسے جذب کے ذریعہ بہت جلد فنا حاصل ہوجاتی ہے۔ فنا کے بعد شیخ کامل کے توجہات عالیہ کی بدولت وہ میدان سلوک میں قدم رکھتا ہے اور پھر میدان سلوک کی تمام دشوار گزار راہیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور پیرو مرشد کے توجہات عالیہ سے بہت جلد طے ہوجاتی ہیں۔

الغرض بہت جلد جذب کے ذریعہ سلوک کی تمام منازل طے کرنے کے بعد

اسے مرتبہ بقا حاصل ہو جاتا ہے. خدا کے فضل و کرم سے یہ اس سلسلہ عالیہ کی مخصوص خصوصیت ہے، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ مرید کو پیر و مرشد سے سچی عقیدت اور پختہ محبت ہونا ضروری ہے، تب ہی سالک کو یہ مرتبہ اور عروج حاصل ہوگا. اس طریقہ عالیہ قادریہ میں فیوضات و برکات اور انوار بہت زیادہ ہیں، اس کے انوار و برکات اور فیوضات کی کوئی انتہا نہیں.

چونکہ اس سلسلہ عالیہ کے امام اور مقتدا سیدنا حضرت غوث اعظم، قطب ربانی، محبوب سبحانی قدس سرہ السامی ہیں، جو جملہ حضرات اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم کے سردار اور پیشوا ہیں.. ان کو تربیت الہٰی و شان محبوبیت و عروج اور مقبولیت خصوصیہ عند اللہ تمام اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ حاصل ہے، اس لیے ان کے اس مبارک سلسلہ عالیہ کو بھی دیگر سلاسل تصوف کے مقابلہ میں مقبولیت خصوصیہ عند اللہ بہت زائد حاصل ہے. یہ ہیں اس سلسلہ عالیہ قادریہ کی فضیلتیں.

"ایک وسوسہ کے ازالہ کیلئے ضروری ہدایت"

ان فضائل اور خصوصیات سے یہ وہم اور وسوسہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ دوسرے سلاسل اور ان کے اکابر عظام رحمتہ اللہ علیہم کی حقانیت یا ان کے مراتب عالیہ میں استغفر اللہ. العیاذ باللہ. کوئی کمزوری ہے، اور فقط اسی طریقہ یا اسی کے اکابر کو ہی یہ مخصوص فضیلتیں حاصل ہیں. ——— نہیں ہرگز ایسا نہیں.

اللہ تعالےٰ نے تمام سلاسل حقہ اور اس کے اکابر عظام رحمتہ اللہ علیہم کو بھی مخصوص فضیلتوں اور بڑے بلند و بالا مراتب سے سرفراز فرمایا ہے. وہ سلاسل تصوف بھی حق ہیں، اور ان کے اکابرؒ بھی انتہائی اعلیٰ مراتب کے مالک ہوئے، اور نفر

کی انتہائی منزلوں تک پہنچے ہیں۔ جملہ سلاسل اور ان کے اکابرؒ کا ادب و احترام بھی ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔

لہذا ایسے باطل اور فاسد خیالات سے گریز کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہم کو ایسے باطل اور فاسد خیالات سے ہمیشہ محفوظ رکھے، اور خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وفقنا اللہ وایاکم للسلوک علی الصراط المستقیم

سیدنا حضرت غوث الاعظمؓ کی فضیلتِ خاصہ

غوث اعظم امام الاولیاء والمسلمین، فرد الاحباب، شیخ شیوخ العالم سیدنا حضرت سید محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی قطب ربانی محبوب سبحانی قدس سرہ الاقدس کی ذات مقدسہ اقطاب، اغواث، ابدال و اوتاد، قیوم اور تمام عالم کے لیے قبلہ توجہ ہے۔ آپ جملہ اولیائے کاملین امت کے پیشوا و مقتدا ہیں عالم میں بکثرت اغواث جلوہ گر ہوئے لیکن عالم کے تمام اغواث کے غوث، سیدنا حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ ایسی ہستی گرامی کو غوث اعظم کہتے ہیں۔ آپ کو غوث الثقلین بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ جس طرح انسانوں کے غوث ہیں، اسی طرح قوم جنات کے بھی غوث ہیں۔ قوم جنات نے بھی آپ سے فیوضات و برکات حاصل کیے ہیں۔

حضرت غوث اعظم قدس سرہ الاقدس کی ذات گرامی نہ صرف حضرات اولیاءؒ کرامؒ، بلکہ عالم کے ذروں میں سے ہر ذرہ کے لیے قبلہ توجہ ہے آپ کا تصرف پورے عالم پر ہے۔

امام الاولیاء حضرت سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی قدس سرہٗ الاقدس کو اللہ تعالےٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ نے اپنے کرم خاص سے جو فضیلت اور مرتبہ خاص عنایت فرمایا ہے، وہ مرتبۂ اعلیٰ اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیائے کاملینؒ میں سے بہت کم حضرات کو حاصل ہوا۔

حضرات صحابہ کرامؓ، حضرات ائمہ اہل بیت اطہارؓ، حضرات ائمہ عظامؒ، اور حضرات تابعینؒ کے بعد آپ کے ہمعصر، اور آپ کے بعد آنے والے آپ کے متبعین اولیاء کرام میں عروج اور بلندی میں آپ کے برابر کوئی نہیں پہنچا۔

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "جس قدر خوارق حضرت غوث الثقلین سید محی الدین عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں، ویسے خوارق ان میں (یعنی دوسرے اولیاء) سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ آخر حضرت حق سبحانہ و تعالے نے اس معمہ کا بھید ظاہر فرمادیا، اور جتلادیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہؒ سے بلند تر واقع ہوا ہے، اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں، جو نسبت اس مقام کی عالم اسباب سے بلند تر ہے۔"

(مکتوب ۲۱۶ حصہ سوم دفتر اول)

حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس اللہ سرہ الاقدس کی ولادت بابرکت سے پہلے اولوالعزم حضرات اولیائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کی ولادت باسعادت کی اپنے اپنے زمانوں میں بشارتیں دی تھیں۔

خود حضرت غوث الثقلین قدس سرہ السامی کا یہ فرمان گرامی (قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے) آپ کی مخصوص فضیلت شان کا اظہار کر رہا ہے۔

بڑے بڑے جلیل القدر حضرات محدثین کرام و حضرات علمائے صالحین امت رحمۃ اللہ تعالے علیہم اجمعین نے آپ کے مرتبۂ جلیلہ اور فضیلت شان کا اقرار کیا ہے۔

جملہ سلاسل حقہ کے اکابر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی آپ سے فیض روحانی پایا۔ اور آپ کی فضیلت شان کا اقرار کیا ہے۔

مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین جلد اول میں جملہ سلاسل کے مشہور اکابر رحمۃ اللہ علیہم کا آپ کی ذات گرامی سے فیوضات روحانی حاصل کرنا ثابت ہے۔

ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی سلطان الطریقت خواجہ خواجگان حضرت سیدنا خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری قدس سرہ نے بھی آپ سے مخصوص فیض روحانی پایا۔

جس روز آپ (یعنی حضرت غوث اعظمؒ) نے بغداد شریف میں یہ اعلان فرمایا "قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" تو حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے خواجہ سید غیاث الدین سنجری (رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے خواجہ سید معین الدین سنجری (رحمۃ اللہ علیہ) نے تمام اولیائے وقت میں اپنا سر جھکایا یعنی میرے مرتبہ کا اقرار کر کے میری سرداری کو تسلیم کیا۔ اس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سنجر میں تھے"۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بانی و امام خواجگان حضرت سیدنا خواجہ سید محمد بہاؤ الدین نقشبندی بخاری قدس سرہ کا فیض روحانی پانا آپ کی مقدس اور بابرکت ذات گرامی سے اس طرح ثابت ہے۔

ایک روز جنگل میں حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ تشریف لیے جا رہے تھے، اور آپ مدتوں سے اسم اعظم کی تلاش میں تھے لیکن اسم اعظم حاصل نہیں ہو رہا تھا، چلتے چلتے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ نقشبندؒ سے معلوم فرمایا۔ کیا بات ہے؟ آپ کچھ پریشان معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے جواب دیا میں اسم اعظم کی تلاش میں پھر رہا ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، آج رات کو آپ" الغیاث الغیاث یا محبوب سبحانی" پڑھ کر سو جانا۔ اسم اعظم حاصل ہو جائے گا (انشاء اللہ) چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

رات کو " اَلغِیَاثُ الغِیَاث یَا مَحبُوبِ سُبحَانِی " پڑھ کر سو گئے خواب میں حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی آپ کو زیارت ہوئی حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کو اپنا دست مبارک دکھایا جو اسم اللہ کی شکل میں ہے۔ اسی روز سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ اسم اللہ کا نقش دلوں پر باندھنے لگے، اور اسی روز سے آپ کا لقب نقشبند ہو گیا۔"

" سلسلہ سہروردیہ کے بانی و امام شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ کی ولادت آپ کی دعائے مبارک کی برکت سے ہوئی واقعہ اس طرح ہے

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی والدہ ماجدہ ایک روز سیدنا حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضرت دعا فرمائیے کہ اللہ تعالٰے مجھے ایک لڑکا نیک اور صالح عطا فرمائے حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اچھا ہم دعا کریں گے۔ آپ نے دعا فرمائی، اللہ تبارک وتعالٰے نے فرزند کامل عطا فرمایا جس کی ذات مقدسہ سے ایک عالم فیضیاب ہوا، اور اب تک ہو رہا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ بے شمار اولیا نے آپ سے فیض پایا اور آج تک پا رہے ہیں۔

الغرض، حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ " اللہ تعالٰے نے مجھ سے الہام میں ارشاد فرمایا ہے کہ " اے عبد القادر تیری شفاعت سے بے شمار افراد جنت میں جائیں گے "

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کعبہ شریف میں میں نے اپنے پروردگار سے سجدہ میں عرض کیا۔

"اے میرے پروردگار تو میرے سلسلے میں داخل ہونے والے تمام قادریوں کی مغفرت فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی، اور مجھے الہام ہوا ہے اے عبدالقادر جو بھی قیام قیامت تک تیرے سلسلہ قادریہ میں خلوص و نیک نیتی کے ساتھ داخل ہوگا ہم اسے موت نہیں دیں گے جب تک وہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ نہیں کر لے گا۔"

یہ واقعہ حجۃ الاسلام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب "اخبار الاخیار" میں تحریر فرمایا ہے۔

آپ غوث اعظمؓ تو تھے ہی، قطب الاقطاب بھی تھے، فرد الاحباب بھی تھے، شیخ الشیوخ بھی تھے، ابدال و اوتار کے سردار بھی تھے، اپنے وقت کے قیوم بھی تھے اور مجدد بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مقدسہ کو جامع الکمالات بنایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کے نقش قدم پر چلائے اور آپ کے فیوضات و برکات اور توجہات عالیہ سے ہمیں مستفیض فرمائے، اور ہمیں مخلص اور نیک نیت قادری بنائے، اور آپ کے مبارک سلسلے سے ہم کو صحیح وابستگی مرحمت فرمائے۔ آمین۔

"ہمارے سلسلہ عالیہ کی خصوصیت"

قطب ارشاد محبوب رب کائنات حضرت شاہ احمد علی خاں صاحب قدس سرہٗ نے اپنے خلیفہ اعظم اور ہمارے دادا پیر قطب الاقطاب خواجۂ خلق حضرت شاہ خواجہ خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ سے فرمایا :-

"خان محمد خاں ہمارے طریقہ مجددیہ کے امام حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ تعالیٰ تو میرے سلسلہ میں بے محنت اپنا قرب نصیب فرما"

چنانچہ یہ دعا سات نسلوں کے لیئے مقبول ہوئی تھی جو عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی مجددی سرہندی قدس سرہٗ سے شروع ہوکر قطب الواصلین غوث العارفین حضرت سیدنا شاہ امام الدین خاں صاحب قدس سرہٗ پر ختم ہوئی۔ حضرت قطب ارشاد قدس سرہٗ نے ہمارے دادا پیر اور اپنے خلیفہ خاص قطب الاقطاب خواجۂ خلق حضرت شاہ خواجہ خان محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ "تم کثرت سے عبادات و ریاضات و مجاہدات اور چلّے کرو" —— اور یہ دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے سلسلہ میں تا قیام قیامت تیرا قرب آسانی کے ساتھ نصیب ہو" چنانچہ حضرت شاہ خواجہ خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ کہ جن کا لقب گرامی "خلد آشیاں" ہے۔ آپ نے پوری عمر مبارک میں اڑتالیس چلّے کیئے، اور آپ نے اپنی عمد ہمتی سے دنیا کے

تمام کام کرتے ہوئے، اور چلتے پھرتے چلوں کی تکمیل کی، اور اپنے مخلصین و متوسلین کے لیئے چلوں میں سہولت پیدا فرمادی۔ اسی لیئے سیدی و مرشدی قبلۂ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ چلّہ میں روزہ، ترک حیوانات، اور ترک ازدواجی تعلقات کے ساتھ وظائف پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے، اور ایک جگہ مقید ہو کر بیٹھنے کو ضروری قرار نہیں دیتے تھے۔ چلہ کا طریقہ اور اوراد و وظائف کلمات طیبات میں مذکور ہے۔

وجہ ترجیح نسبت

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ الی السلسلۃ القادریہ

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی قادری نقشبندی سرہندی قدس سرہ الاقدس کو تمام سلاسل طریقت میں حاصل شدہ نسبتوں میں قادری نسبت زیادہ اہم اور اصل ہے۔ اس لیئے کہ اس نسبت کا تعلق امام الاولیاء، قطب عالم حضرت سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ سے ہے، اور حضرت غوث اعظمؒ کا عروج اکثر اولیاء سے زیادہ ہے، پھر ان کا فیض بھی عوام و خواص کو ہر زمانہ میں بہ نسبت دیگر اولیاء اللہ کے زیادہ پہنچا ہے، نیز حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق عروج میں دیگر اولیاء اللہؒ سے بہت زیادہ ہیں مگر نزول میں مقام روح سے نیچے نہیں اترے ہیں اور جو اس مقام سے نیچے نہیں اترتے اسکے کاموں میں اسباب اور مسببات کے تعلق کی پابندی نہیں پائی جاتی۔

لہذا حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ کی توجہات اور فیوضات و برکات الی المریدین میں بھی اس تعلق کی پابندی نہیں ہوتی، بلکہ خلاف عادت زیادہ سے زیادہ اہل سلسلہ کی روحانی ترقی ہوتی ہے، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کا شیخ جتنا کامل ہوگا، اسی قدر اس کا مرید بھی کامل ہوگا، اگر اسکی جانب توجہ شیخ کامل زیادہ ہو۔

حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کا مرتبہ بھی اکثر اولیاء اللہ سے زائد ہے اور توجہات عالیہ بھی زائد ہیں۔

لہٰذا حضرت قطب ربانی غوث اعظم صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ الاقدس کے دامن مبارک سے لگے رہنے میں ترقی باطنی اور عروج روحانی بھی زیادہ ہے۔ نیز شیخ اور مرید کے درمیان تمام نسبتوں میں خدا رسیدگی کا رشتہ اصل ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا رسیدگی نسبت قادری سے حاصل ہے، جو سراج الملت حضرت شاہ سید سکندر قادری کیتھلی قدس سرہ سے بیعت اور حصول خرقہ غوث اعظم اور قطب ارشاد غوث زماں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی کمال عنایت کے سبب حاصل ہے۔ واقعہ اس طرح ہے۔

شیر خواری کی حالت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مخدوم حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی چشتی قدس سرہ آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کے جلیل القدر اور صاحب کمال بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں لے گئے حضرت شاہ کمال کیتھلی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زبان مبارک چوسائی، اور ارشاد فرمایا۔ اس بچہ نے شیر خواری کی ہی حالت میں ہماری ساری اصل الاصل نسبت حاصل کرلی اور یہ بچہ قادری نسبت کی بدولت اسی وقت کامل ہو گیا۔ اور یہ بھی فرمایا اس کے ذریعہ سے ایک عالم فیضیاب ہوگا اور حضرت غوث اعظم کے خرقہ مبارکہ کے سلسلے میں واقعہ اس طرح ہے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ نے اپنا خرقہ اپنے صاحبزادے اور خلیفہ سلطان الاولیاء حضرت سیدنا تاج الدین عبدالرزاق قادری قدس سرہ کو عنایت فرمایا، اور ارشاد فرمایا۔ آئندہ اس کا وارث پیدا ہوگا اس کو یہ پہنچا دینا، چنانچہ حضرت شیخ عبدالرزاق قادری قدس سرہ نے وہ خرقہ مبارکہ اپنے خلیفہ کو مرحمت فرمایا۔ اسی طرح خرقہ مبارکہ جو سلسلہ بسلسلہ حضرت سیدنا غوث اعظم قدس کے خلفا

میں چلا آرہا تھا وہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہو. آپ نے وقت وصال اپنے نبیرہ اور خلیفہ اعظم حضرت شاہ سکندر قادری محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا اور فرمایا جب اس کا وارث آئندہ پیدا ہو جائے تو اس کو یہ امانت پہنچا دینا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سمجھدار ہو گئے تو ایک روز خواب میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے اپنے نبیرہ اور خلیفہ حضرت شاہ سکندر محبوب الٰہیؒ سے فرمایا۔ سرہند میں شیخ احمد اس کے وارث پیدا ہو گئے ہیں یہ خرقہ مبارک ان کو پہنچا دو چنانچہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ سرہند تشریف لائے اس وقت حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ مراقب تھے آپ نے ان کے کاندھے پر وہ خرقہ مبارک رکھ دیا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت مجدد قدس سرہ کھڑے ہو گئے اور حضرت شاہ سکندر قادری قدس سرہ کی آپ نے انتہائی تعظیم و تکریم کی اور معانقہ کیا۔

حضرت شاہ سید سکندر کیتھلی قدس سرہ نے وہ خرقہ شریف عنایت فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو پہنا اور فرمایا کہ ابھی ابھی حضرت غوث الثقلین قدس سرہ تشریف لائے آپ کے ساتھ آپکے مبارک سلسلے کے تمام خلفائے کرامؒ بھی تھے حضرت غوث اعظمؒ نے اپنے مبارک و مقدس ہاتھوں سے مجھے خرقہ مبارک پہنایا۔ اور میرے دل کو انوار و برکات اور فیوضات سے مالامال فرما دیا۔

اس سے قبل آپ قصبہ کیتھل شریف میں جا کر حضرت شاہ سکندر قادری محبوب الٰہی قدس سرہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے، اور بہت جلد ان کی توجہات عالیہ سے آپ نے منازل سلوک کو طے کر لیا۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا۔

سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو انکشافات، علوم کا حصول، اور لطائف کی تفصیلات وغیرہ کے بہت سے فوائد پہنچے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ نے فرمایا کہ شیخ احمد تو کامل پہلے ہی سے تھے یعنی آپ نقشبندی سلسلے میں داخل ہونے سے پہلے ہی کامل و مکمل ہو چکے تھے، لہٰذا خدا رسیدگی اور اصل الاصل نسبت قادری تو آپ کو شیر خواری کی ہی حالت میں حاصل ہو چکی تھی جو کہ اصل ہے اور اسی کی خاطر پیری مریدی کا رشتہ اصل رشتہ ہے، لہٰذا نسبت قادری کا رشتہ زیادہ اہم ہوا۔ پس ہمارے حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ رحمتہ اللہ علیہم نے ان چاروں نسبتوں (یعنی قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی) میں جن کی اجازتیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ سے ان کو حاصل ہیں، اس نسبت قادری کو زیادہ اہمیت اور ترجیح دی

وجہ ترجیح نسبت

حضرت غوث الاعظمؒ الی الحضرت الوالد المحترمؒ

غوث الثقلین سید الاولیاء امام الطریقت سیدنا حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خدا رسیدگی جو اصل شے ہے، وہ تو اپنے محترم والد ماجد سیدنا حضرت شاہ سید ابوصالح شاہ باز قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس ہی سے حاصل ہے۔ آپ اپنے والد ماجدؒ سے آٹھ سال کی عمر مبارک میں بیعت ہو چکے تھے چونکہ کمسن تھے اس لیے تکمیل سلوک کا موقع نہ مل سکا اور آپکی عمر شریف آٹھ یا نو سال تھی کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، مگر خرقہ جو اس زمانہ میں نیابت شیخ کی اصل علامت ...... سمجھی جاتی تھی، حضرت والد ماجد قدس سرہ ہی سے حاصل ہے، کہ آپ کو بچپن میں ہی گدڑی پہنادی تھی، اور اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ والد ماجد تمام دنیا میں سب سے زیادہ اپنے بیٹے پر شفیق اور مہربان ہوتا ہے پھر اگر وہ مرشد بھی ہو تو اس کی شفقت وعنایت اور کمال مہربانی کا کیا حال ہوگا۔ اور شفقت مرشد وہ عظیم شئے ہے جس میں مرید کی ترقی و برتری مضمر ہے۔ جیسی جس مرید پر عنایت مرشد ہو گی ویسے ہی اس کو ترقی ہو گی۔

چونکہ حضرت والد ماجد سیدنا حضرت شاہ ابوصالح شاہ باز قدس سرہ کی نسبت میں شفقت والدانہ اور عنایت مرشدانہ دونوں جمع ہیں، اس لیے حضرت سیدنا شیخ ابو سعید مبارک مخزومی قدس سرہ الاقدس کی نسبت زیادہ قوی اور

اہم ہے لیکن آپ کو ... انکشافات اور حصول علم وغیرہ کے بہت زیادہ فوائد حضرت سیدنا شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ کی صحبت با برکت کی بدولت پہنچے ہیں۔

"بیعت کی تفصیل"

ایک بیعت "علی الاسلام" ہے۔ غیر مسلم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک اور مقدس ہاتھوں پر یا کسی اور بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔

دوسری "بیعت علی الہجرت" ہے۔ جو انصار نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کی تھی، کہ ہم اپنے شہر مدینہ میں آپ کو لے جاکر آرام سے رکھیں گے، اور جس طرح اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اسی طریقہ سے آپ کی بھی حفاظت کریں گے، اور جو مہاجرین جائیں گے، ان کی جانی مالی خدمت سے دریغ نہیں کریں گے۔

تیسری "بیعت علی الجہاد" ہے۔ مختلف مواقع پر جب غزوات اور جہاد کی ضرورت پیش آتی تھی تو حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لیا کرتے تھے، کہ ہم مر جائیں گے مگر راہِ فرار ہرگز اختیار نہیں کریں گے۔

چوتھی "بیعت علی الخلافت" ہے۔ جو حضور سید الاولین والآخرین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضراتِ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم، یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا حضرت عثمان

ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مبارک ہاتھوں پر بیعتیں کی گئیں۔ اور اسی طرح دوسرے حق پرست خلفاء کے ہاتھوں پر بھی بیعتیں ہوتی رہیں۔

پانچویں "بیعت علی الخیر" ہے۔ مسلم شریف میں حدیث مبارک ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا، نہ جہاد تھا، نہ ہجرت تھی، نہ اسلام میں داخلی تھی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ اور ارشاد فرمایا، "کہو ہم خیر کے کام کریں گے۔"

مشائخ کرام میں جو بیعت رائج ہے وہ یہی "بیعت علی الخیر" ہے۔ بیعت ایک معاہدہ ہے بندہ اور خدائے تعالیٰ کے درمیان۔ لیکن خدا کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ شیخ بن کر کسی کو مرید کرے۔ اس نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس کام کے لیئے بھیجا ہے۔ جن میں سب سے اعلیٰ مرتبہ خاتم الانبیاء والمرسلین رحمتہ اللعالمین شفیع المذنبین جناب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

یعنی جو لوگ آپکے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں وہ گویا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا دست کرم ان کے ہاتھوں پر ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالم سے تشریف لے جانیکے بعد ارباب علم اور اصحاب عرفان نے اس خدمت کو انجام دیا۔ حدیث شریف میں ہے۔

(اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ یعنی ارباب علم انبیاء کرام کے وارث ہیں)

حدیث مبارک میں صراحت ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دینار و درہم وراثت میں نہیں چھوڑا، یعنی دنیا کا مال و دولت نہیں چھوڑا، بلکہ

علم وراثت میں چھوڑا۔

حضرات صوفیہ "بیعت علی الخیر" لے کر اپنے متوسلین کو انھیں اوراد و وظائف تلقین فرماتے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو تلقین فرمائے تھے۔

فرائض و واجبات نیز سنن مؤکدہ تو ہر مسلمان کے لیے ادا کرنا لازم اور ضروری ہیں، اور ان کے چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں، لیکن مستحبات اور مستحسنات کا میدان بہت وسیع ہے، اس میں بے شمار دعائیں اور وظائف موجود ہیں۔

جملہ اوراد و وظائف کو ایک شخص چوبیس گھنٹے میں ادا نہیں کر سکتا۔ اس لیے حالات اور مقامات کا لحاظ کرتے ہوئے اس میں سے کچھ وظائف حضرات مرشدین کرام نے منتخب کر کے اپنے متوسلین کو تلقین فرمائے ہیں۔ مرشد اگر خدا رسیدہ ہو یا کم از کم ذی علم اور سمجھدار ہو تو وہ مریدین کے حالات پر نظر کر کے ان کو مناسب وظائف کی تلقین کر سکتا ہے۔

—— ::: ——

"طریقۂ بیعت اور اسکی شرط"

جو مرشد خدا رسیدہ ہو اس کے بیعت لینے میں کوئی کلام ہی نہیں لیکن خدا رسیدہ نہیں ہے تو کم از کم اس میں تاثیرِ خیر کا مادہ ہو، تاکہ مریدین اس سے متاثر ہوں۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم علم شریعت اور علم طریقت سے واقفیت ہو، تاکہ اپنے مریدین و متوسلین کو غلط راہ پر نہ چلائے۔ بیعت کرتے وقت اپنے مرشد کا اپنے دل میں تصور کرے اور ایک نورانی شعاع مرید کے دل کی طرف مائل کرے۔ مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اگر وہ مرد ہو۔ اور اگر کسی اجنبی عورت کو بیعت کرے تو ہاتھ میں ہاتھ نہ لے، بلکہ کسی پاک چادر یا پاک رومال کا کنارہ اس کے ہاتھ میں دے دے، اور یہ بھی کوئی ضروری نہیں، زبانی بیعت بھی کافی ہے۔ اجنبی عورت کو پردہ میں بیعت کرے۔

اگر مرید کی اسلامیت میں تردد ہو تو پہلے اس کو کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھائے اور اس کے معانی سے بھی واقف کرائے۔ پھر ایمان مفصل یعنی اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ پڑھائے، اور اس کے ترجمہ سے بھی خوب اچھی طرح واقف کرلے۔

اور اگر مرید خدا کے فضل و کرم سے مومن ہے تو ان کلمات کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

تین بار استغفار پڑھوائے۔ اس طرح کے پہلے دو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔ اور تیسری مرتبہ پورا کلمہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھوائے۔ اور تین بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھوائے۔ یعنی اس طرح کہ دو مرتبہ تو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھوائے پھر پورا کلمہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھوائے اس کے بعد پیر و مرشد مرید سے یہ جملے ادا کرائے۔ کہ اے اللہ میری مغفرت فرما۔ اے اللہ مجھے نیکی کی ہدایت عطا فرما۔ اے اللہ مجھے برائیوں سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ مجھے اچھائیوں کی توفیق عطا فرما۔ اور اس کے بعد مرید سے اقرار کرائے کہ میں نے سلسلہ قادریہ مجددیہ میں بیعت کی یا جس سلسلہ میں بیعت کرے۔ مرید سے کہدے کہ وہ اپنی زبان سے اقرار کرے کہ میں نے فلاں سلسلہ میں فلاں کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد پیر و مرشد مرید سے کہے کہ وہ یہ جملے ادا کرے۔ اے اللہ اس بیعت پر مجھے ثابت قدم رکھ اور اسی پر میرا خاتمہ بخیر فرما۔ آمین۔ پھر دعائے خیر کرلی جائے۔

ہمارا سلسلہ جامع سلسلہ ہے اس سلسلے میں قادریت، نقشبندیت، سہروردیت اور چشتیت سب کی اجازت ہے۔

لیکن ہمارے حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم عام طور پر سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں بیعت کرتے ہیں۔ جملہ سلاسل حق ہیں۔ اور ان کے اکابر رحمۃ اللہ علیہم بھی حق پرست، خدا رسیدہ، اور بڑے بڑے مراتب عالیہ کے مالک تھے لیکن حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا ہے کہ ہم کسی بھی مخلص و نیک نیت قادری کو موت نہیں دیں گے جب تک وہ توبہ نہیں کرلے گا

یہ واقعہ حجتہ الاسلام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب" اخبار الاخیار" میں تحریر فرمایا ہے۔ مرید کا منصب ہے کہ پیر و مرشد زمان کے مطابق اپنی زندگی اختیار کرے اس کے بتائے ہوئے قواعد و ضوابط مطابق اپنی زندگی گزارے اور جو اوراد و وظائف وہ بتائے اس پر پابندی کے ساتھ عمل کرے۔ شیخ کی اجازت کے بغیر کوئی ورد و وظیفہ نہ پڑھے، پہلے شیخ سے اجازت طلب کرے، فرائض و واجبات اور سنن موکدہ کے علاوہ دوسری نفل عبادت بھی شیخ کی اجازت و مرضی سے کرے۔ فرائض و واجبات اور سنن موکدہ میں اجازت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فوائدِ بیعت

مختلف علمائے کرام مختلف مسائل بیان کرتے ہیں۔ مختلف صوفیہ عظام مختلف اوراد و وظائف تلقین کرتے ہیں۔ اس لیے آدمی متزلزل ہوجاتا ہے کہ کس پر عمل کرے اور کس پر عمل نہ کرے۔

پہلا فائدہ

بیعت ہونے کے بعد اس کا یہ تردد جاتا رہتا ہے، اور محض اپنے پیرِ مرشد کا وہ اتباع کرتا ہے۔

دوسرا فائدہ

بیعت کا یہ ہے کہ اگر مرشد خدا رسیدہ ہے تو اس کے ذریعہ مرید کو بھی خدا رسیدگی حاصل ہوتی ہے۔

تیسرا فائدہ

یہ ہے کہ اگر صحیح طریقہ میں بیعت نصیب ہوجائے تو اس سلسلے کے جس قدر مرشدین کرام ہیں وہ اس مرید کے لیے آخرت میں شفیع ہوجائیں گے۔ اور دنیا میں بھی ان کے فیوضات و برکات سے مرید مستفیض ہو سکے گا۔

پیرو مرشد اگر کامل خدا رسیدہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو طاقتِ تصرف بھی حاصل ہوجاتی ہے اور اگر یہ رتبہ کسی کو حاصل نہ ہو اور انسان صالح ہو تو اس کی دعائیں قبول ہو سکتی ہیں۔

کامل بننے کیلئے تزکیہ نفس کی ضرورت

مرید کے لیئے لازم اور ضروری ہے کہ اسے تزکیہ نفس حاصل ہو، تزکیہ نفس کے لیئے حضراتِ صوفیہ کرام عبادات و ریاضات اور مجاہدات کراتے ہیں. تزکیہ نفس کا مطلب یہ ہے کہ اسے نفسانی خواہشات سے چھٹکارا حاصل ہو. قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں خواہشات نفس کا ذکر ہے.

(اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ ۔ کیا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے)

خواہشاتِ نفس سے انسان اسی وقت چھٹکارا پاسکتا ہے جب حضرات صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق عبادات و ریاضات و مجاہدات کرے. تزکیہ نفس حاصل ہونے کے بعد مراتب روحانی حاصل ہوتے ہیں - لہٰذا مرید کے لیئے تزکیہ نفس حاصل کرنا بہت اہم اور ضروری ہے - جب تزکیہ نفس حاصل ہو جائے گا تب ہی وہ مرتبہ ولایت پاسکتا ہے. تزکیہ نفس عبادات و ریاضات و مجاہدات سے حاصل ہوتا ہے۔

"مُرشد برحق کے صفاتِ حسنہ"

اگر کوئی شخص مقصودِ حقیقی تک پہونچنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ پہلے اتقاء، پرہیزگاری اختیار کرے، تاکہ باطن پاک وصاف ہوجائے، اس صورت میں تقربِ خداوندی حاصل ہوگا اور مقصدِ حقیقی کو وہ پالے گا۔ تزکیہ نفس اور صفائی قلب کے لیئے ضروری ہے کہ کسی شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے، اور اس کے بتائے طریقوں پر عمل کرے، کیوں کہ خود روعمل کرنے کی صورت میں منزل مقصود تک پہنچ جائے، یہ ضروری نہیں، بلکہ راہ حق سے بھٹک جانے کا خطرہ ہے۔ جیسے کہ کوئی مریض کسی طبیب حاذق یا ماہر ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر اپنی رائے سے دوا استعمال کرے تو نفع کے مقابلہ میں نقصان پہنچ جانے کا قوی احتمال ہے، مگر یہ چیز ضرور پیش نظر رہے کہ ہر اہل اور نااہل کو اپنا رہبر تسلیم کرلینے پر تیار نہ ہوجائے۔ بلکہ مرشد کے ساتھ کامل کی جو قید لگائی گئی ہے اس قید کا لحاظ ضرور رکھے، کیونکہ اس زمانہ میں رہبر کے بھیس میں رہزن زیادہ پائے جاتے ہیں، چنانچہ اس صورت میں بھی مقصد میں کامیابی دشوار ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالے کا فرمان گرامی ہے۔

(وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہوگئے۔)

یہ آیت کریمہ اور اس جیسی دوسری آیات مرشد کامل کی اہمیت پر دال ہیں، نیز نااہل لوگوں کی اتباع سے بھی قرآن عظیم منع کر رہا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

(وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا۔

ترجمہ:۔ (مت اطاعت کر تو ان میں سے کسی گناہ گار اور ناشکر گزار کی)

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

(وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا

ترجمہ:۔ (ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

"اے بسا ابلیس آدم روئے ہست"

پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ:۔ یعنی آدمی کے بھیس میں اکثر شیطان ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیئے)

اب یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ شخص مرشد بنانے کے قابل ہے اور فلاں اس قابل نہیں تو اس کا حل یہ ہے کہ یا تو خود کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ کی روشنی میں پرکھ کر دیکھ لے اور اگر اپنے اندر یہ اہلیت اور صلاحیت موجود نہیں تو پھر کسی عالم بالسنہ سے رابطہ قائم کرے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

(فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے معلوم کر لو۔

پس ضروری ہے کہ جس سے بیعت ہونے کا ارادہ ہو تو بیعت ہونے سے پہلے یہ خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ کم از کم وہ امور شرعیہ کا بھی پابند ہے، اور متلون الاحوال تو نہیں، اپنی قلبی البصیرت سے طالب یعنی مرید کے احوال کا خود پوری طرح اندازہ کر سکتا ہے، اگر ایسا شخص مل جائے زمانہ موجود میں تو کیا کہنا، یہ تو طالب کی بڑی خوش قسمتی

کی بات ہے، کیوں کہ ایسے شیوخ ایک عرصہ دراز کے بعد خوش قسمتی سے کسی طالب یعنی مرید کو مل جاتے ہیں، اور اگر ایسا عارف باللہ مرشد نہ ملے تو اس کے متبعین کو دیکھ لے، اس سے اندازہ ہو جائے گا۔ ورنہ پھر اس شخص کی طرف رجوع کرے جو صوفی کے دل پر مختلف احوال وارد ہوتے ہیں اور اس میں اس کے قلب کے کیفیات اور رنگ بدلتے رہتے ہیں ان کو وہ پہچانتا ہو۔

پھر بیعت کے بعد اگر مرشد کی کوئی چیز شریعت کے خلاف معلوم ہو تو اس کی تاویل کرے، یا اپنی کم سمجھی پر عمل کرے۔

ہاں اگر فسق و فجور کی باتیں اس کی عادت میں داخل ہوں تو اس کی صحبت ترک کر دے، اور دوسرا حق پرست، اور متبع شریعت مرشد تلاش کرے، لیکن اگر کوئی بات اتفاقی طور پر بمقتضائے بشریت ظاہر ہو تو اس کو نظر انداز کر دے۔ اس لیئے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی شخص معصوم نہیں۔ پس اس سے شانِ ہدایت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا، کیوں کہ کبھی اتفاقی طور پر سہو یا لغزش تو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ہوئی ہے، لیکن اس سے ان کے مرتبہ بلند اور شانِ ہدایت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ حالانکہ ان کے بارے میں سرکار دو عالم رحمۃ اللعالمین اشرف الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کی حدیث مبارک ہے)

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ (ترجمہ:- میرے تمام صحابہ مثل ستاروں کے ہیں پس ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے)

ایک ضروری ہدایت

اب مرید کے لیئے کچھ شرائط اور ضروری آداب جن پر اس کی اصلاح اور

ترقی روحانی مدفون ہے بیان کئے جاتے ہیں۔ ان شرائط و آداب کو بغور پڑھنا چاہئے اور پھر اس پر مضبوطی سے عمل کرنا چاہئیے کیونکہ مرید کی اصلاح اور روحانی ترقی اس کے بغیر ممکن نہیں۔

"مرید کے لیئے آداب شیخ"

طالب یعنی مرید کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قلب کو ہر طرف سے ہٹا کر ذکرالٰہی اور مرشد برحق کی اطاعت کی طرف ہر وقت اور ہر لحظہ متوجہ رکھے۔ فرائض، واجبات اور سنن موکدہ تو بغیر کسی روک ٹوک کے انجام دے، لیکن نفلی نمازوں اور اذکار و اشغال میں مرشد کی اجازت کے بغیر مشغول نہ ہو جب مرشد نماز نفل اور اذکار و اشغال کا حکم دے، تو پھر اس میں کوئی کوتاہی نہ برتے، بلکہ پابندی کے ساتھ ان امور کو انجام دے۔ اس کا بہت خیال رکھے کہ پیرو مرشد کے لباس یا اس کے سایہ پر اس کا پاؤں نہ پڑے، یہاں تک کہ مرشد کے سایہ پر اس کا سایہ بھی نہ پڑے، اس کی خاص جائے نماز پر نہ بیٹھے اور نہ قدم اس پر رکھے، اس کی مخصوص نشست پر نہ بیٹھے، اس کی طرف کو پیٹھ نہ کرے، اس کے روبرو یعنی اس کے سامنے نہ کھائے اور نہ کچھ پیئے، اور نہ اس کے وضو کی جگہ پر خود طہارت کرے اور نہ اس کے خاص برتن کو اپنے استعمال میں لائے اور مرشد برحق کی موجودگی میں کسی سے بات نہ کرے، بلکہ ادب و احترام کے ساتھ خاموش بیٹھے، اس کی محفل اور مجلس میں خواہ مخواہ اس سے یا دوسرے لوگوں سے فضول باتیں نہ کرے، جس جگہ مرشد برحق موجود ہو اس کی طرف اپنے پاؤں کو نہ پھیلائے، بلکہ انتہائی ادب واحترام کے ساتھ دوزانو بیٹھے، اور نہ اس کی جانب تھوکے۔ مرشد کی کوئی بات اگر مرید کی سمجھ میں نہ آئے تو اس پر اعتراض اور نکتہ چینی

نہ کرے بلکہ اس کو اپنی کمزوری اور اپنا قصور سمجھے، اس لیے کہ عارف باللہ مرشد جو بھی کرتا ہے الہام کے ذریعہ کرتا ہے، اور اذن الہٰی کے ماتحت کرتا ہے، لہذا ایسی حالت میں ناواقفوں کو اعتراض اور نکتہ چینی سے بہت بچنا چاہیئے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض الہامی صورتوں میں خطا سرزد ہو سکتی ہے، لیکن اس خطا کا حال مجتہد کی خطا کی طرح ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اجتہادی خطا پر مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح خطائے الہامی پر بھی مواخذہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسی حالت میں ملامت کرنا اور اعتراض کرنا اور نکتہ چینی کرنا مرشد برحق کی شان میں مرید کے لیے کسی طرح اور کسی بھی صورت میں ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ مرید کو جب مرشد سے محبت پیدا ہوگئی اور محبت کرنے والے کی نظر میں اپنے محبوب کی ادائیں محبوب ہی دکھائی دیتی ہیں، لہذا اعتراض اور ملامت اور نکتہ چینی خواہ وہ بہت ہی معمولی ہو کسی طرح اور کسی صورت میں ذرہ برابر بھی جائز نہیں اور نہ اس کی گنجائش ہے۔ اپنے مرشد کی اطاعت اور پیروی کو اپنے اوپر لازم کرے، کھانے پینے، اوڑھنے، پہننے، سونے، جاگنے، چلنے، پھرنے اور عبادات و ریاضات کرنے میں مرشد کی اطاعت، فرماں برداری کرے، نماز مرشد کے طور پر پڑھے۔ اور فقہ کو اس کے عمل سے اخذ کرے، یعنی جس فقہ کے احکام پر اس کا عمل ہے، مرید بھی اسی کی پیروی میں اسی فقہ کے احکام پر عمل کرے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

"وآں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است"

از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار

ترجمہ:۔ (وہ شخص جو محبوب کے مکان میں ہے وہ بے پرواہ ہے باغ سے اور اس کی خوشبو سے اور چمن کے تماشوں سے یعنی اس کی خوش نمائیوں سے)

غرضیکہ اللہ کے مقبول اور عارف بندہ مرشد کی حرکات وسکنات میں کسی کو اعتراض اور نکتہ چینی کرنے کا نہ اختیار ہے اور نہ گنجائش۔ گو اعتراض اور نکتہ چینی معمولی ہی ہو۔ لہٰذا اس سے بچنا مرید کے لیے بہت ضروری ہے۔ البتہ اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے اس سے معلومات اور دریافت کر سکتا ہے اور اپنا تردد پیش کر کے اطمینان قلب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ انسان بہت ہی بدنصیب اور بدبخت ہے جو ایسے مقبولان بارگاہ اور اعلیٰ مراتب کے بزرگوں کا عیب تلاش کرے، اللہ تعالےٰ ہم پر کرم فرمائے اور ان عیوب سے ہمیں پاک وصاف کر کے اپنی رحمت کاملہ سے نوازے آمین۔

مرشد برحق سے خوارق کرامات کبھی طلب نہ کرے۔ کسی صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی کوئی معجزہ طلب نہیں کیا، معجزہ طلب کرنے والے صرف کفار و مشرکین ہی ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرات، اولیاء رحمتہ اللہ علیہم سے کرامات و خوارق کے طالب بدبخت و بدنصیب انسان ہی ہوا کرتے تھے اور ہوا کرتے ہیں۔ اگر دل میں کوئی وہم یا وسوسہ یا تردد پیدا ہو تو اس کو فوراً انتہائی ادب و احترام کے ساتھ نرم گفتگو میں مرشد کی خدمت میں عرض کرے، اگر سمجھ میں مرشد کی بات آئے تو یہ مرید کے لیے بہتر ہے اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو اس کو اپنا قصور اور کمزوری خیال کرے، مرشد کا قصور یا اس کی کمزوری نہ خیال کرے۔

جو واقعہ ظاہر ہو وہ مرشد برحق سے نہ چھپائے، اور واقعات کی تعبیریں مرشد سے دریافت کرے، اور جو اپنی عقل میں آئے وہ بھی عرض کرے، تاکہ مرید کو یہ اندازہ ہو جائے کہ میرا نظریہ صحیح تھا یا غلط، اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے، کیوں کہ حق و باطل میں آمیزش ہوتی ہے اور صواب و خطا میں اختلاط ہوتا ہے۔

مرشد کے پاس سے اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر نہ جائے۔ کیوں کہ بغیر

اس پر ترجیح دنیا ارادت کے سخت خلاف ہے اور اس بات کا بھی بہت خیال رکھے کہ مرشد کی مرضی کے بغیر اس کی محفل یا مجلس میں نہ بیٹھے، اپنی عقل سے غور کرے کہ میرا بیٹھنا اس وقت مرشد کو ناگوار تو نہیں۔

اپنی آواز کو مرشد کی آواز پر بلند نہ کرے، اور اس سے بات آہستہ اور نرم لب و لہجہ میں کرے، تشرح کر گفتگو کرنا انتہائی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور جو فیوضات روحانی اور انکشافات حاصل ہوں ان کو مرشد کے توسط سے سمجھے، حاصل یہ ہے کہ ترقی باطنی کا سارا دارو مدار آداب مرشد اور محبت مرشد پر ہی موقوف ہے، بے ادب، بے باک، گستاخ، اور غافل کو قرب خداوندی ہر گز حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب ‌‌ ‌ ‌ بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ‌ ‌ ‌ ‌ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

مطلب:۔ (ہم خدا سے ہی توفیق ادب کے طالب ہیں، بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب کی برائیاں اسی کی ذات تک محدود نہیں رہتی ہیں، بلکہ آگ کی طرح سارے عالم میں پھیل جاتی ہیں)

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی قدس سرہ نے اپنے بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ

"نفلی عبادات، ریاضات اور اذکار و اشغال سے زیادہ مرشد کا ادب ضروری ہے، بغیر ادب و احترام کے طالب یعنی مرید کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ عبادات و ریاضات اور اذکار و اشغال تو اپنے مقام پر عمدہ چیزیں ہیں ہی، لیکن مرشد کا ادب اور اس کی صحبت اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔"

اگر مرید کچھ آداب کو پورا کرنے سے کسی اہم اور خاص قسم کی مجبوری کے تحت

قاصر ہے اور کوشش کرنے کے باوجود بھی پورا نہ کر سکے تو قابل معافی ہے لیکن اس کو اپنی کمزوری کا اعتراف کرنا بہت ضروری ہے۔

اگر العیاذ باللہ۔ ایسا بے باک اور گستاخ ہے کہ وہ نہ آداب مرشد کا خیال رکھے، اور نہ اپنی کمزوری اور قصور کو قصور سمجھے تو وہ ان پاک نہاد حضرات کرام کے فیوضات و برکات اور توجہات سے محروم رہے گا اور بدنصیب اور بدبخت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بدنصیبی اور بدبختی سے ہمیشہ محفوظ رکھے، اور آداب کو پورا کرنے اور اس کا صحیح طور پر خیال رکھنے کی توفیق کاملہ مرحمت فرمائے۔ آمین

"سلوک کی اہمیت"

سلوک وہ شئے ہے جس سے طالب یعنی مرید کو تدریجی طور پر ترقی اور عروج حاصل ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ منازل و مقامات طے ہوتے ہیں۔

جب مرید کو مراتب اور مقامات حاصل ہوجاتے ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ کا قرب بھی اسے حاصل ہوجاتا ہے، اور طاقت تصرف بھی اسے حاصل ہوجاتی ہے۔

میدان سلوک میں سالک عجیب و غریب اور حیرت انگیز کمالات کے مشاہدے کرتا ہے اور سلوک کے ذریعہ ہی فنا کی راہ سے گذر کر مرتبہ بقاء حاصل ہوتا ہے، لہذا روحانی ترقی اور عروج حاصل کرنے، اور اللہ تعالےٰ کا قرب پانے کے لیے سلوک کا طریقہ اہم اور ضروری ہے۔

سلوک کی راہیں انتہائی دشوار گزار ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہمت و حوصلہ، ذوق، شوق اور استعداد عطا فرماتا ہے وہ ان دشوار گزار راہوں کو اللہ تعالےٰ کے کرم سے آسانی کے ساتھ طے کرلیتا ہے۔

مرید کو چاہیئے کہ وہ مرشد کے فرمان کے مطابق خلوص و نیک نیتی اور پابندی کے ساتھ عبادات و ریاضات اور مجاہدات کرے۔

مرید کو اپنے مرشد برحق سے سچی محبت اور پختہ عقیدت ہونی چاہیئے۔ آداب مرشد کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔

اگر یہ تمام صفات اس کے اندر موجود ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ کے کرم خاص اور

مرشد برحق کے توجہات عالیہ سے اس کی تمام دشوار گزار راہیں آسانی کے ساتھ طے ہوجاتی ہیں، اور پھر اسے مراتب عالیہ بھی حاصل ہوجاتے ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں " کسی نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ سے سوال کیا کہ سلوک سے مقصود کیا ہے۔ آپ نے فرمایا سلوک سے مقصود یہ ہے کہ اجمالی معرفت تفصیلی ہوجائے اور استدلالی کشفی سے بدل جائے اور یہ نہیں فرمایا کہ معارف شرعیہ سے زیادہ کوئی اور معرفت حاصل کی جائے۔ ہاں راستہ میں علوم شرعی سے زیادہ بعض امور پیدا ہوتے ہیں لیکن اگر نہایت کار تک پہنچ جائیں تو وہ امور زائدہ پراگندہ ہوکر دور ہوجاتے ہیں۔ اور وہی معارف شرعیہ مفصل طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ اور استدلال کی تنگی سے کشف کے ظاہر میدان میں آجاتے ہیں۔ یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان علوم کو بذریعہ وحی اخذ کرتے تھے۔ یہ بزرگ دار الہام کے طور پر ان علوم کو اصل یعنی حق تعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں۔ علمائے کرام (رحمۃ اللہ علیہم) نے ان علوم کو شرائع سے اخذ کرکے اجمال کے طریق پر بیان کیا ہے۔ یہ علوم جس طرح حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تفصیلی اور کشفی طور پر حاصل تھے۔ ان بزرگوں کو بھی اسی طرح بر حاصل ہوتے ہیں لیکن فرق درمیان میں صرف اصالت اور تبعیت کا ہے، کہ ان بزرگوں کو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اور تصدق میں حاصل ہوتے ہیں۔ اس قسم کے کمال کے لیئے اولیاء میں سے بعض کو دور دراز قرنوں اور زمانوں کے بعد منتخب فرماتے ہیں " (مکتوب عـ۳۰ دفتر اول حصہ اول)

اللہ تعالیٰ سالکین راہ طریقت کی تمام دشوار گزار راہوں کو بطفیل و تصدق حضرات مرشدین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آسان فرمائے، اور ان کو اپنا قرب نصیب فرمائے۔ آمین۔

سیر و سلوک کا بیان

برگزیدہ انسان جب اللہ تعالےٰ کی طرف جاتا ہے اور واصل الی اللہ ہونے کی کوشش کرتا ہے، اور فیض ربانی کا منتظر اور مراقب بن جاتا ہے تو مختلف قسم کے انکشافات شروع ہو جاتے ہیں۔ اول اول تدریجی طور پر تحتانی منازل طے کر کے جب واصل الی اللہ ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اس سیر کو "سیر الی اللہ" کہتے ہیں۔ سیر الی اللہ کا نتیجہ فنا ہے۔ اور صوفی کو فانی فی اللہ کا لقب حاصل ہو جاتا ہے اور جب سالک اللہ تعالےٰ جل شانہٗ وعم نوالہ کے صفات اور آثار صفات میں سیر و تفریح کرتا ہے تو اس کو "سیر فی اللہ" کہتے ہیں۔ اور خوش نصیبی سے اگر اللہ تعالےٰ کے قرب سے بہرہ مند ہو کر لوٹتا ہے، اور کامل بن کر مسند ارشاد پر بیٹھنے کے قابل بنتا ہے تو اس سیر کو "سیر من اللہ الی الخلق" کہتے ہیں۔ سیر من اللہ الی الخلق کا نتیجہ بقا ہے۔ اور صوفی کو باقی باللہ کا لقب حاصل ہو جاتا ہے۔

سلوک کی دو قسمیں

قرب خداوندی حاصل کرنے کے لیے حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے سلسلوں میں دو طریقے مقرر ہیں۔

ایک سیر انفسی

دوسرا سیر آفاقی

حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ نے سیر انفسی و سیر آفاقی کی

تعریف اور وضاحت فرمائی ہے۔ اس کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔ سیر انفسی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اہل اللہ فنا و بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے آپ میں دیکھتے ہیں، اور جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے آپ میں پہچانتے ہیں، اور ان کی حیرت اپنے وجود میں ہے۔

قرآن عظیم میں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ • ترجمہ:- تمہاری اپنی ہی جانوں میں (ہماری نشانیاں) موجود ہیں کیا تم غور نہیں کرتے)

سیر آفاقی کی تعریف اس طرح فرمائی۔

اس سیر سے پہلے جو سیر ہے وہ سیر آفاقی میں داخل ہے کہ جس کا حاصل بے حاصل ہے۔ بے حاصلی کا لفظ اصل مطالب کے حاصل ہونے کی نسبت اطلاق کیا گیا ہے ورنہ وہ بھی منجملہ شرائط اور اسباب کے ہے۔

سالکین کے گروہ میں سے جس کو مجذوب سالک بنانا چاہتے ہیں اس کو سیر آفاقی میں ڈال دیتے ہیں۔

اور سیر آفاقی کے تمام ہونے کے بعد سیر انفسی میں جس سے مراد سفر در وطن ہے۔ آرام دیتے ہیں۔

هَنِیْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُهَا

اس دولت عظمیٰ تک پہنچنا سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے وابستہ ہے، جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کر دیں، اور اوامر کے بجالانے اور نواہی کے رک جانے سے آراستہ نہ ہو جائیں، اس دولت کی بو جان و دماغ میں نہیں پہنچتی۔ باوجود شریعت کی مخالفت کے اگرچہ بال برابر ہی ہو۔ اگر بالفرض احوال و مواجید حاصل ہو جائیں وہ سب استدراج میں داخل ہیں آخر

اس کو رسوا اور خوار کریں گے۔

محبوب رب العالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے بغیر خلاصی ممکن نہیں" (مکتوب ۴۷ دفتر اول حصہ اول)

سیر انفسی میں صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف منتقل ہونا ہے۔

حضرات خواجگان رحمتہ اللہ علیہم نے سیر انفسی کو اختیار فرمایا ہے، اور اس سیر انفسی کے ضمن میں سیر آفاقی کو قطع کرتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سلوک سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے۔

اور امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا سلوک سیر آفاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ دونوں حضرات آفتاب عالم تاب حضور انور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت سے فیضیاب تھے۔ ان دو حضرات کے علاوہ باقی دو خلفا حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور کے نور نبوت سے فیضیاب تھے۔ باقی جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی علی قدر مراتب سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت سے فیضیاب تھے

سیر انفسی سلسلہ نقشبندیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ سلسلہ نقشبندیہ میں سیر انفسی سے ابتدائی ہوتی ہے۔ اور دوسرے سلاسل طریقت میں سیر آفاقی سے ابتدا ہوتی ہے۔

ہمارا سلسلہ جامع سلسلہ ہے لہٰذا اس سلسلہ عالیہ میں بھی سیر انفسی سے ابتداء ہوتی ہے۔ ہمارے حضرات مشائخ کرام نے بھی سیر انفسی کو اختیار فرمایا ہے۔

"جذب و سلوک کا بیان"

اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ و عم نوالہٗ) کے دربار عالی میں پہنچنا دو طریقے پر ہوتا

ایک "جذب" کے ذریعہ۔

دوسرے "سلوک" کے ذریعہ

"جذب" اسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم خاص سے بہت جلد بلا
وریاضت ومجاہدہ کے کسی کو اپنی طرف کھینچ لے۔ ایسی ہستی کو "مجذوب" "محبوب"
مخلَص" (بفتح لام) "مراد" کہتے ہیں۔ جذب کی حالت میں کبھی ہوش وحواس
رہتے ہیں، اور آدمی پر ایسا حال طاری ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے۔ ا
وقت ایسی حالت میں مجذوب شریعت کا مکلف بھی نہیں رہتا۔ اس لیے کہ شر
کے مکلف ہونے کے لیے ہوش وحواس اور عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس حال
صوفی کو "مجذوب" کہتے ہیں۔

"دوسرے سلوک ہے" سلوک میں تدریجی طور پر انسان کو تر
عروج اور مقامات حاصل ہوتے ہیں۔

سالک کو "مخلِص" (بکسر لام) "عاشق"، اور "مرید" کہتے ہیں۔

سالک کے ہوش وحواس صحیح رہتے ہیں، جب ہوش وحواس صحیح رہت
تو وہ شریعت کا مکلف بھی رہتا ہے۔ چنانچہ ایسی ہستی کو "سالک" کہتے ہیں
حضرات کو اللہ تعالیٰ جذب وسلوک دونوں قسم کی منزلوں سے سرفراز فرماتا

مرشد کامل خدا رسیدہ ہے تو وہ اپنی توجہ خاص سے جذب کے ذریعہ مرید کو بہت جلد خدا رسیدہ کر دیتا ہے۔ یہ ترقی جذبی ہوتی ہے۔ خدا رسیدگی حاصل ہونے کے بعد مرشد کامل جذبی کیفیت سے نکال کر اسے میدان سلوک میں ڈال دیتا ہے جس سے تدریجی طور پر منازل و مقامات طے ہوتے ہیں۔ اس مرتبہ والے صوفی کا کیا کہنا۔

اس جذب و سلوک کا ذکر قرآن عظیم کی اس آیت کریمہ میں موجود ہے۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ } ترجمہ:۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نزدیک برگزیدہ کرتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے بعض مکاتیب میں تحریر فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے تو فوراً خدا رسیدہ ہو جاتے تھے، اور یہ ترقی جذبی ہوتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میدان سلوک طے کرانے کے لیے عبادات، ریاضات اور مجاہدات کراتے تھے اور ان کی تلقین فرمایا کرتے تھے، یہ حضرات جامع جذب و سلوک ہو جاتے تھے۔

لطائف

اور اُن کا بیان

انسان اربعۂ عناصر سے مرکب ہے۔ مٹی۔ ہوا۔ پانی۔ آگ

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان چاروں عناصر کی اصلاح کرے، اور منہیات سے پرہیز۔ تصوف کی حیثیت سے اُن چاروں عناصر کی اصلاح لطیفۂ نفس کی اصلاح سے ہوتی ہے۔ اس کا محل دماغ ہے، اور رنگ اس کا نیلا ہے۔ اس کی اصلاح کا طریقہ ذکرِ نفی و اثبات ہے۔ یعنی لَا کو ناف کے نیچے سے اٹھایا جائے اور دل پر گذار کر اِلٰہ کو دماغ میں قائم کیا جائے اور اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائی جائے۔ اگر یہ ذکر بکثرت کیا جائے گا، تو لطیفۂ نفس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ عناصرِ اربعہ کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔

عناصر اربعہ اور لطیفۂ نفس عالم خلق کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ عالم خلق عالم امر سے نیچا ہے اور عالم امر کا رتبہ بلند و بالا ہے۔

عالم امر میں پانچ لطائف ہیں جو انسان کے سینہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

عالمِ امر کے پانچ لطائف یہ ہیں۔

قلب۔ روح۔ سِر۔ خفی۔ اخفیٰ

الٹی چھاتی کے نیچے لطیفۂ قلب ہے، اور اس کا رنگ زرد ہے۔ یہ لطیفہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم واقع ہے۔

سیدھی چھاتی کے نیچے لطیفۂ روح ہے، اور اس کا رنگ سرخ ہے۔ یہ لطیفہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم واقع ہے۔ بائیں چھاتی کے برابر وسط کی جانب لطیفۂ سر ہے، اور اس کا رنگ سفید ہے۔ یہ لطیفہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم واقع ہے۔

دائیں چھاتی کے برابر جانب وسط لطیفۂ خفی ہے، اور اس کا رنگ سیاہ ہے۔ یہ لطیفہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم واقع ہے۔ اور سینہ کے بالکل درمیان میں لطیفۂ اخفیٰ ہے، اور اس کا رنگ سبز ہے، یہ لطیفہ سید الانبیاء والمرسلین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نیچے واقع ہے۔

لطائفِ خمسہ کی اصلاح کے لیے حضرات نقشبندیہ تدریجی طور پر ہر ایک لطیفہ کا ذکر اور اس کی اصلاح کراتے ہیں۔

غوثِ زماں قطب عالم مروج شریعت مصطفےٰ قیم طریقہ مجتبےٰ سلطان الاولیاء قطب ارشاد حضرت حافظ شاہ جمال اللہ قدس سرہ الاقدس کے یہاں لطیفۂ قلب کی اصلاح کے ساتھ ساتھ باقی تمام لطائف کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ یعنی لطیفہ قلب کی اصلاح سے پانچوں لطائف کی اصلاح ہو جاتی ہے، اور یہی حدیث شریف کے مطابق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔" فرمان گرامی کا مطلب یہ ہے کہ:

"جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جائے اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جائے، آگاہ ہو جاؤ وہ دل ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا ہے:

"اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا" اور دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ کا دار و مدار

اسی پر ہے۔

عالم خلق کثیف ہے۔ اور عالم امر لطیف ہے۔

قرآن کریم میں دونوں عالموں کا ذکر ہے "اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ"

ان پانچوں لطائف امر کی اصلاح کے لیئے اسم ذات کا ذکر ہے یعنی اللہ، اللہ

اس ذکر اسم ذات کا طریقہ طریقۂ اذکار میں موجود ہے۔ یہ ذکر اسم ذات ترقی باطنی اور صفائی قلب کے لیئے بہت مفید ہے۔

"درجات ولایت باعتبار لطائف"

جس طالب کا وصول لطیفۂ قلب کے ذریعہ سے ہوا ہؤا سے آدمی المشرب کہتے ہیں۔ اور جس کا وصول لطیفۂ روح سے ہوا اُسے ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔ اور جس کا وصول لطیفۂ سِر سے ہوا اسے موسوی المشرب کہتے ہیں۔ اور جس کا وصول لطیفۂ خفی کے ذریعہ سے ہؤا سے عیسوی المشرب کہتے ہیں۔ اور جس کا وصول لطیفۂ اخفٰی کے ذریعہ سے ہوا ہؤا اس کو محمدی المشرب کہتے ہیں (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) یہ درجہ سب سے جامع، اور بلند و بالا درجہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ "ولایت کے بہت سے درجے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ کیوں کہ ہر نبی کے قدم پر ایک ولایت ہے، جو اس نبی سے مخصوص ہے۔ اور اس کے درجات میں سے بلند اور اعلیٰ درجہ وہی ہے جو ہمارے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر ہے"

(مکتوب ۲۱ دفتر اول حصہ اول)

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بہت سے حضرات اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اس عظیم اور بلند و بالا ولایت سے مشرف ہوئے، یعنی ان کو ولایت محمدی

(صلی اللہ علیہ وسلم) عطا فرمائی گئی۔

ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ کے امام الطریقت سید الاولیا غوث الثقلین سید الطبقات غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ الاقدس کو بھی ولایت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی، آپ محمدی المشرب تھے۔

حضرت غوث اعظمؒ اپنے قصیدہ خمریہ یعنی قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ

عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ترجمہ:۔ یعنی ہر ولی کے لیئے ایک قدم ہے اور میں قدم بقدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں جو بدر کمال ہیں۔ (یعنی کمالات میں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں)

خطرات اور ان کی مدافعت

خطرات تین قسم کے ہوتے ہیں

(۱) خطرۂ قلبی

(۲) خطرۂ نفسی

(۳) خطرۂ شیطانی

خطرہ قلبی کی مدافعت ذکر الٰہی کی کثرت سے ہوتی ہے، سوتے، جاگتے، چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر وقت اس ذکر کی مشغولیت فائدہ مند ہے۔

قرآن عظیم سے یہ ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ترجمہ:۔ پس اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو، کھڑے، اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے

خطرہ نفسی کے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حبس دم کے ساتھ نفی و اثبات کا ذکر زیادہ کرے۔ خواہشات نفسانی کی پیروی بالکل نہ کرے۔ مراقبہ اور ذکر خفی برابر جاری رکھے، اور پروردگار عالم جل شانہٗ وعم نوالہٗ کے حضور میں نہایت تضرع وزاری کرے اور اسی کے ساتھ ہر لمحہ متوجہ رہے۔

حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً ترجمہ:۔ اور یاد کرو اپنے پروردگار کو دل میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے

خطرۂ قالبی اس کے دور کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ زبان سے بکثرت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے، اور نوافل زیادہ سے زیادہ پڑھے۔ لیکن سب سے اہم تدبیر توجہ مرشد کامل ہے، وہ نہ ہو تو کوئی کام کماحقہٗ ہو نہیں پاتا۔

"مجاہدہ"

قربِ خداوندی کے لیے جدوجہد، عبادت، ریاضت، لذاتِ دنیا سے علیحدگی ضروری ہے۔ اور جو ان طریقوں کو اختیار کرتے ہیں ان پر مختلف کیفیات اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق وارد ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ہ

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ہماری رضامندی کے لیے ہمارے بتائے ہوئے طریقوں میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انکو نزدیکی کے راستے دکھاتے ہیں، اور ایسے نیکوکاروں کے ساتھ ساتھ اللہ ہے۔

اس مجاہدہ کے لیے کم کھانا، روزے رکھنا، عبادات کرنا، شب بیداری کرنا، چلّے کرنا، اور جن مسلم ممالک میں جہاد ہوتے ہیں وہاں جان و مال کی بازی لگانا یہ سب چیزیں ریاضت ہیں، اور ان کو "مجاهدہ" بھی کہتے ہیں۔ مجاہدہ اور ریاضت سے بدن کمزور ہوتا ہے، اور روح میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔

"مراقبہ"

جب روح میں طاقت پیدا ہوگئی تو اس روحانیت کے ساتھ اگر ذکر اسم ذات

کیا جائے اور اس کا انتظار کیا جائے کہ رحمت خداوندی کا نزول ہو تو اس انتظار کو "مراقبہ" کہتے ہیں، مراقبہ کے وقت آنکھیں بند کر لی جائیں، زبان تالو سے لگائی جائے اور دل کی حرکت سے ذکر اسم ذات کیا جائے، شیخ کا تصور بھی اس میں بہت فائدہ مند ہے۔

"مکاشفہ"

صوفی میں جیسی صلاحیت ہوتی ہے ویسے ہی اس پر تجلیات اور انوار کا ورود ہوتا ہے اس کا نام "مکاشفہ" ہے۔

ایک منزل وہ بھی آتی ہے کہ انسان ذات بحت کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور اس میں کسی تعین اور رنگ کا خیال نہیں ہوتا، اس وقت اس کی ہستی بھی گم ہو جاتی ہے۔ اس "مرتبۂ اولتعین" سے پہلے کبھی "نور کمالات نبوت" کبھی "نور کمالات رسالت" کبھی نور حقیقت احمدی" کبھی "نور حقیقت محمدی" کبھی "حب خالص"، اور کبھی "محبیت"، اور کبھی "محبوبیت" کے آثار کا نزول ہوتا ہے۔

اسی لحاظ سے بعض حضرات صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم نے مراقبات کے اقسام بیان فرمائے ہیں، اس زمانے میں زائد تکلفات میں مشغول ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس اتنا سمجھ لیجئے کہ محض اسم ذات کا ذکر ذات تک پہنچاتا ہے۔ ذکر کے ساتھ تفکر و تصور کی بھی ضرورت ہے۔ اگر خوش قسمتی سے کسی کو مرشد کامل مل جائے تو اس رابطہ اور اس میں فنا ہو جانے سے تمام منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ نماز اور تلاوت قرآن عظیم بھی بہت بڑا ذریعہ قرب ہیں لیکن نماز وہ ہونا چاہیئے جس کو آقائے دوجہاں اشرف المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ ترجمہ:۔ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس تصور سے کر

فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ — کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے، اگر تو نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ ضرور تجھے دیکھ رہا ہے۔

تلاوت قرآن عظیم ابتدا میں ایسی ہونی چاہئیے کہ قاری تصور کرے کہ میں پڑھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سن رہا ہے۔ اور جب اس کی وہ کثرت کرے گا تو ایک منزل وہ بھی آئے گی کہ اس کو احساس ہو گا کہ اللہ تعالیٰ خود پڑھ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں۔

نماز اور تلاوت قرآن عظیم میں ایک قسم کا ذکر بھی ہے اور فکر بھی۔ لیکن عام طور پر ذکر کا اطلاق ذکر نفی و اثبات اور ذکر اسم ذات پر کیا جاتا ہے۔ ذات چوں کہ جامع الصفات ہے، اس لیئے ہر صفت کا علیحدہ علیحدہ ذکر ضروری نہیں۔

سماع

کسی شخص سے اشعار کا سننا جس سے ذوق و شوق میں اضافہ ہو سماع کہلاتا ہے۔ اشعار کے پڑھنے کے طریقے کبھی متعدد ہوتے ہیں، اور کبھی ایک۔ کبھی یہ پڑھنے والے مزامیر کا استعمال کرتے ہیں اور کبھی بلا مزامیر۔

عام طور پر متعدد افراد مع مزامیر یہ کام کرتے ہیں، اسی کو سماع اور قوالی کہتے ہیں۔ ایک شخص اچھی آواز اور اچھے ترنم سے اشعار پڑھے اور وہ پوری طرح با شرع ہو، اشعار بھی لغو اور بیہودہ نہ ہوں، نیز اس کے ساتھ مزامیر بھی نہ ہوں تو اس میں کسی کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشعار مسجد میں پڑھوائے ہیں، بلکہ ان کے لیے منبر بھی بچھوایا ہے، خود بھی حضورؐ نے سنے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی سنوائے ہیں۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار میں ثنائے باری تعالےٰ، نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، تعریف اسلام اور مدح قرآن ہوتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امیہ بن صلت کے اشعار سنے ہیں اور امیہ مذکور کے متعلق فرمایا کہ وہ اسلام کے قریب آچکا تھا۔ لیکن اسلام نہیں لایا ــــ حضرت سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرب کے اشعار یاد کرنے کی تلقین فرمائی ہے، اس لیئے کہ اس میں ادبیت اور فصاحت و بلاغت کے حاصل

کرنے کا سرمایہ ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اشعار بھی کتابوں میں مذکور ہیں۔ نیز دیگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی قصائد مروی ہیں، اس بنا پر اشعار کا کہنا، اشعار کا پڑھنا، اشعار کا سننا ممنوع نہیں — البتہ ایک حدیث شریف میں اشعار کی سخت برائی بھی منقول ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کا شکم اگر پیپ اور کچ لہو سے پر ہو جائے تو یہ بہتر ہے بمقابلہ اس کے کہ وہ اشعار سے پر ہو۔ اب احادیث میں تعارض ہو گیا۔ بعض سے جواز اور بعض سے عدم جواز معلوم ہوا۔

حضرات علمائے صالحین رحمتہ اللہ علیہم نے اس تعارض کو اس طرح دور کیا کہ اشعار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس میں عورتوں کے متعلق عریاں اور فحش مضامین ہوتے ہیں یا اخلاق بد کی تلقین ہوتی ہے، یا ہجو صالحین، یا غیبت مسلمین یا اور اسی قسم کے دیگر لغویات و خرافات ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے اشعار کا کہنا، سننا اور پڑھنا سب ممنوع ہے۔ ہاں وہ اشعار جو حکمت و موعظت، حمد و ثنا، نعت و منقبت، ذکر ذات و صفات، عشق خداوندی، عشق رسول علیہ السلام، عشق خاصان خدا پر مشتمل ہوں وہ حسن ہیں۔ ان کا پڑھنا، سننا، اور کہنا ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے —— چند آدمی مل کر اگر شعر پڑھیں تو اس میں کچھ کلام ہوا ہے۔ لیکن بظاہر کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ اس لیے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چند چھوٹی چھوٹی بچیوں نے نعتیہ اشعار پڑھے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا۔

ہاں ایک یا چند افراد مزامیر کے ساتھ اشعار پڑھیں تو جمہور علمائے کرام کے نزدیک یہ ممنوع ہے —— بعض اہل صلاح نے اس کی اجازت دی ہے مثلاً حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں اس کے

جواز کا مختلف ادلہ سے اثبات کیا ہے۔ اگرچہ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں محترم جلیل القدر ولی کامل اور عالم باعمل ہیں مگر بابت فتویٰ کے قابل وہی ہوتی ہے جو جمہور علمائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کا مسلک ہو۔

حنفیہ کا منصب ہے کہ وہ جمہور احناف ؒ کا قول دیکھیں۔ جمہور احناف ؒ نے مزامیر کے ساتھ اشعار پڑھنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

حضرات صوفیہ کرام میں بھی اختلاف ہے۔ حضرات چشتیہ اس کے جواز کی طرف عموماً رجحان رکھتے ہیں، لیکن جواز کے لیئے جو شرائط مشائخ چشت کی کتابوں میں مذکور ہیں وہ اس زمانے میں عموماً مفقود ہیں ــــــ اسلیئے تصوف اور چشتیت کی آڑ لیکر قوالی کے نام کے ساتھ گانا سننا مزامیر کے ساتھ کسی طرح مناسب نہیں۔

اکابر اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم میں سے بعض جلیل القدر حضرات اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم نے قوالی سنی ہے۔ لیکن انہی شرائط کے ساتھ جو حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے لگائی ہیں۔

سیدی و مرشدی مولائی وملجائی حضرت قبلہ مولانا شاہ وزیر محمد خانصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی قوالی سنی ہے مگر انتہائی شرائط کے ساتھ۔ لیکن حضرت قبلہ سیدی و مرشدی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری زمانہ میں اس کی بہت تقلیل کردی تھی۔ اور آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل فرمایا کرتے تھے کہ اب سماع کی مجالس قابل شرکت نہیں رہیں۔

اگر کوئی صاحب حال وکیف صوفی اپنی مجبوری کیفیت کی بنا پر قوالی سنے تو علمائے ظاہر سے مقابلہ نہ کرے۔

البتہ دف کا بجانا نکاح یا دوسرے مسرت کے مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممنوع نہیں بلکہ بعض اوقات اس کی پسندیدگی بھی منقول ہے۔

"وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود"

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذات وصفات کے تجلیات صوفی پر وارد ہونا شروع ہوجاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض اوقات اس قدر قوت تصرف ہوجاتی ہے کہ بندہ ذاتِ حق کے مشاہدہ میں مستغرق ہوکر اپنے کو حق کہنے لگتا ہے، اسی کو "وحدۃ الوجود" کہتے ہیں۔

چنانچہ ان تجلیات وواردات میں بعض اوقات صوفی پر بیخودی کی حالت طاری ہوجاتی ہے جس کو اصطلاح تصوف میں سُکر کہتے ہیں۔ اس حالت بے اختیاری میں بعض جلیل القدر بزرگوں سے وہ الفاظ ادا ہوگئے ہیں جو ظاہری شریعت میں قابل گرفت ونکتہ چینی ہیں، مگر وہ حالت بے خودی وبے اختیاری کی تھی۔ اس لیے نہ ان حضرات صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی مقبولیت پر حرف آتا ہے اور نہ ایمان پر، اور نہ ان کے مرتبہ پر۔ چنانچہ سلطان العارفین حضرت شیخ ابویزید بسطامی قدس سرہ اور شیخ اکبر حضرت محی الدین بن عربی قدس سرہ اور حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کے بعض اقوال جو شریعت کی نظر میں قابل گرفت ہیں۔ ان کے متعلق امام الطریقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی قدس سرہ الاقدس نے اپنے بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ "وہ اقوال حالت سکر میں ان حضرات سے سرزد ہوئے ہیں اس لئے قابل اعتبار نہیں، اور حالت سکر میں بندہ مکلف نہیں ہوتا اس لئے قابل مواخذہ نہیں ہیں۔ وہ سب حضرات مقبولان بارگاہ الٰہی تھے اور بڑے بڑے مراتب ان کو حاصل تھے"

اور بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نورِ خداوندی دل میں جلوہ گر ہے، اور اس کے جلووں کا وہ بندہ مشاہدہ کرتا ہے، اس کو "**وحدۃ الشہود**" کہتے ہیں واضح رہے کہ یہ مسئلہ بہت گہرا ہے۔ پورے طور پر اس کا سمجھنا حضرات علماء کرام کا کام ہے۔

بس اہل سلسلہ اتنا سمجھ لیں کہ ہمارے حضرات مرشدین طریقت رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ جس وقت کسی پر حال طاری ہوگا تو وہ خود سمجھ لے گا، اس لیئے کہ یہ حال کی باتیں ہیں قال کی نہیں۔

ہم لوگ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مبارک سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تحقیق اس مسئلہ میں یہی ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں تباین ہے۔ بندہ خدا رسیدہ ہوسکتا ہے حقیقۃً خدا نہیں ہوسکتا۔ اور یہی قول جمہور حضرات علمائے کرام کا بھی ہے۔ عام طور پر حضرات علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ بندہ نہ ذاتِ خداوند قدوس کے ساتھ متحد ہے، اور نہ اس کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود سے متحد ہے، بلکہ اس کی حقیقت اور وجود اللہ تعالیٰ کے قریب ہوجاتے ہیں۔ اس لیئے ہمارے حضرات مرشدین طریقہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ جب کسی پر حال طاری ہوگا تو وہ خود سمجھ لے گا اور حال طاری نہ ہو تو بندہ کو ہمیشہ یہی اقرار کرنا چاہیئے کہ میں بندہ عاجز ہوں اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق۔ میں جاہل ہوں اور اللہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃ۔ میں فانی ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔ میری ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔ اللہ تعالیٰ کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اللہ تعالیٰ ازلی ہے اور ابدی۔ کسی چیز میں کسی وقت بھی کسی کا اللہ تعالیٰ محتاج نہیں۔ اور ہم بندگان قدم قدم پر ہر وقت اور ہر چیز میں اس کے محتاج ہیں۔

اور جو شخص عاجزی اور انکساری اختیار کرے گا۔ اور تواضع سے کام لے گا تو

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ اسے عروج اور بلندیاں مرحمت فرمائے گا۔ دنیا کی بلندیاں کسی شکل میں بھی ہوں، پانی کے ببولے کی طرح ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں.

لہٰذا اہل سلسلہ اس مسئلہ میں جو کہ انتہائی دقیق وعمیق مسئلہ ہے، ہرگز نہ الجھیں اور نہ بحث ومباحثہ کریں۔ ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔

"مخصوص انداز میں ذکر جہر یا خفی کرنا"

مطلقاً ذکرِ خداوندی مسلمانوں کی روحانی غذا ہے۔ جو شخص یادِ الٰہی سے غافل ہے وہ مردہ ہے۔ اور جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ انتہائی خوش نصیب ہے۔

جسم ظاہری سے گو نقاہت اور کمزوری کے آثار طاری ہوں۔ لیکن یادِ الٰہی سے دل زندہ ہوتا ہے۔ روح میں مخصوص حیات پیدا ہوتی ہے۔ مغفرت کا ذریعہ اور آخرت کا سرمایہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہوگے۔)

دوسرے مقام پر قرآن عظیم میں فرماتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

جو طرقِ ذکر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مفصل منقول ہیں اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں، نہ اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش ہے۔

البتہ اپنے اپنے سلسلہ کے مطابق حضراتِ صوفیہ مخصوص اذکار کراتے ہیں کسی سلسلہ میں ذکرِ خفی کا رواج ہے۔ اور کہیں ذکرِ جہر کا۔ یہ طرق صراحۃً اور مفصل حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول نہیں، لیکن کلیاتِ ذکرِ الٰہی کی تعریف میں بکثرت موجود ہیں۔

مروجہ جزئیات حضرات صوفیہ کے تجربہ سے اصلاح نفس اور ترقی باطنی کے لیے مفید ثابت ہوئے، اس لیے حسب حال مریدین انھوں نے ذکر کے طریقے تعلیم کیے۔

ذکر جہر کے متعلق بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ بدعت اور ناجائز ہے، لیکن ان کا یہ خیال صحیح نہیں۔

بہت سے مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ذکر جہر کیا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دی ہے۔

حج کے مبارک موقع پر لَبَّیْکَ وغیرہ، عید الاضحیٰ کے موقع پر ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں کی نماز عصر تک تکبیریں جہر کے ساتھ ہوتی ہیں۔ بس اگر مطلق ذکر جہر بدعت ہوتا تو ان مواقع پر بھی ممنوع اور بدعت ہوتا۔ حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔

ہاں ایسا جہر جو اہل محلہ، یا اہل مسجد، یا اہل خانہ کو تکلیف دے، اور ان کے دینی یا دنیوی جائز ضروریات میں خلل انداز ہو وہ ضرور ناجائز ہے۔ نیز اس خیال سے ذکر جہر کا کرنا خدائے تعالیٰ آہستہ نہیں سنے گا، اور جہر کے ساتھ سنے گا۔ غلط بدعت ہی نہیں بلکہ (استغفر اللہ) کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ، وعم نوالہٗ دلوں کے اندر کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز کسی وقت، اور کسی جگہ بھی مخفی (پوشیدہ)۔ نہیں ہے۔

ذکرِ خفی کی فضیلت

ہمارے حضراتِ مشائخ قادریہ مجددیہ رحمتہ اللہ علیہم نے ذکرِ خفی کو پسند فرمایا ہے اور اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس لیے کہ اس میں سکون قلبی اور توجہ الی اللہ زائد ہوتی ہے، نیز ریاکاری اور دکھاوٹ سے بھی اس میں امن ہے اور دوسرے مسلمانوں کے اعمال دین و دنیا میں خلل انداز بھی نہیں، اور مراقبہ اور مکاشفہ کی منزلیں بھی اس سے قریب ہیں۔ البتہ بعض اوقات مصالحِ مریدین کی وجہ سے ذکرِ جہر کی ضرور تعلیم دی جاتی ہے لیکن عام طور پر ذکرِ خفی قابلِ ترجیح ہے۔

ذکر کے وقت اپنے شیخ کا تصور کرے۔ اسی ذکر میں جب غفلت طاری ہو جاتی ہے، اور دنیا اور مافیہا سے انسان غافل ہو جاتا ہے، اور فیضِ ربانی کا منتظر اور مراقب بن جاتا ہے تو مختلف قسم کے انکشافات شروع ہو جاتے ہیں۔ اول اول تدریجی طور پر جب واصل الی اللہ ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اس کو "سیر الی اللہ" کہتے ہیں اور صوفی کا لقب فانی فی اللہ ہو جاتا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کے صفات اور آثارِ صفات میں سیر و تفریح کرتا ہے تو اس کو "سیر فی اللہ" کہتے ہیں۔

اور جب کامل ہو کر مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کے قابل بنتا ہے تو اس کو "سیر من اللہ الی الخلق" کہتے ہیں اور صوفی کا لقب باقی باللہ ہو جاتا ہے۔

ان مضامین کا مختصر طور پر ذکرِ سیر و سلوک کے بیان میں کیا جا چکا ہے، مگر مزید وضاحت کے لیئے دوبارہ اس کی تفصیل بیان کی گئی۔

تصورِ شیخ

یہ مسئلہ معرکۃ الآراء ہے۔ بعض لوگوں نے تصوّر کو تصویر کے حکم میں لے کر اس کی سخت ممانعت کی۔ حالاں کہ تصور اور چیز ہے، اور تصویر دوسری چیز ہے۔

تصویر شریعت مطہرہ میں بلاشبہ ناجائز اور حرام ہے خصوصاً اس کا استعمال عبادت میں مشرکانہ فعل ہے لیکن تصور ممنوع نہیں۔

نماز جو سب سے افضل عبادت ہے اس میں وقت نیت یہ سوچا جاتا ہے بلکہ زبان سے بھی کہنا مستحب ہے۔ "مُتَوَجِّهًا اِلَى الْكَعْبَةِ" کعبہ کی طرف توجہ بغیر تصور کعبہ شریف محال ہے۔

جماعت کی نماز میں صاف کہا جاتا ہے اور صاف طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ ہم اس امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورتوں کی امامت کی نیت کرے، بلکہ مردوں کے مقتدی ہونے کی نیت بھی بہتر ہے۔

ایسی حالت میں مقتدی کے لیے امام کا تصوّر اور امام کے لیے مقتدی کا تصوّر لازمی ہے اور کوئی بھی ان تصورات کی وجہ سے نماز کو فاسد نہیں کہتا۔

پس شیخ کا تصور اگر بغیر معبود بنائے ہوئے اس لیے کیا جائے کہ توجہ الی اللہ میں زیادتی ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ حالاں کہ کوئی شخص بھی معبود بنا کر اپنے مرشد کا تصوّر کبھی بھی نہیں کرتا۔

مشائخ نقشبند میں عام طور پر تصورِ شیخ کے ذریعہ ذکر خداوندی اور مراقبہ میں مخصوص مدد حاصل کی جاتی ہے۔ یہ حضرات ظاہری شریعت مطہرہ کا خاص اہتمام

کرنے والے ہیں، اور بکثرت ارباب علم ایسی حالت میں اس تصور کو ممنوع قرار دینا اور برا کہنا کسی طرح زیبا نہیں۔

مگر بعض ظاہر پرست ارباب علم نے اس تصور مرشد شیخ کو بہت برے الفاظ میں ممنوع قرار دیا ہے یہاں تک کہ وہ اہل علم کچھ زیادہ ہی حد سے تجاوز کر گئے ہیں (استغفر اللہ) اس کے برعکس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک جلیل القدر ولی کامل اور علامہ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی قدس سرہ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت تشہد میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ" پڑھا جائے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دربار عالی میں حاضری کا تصور کر کے پڑھا جائے گا۔

ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ہمارے حضراتِ مرشدین سلسلہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک وقت ذکر اور وقت مراقبہ تو تصور شیخ مرشد اہم ہے۔ لیکن نماز کے وقت اس کا ہونا ضروری بھی نہیں، لیکن ممنوع اور ناجائز بھی نہیں۔

وقتِ نماز حضورِ قلب کے لیئے اصل وہ تصور ہے جو حدیث شریف میں مذکور ہے۔
اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ ترجمہ۔ تو اللہ کی عبادت اسطرح کر جیسے تو اسکو دیکھ رہا ہے۔
فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے، تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی ذاتِ گرامی نہ جسم ہے، نہ جسمانی، نہ دنیا میں اس کی رویت ہوتی ہے۔ مگر حضرات خاصان خدا اس کی مخصوص تجلیاں اور خاص انوار اپنے اپنے مراتب کے مطابق نظر آتے ہیں۔ ان تجلیات کے لیئے جہاں اور عبادتوں اور ریاضتوں کی ضرورت ہے، مخصوص تصورات اور تفکرات اس کے لیئے بہت مفید ہیں۔ اہل سلسلہ مخصوص تصور اور تفکر کو زبانی دریافت کریں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی رحمتہ اللہ علیہ کے دو مکتوب گرامی تحریر کیئے جاتے ہیں، جو تصور مرشد سے متعلق ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

"اگر ذکر کے وقت شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو قلب کی طرف لیجانا چاہیئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیئے۔ تو جانتا ہے مرشد کون ہے؟ مرشد وہ ہے جس سے تو خدائے تعالیٰ کی پاک جناب میں پہنچنے کا راستہ سیکھے۔ اور اس راستہ میں تو اس سے اعانت حاصل کرے، صرف کلاہ و دامن اور شجرہ پر نظر رکھنا جو آج کل معروف ہے، پیری مریدی کی حقیقت سے خارج ہے۔ البتہ یہ رسم و عادت میں داخل ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا بطور تبرک مل جائے تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اسے پہن کر زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ ایسی صورت میں بے شمار فوائد و ثمرات کے حاصل ہونے کی قوی توقع ہے"

(مکتوب ۱۶ حصہ سوم دفتر اول)

"نماز کی حالت میں شیخ کا تصور بلیساختہ آنا"

خواجہ محمد اشرف (علیہ الرحمۃ) نے لکھا تھا کہ رابطہ کی نسبت یہاں تک غالب ہوگئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا سجود جانتا اور دیکھتا ہوں، اگر بالفرض اس کو دور کرنا بھی چاہتا ہوں تو نہیں ہوسکتا ــــ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اس مکتوب میں فرماتے ہیں" اے محب محترم طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے، اور شیخ مقتدا کی قلیل سی صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔

رابطہ کی نفی کرتے ہو، رابطہ مسجود الیہ ہے، نہ مسجود لہٗ۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے، اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو میسر ہوتی ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں، اور تمام اوقات اسی طرح متوجہ رہیں، نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔"

(مکتوب ۳۰ حصہ ششم دفتر دوم)

چلہ کشی

حضرات صوفیہ میں بعض اوقات مریدین کو چلہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، اس میں چالیس روز تک روزے رکھے جاتے ہیں، ترکِ حیوانات کے ساتھ مخصوص اوراد وظائف پڑھے جاتے ہیں۔

اس عمل کو بعض ظاہر پرست بدعت قرار دیتے ہیں۔ فی الواقع حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے اپنے مبارک زمانے میں مروجہ چلہ نہیں کرایا۔ لیکن دورِ حضور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد، قلت طعام، ترک وطن، مفارقت احباب واقارب، قرآن عظیم اور احادیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حفظ کرنا، اور دوسروں کو سکھانا، روزوں کی کثرت، شب بیداری اور اس قسم کے امور کی ایسی کثرت تھی کہ چلہ کشی کے مقابلہ میں کہیں زائد ریاضتِ نفسانی ہو جاتی تھی۔ اور سب سے اعلیٰ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت اور توجہ عالی مستجاب دعا تھی۔

امام الطریقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض مکاتیب میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی بیعت میں بطور جذب انسان کو مرتبۂ ولایت حاصل ہو جاتا تھا، دوسری عبادات و ریاضات میدان سلوک طے کرنے کے لیے کی جاتی تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم سے تشریف لیجانے کے بعد روز بروز تدریجی تنزل ہوتا گیا، نیز ہر ملک، اور ہر قوم میں جہاد فی سبیل اللہ اور جاں نثاری کے وہ مواقع نہیں رہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مقدس میں مسلمانوں کو حاصل تھے، الغرض نوافل اور مستحبات کا میدان بہت وسیع ہے، حدیث

مبارک کے مطابق نوافل کی کثرت تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے۔

حضرات صوفیہ کرام نے تحمل اور وقت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے مریدین کے لیئے نوافل کا خاص طریقہ ان کے حسب حال تجویز کیا ہے۔ انھیں طرق میں سے ایک طریقہ چلہ بھی ہے۔

بظاہر اس چیز کو دورِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دورِ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ پانے کی وجہ سے بعض اربابِ ظواہر کو شبہ ہوا کہ یہ بدعت ہے۔ حالانکہ بدعت وہ چیز ہوتی ہے جس کی اصل شریعت مطہرہ میں نہ ہو ـــ اس کی اصل تو قرآن عظیم میں موجود ہے۔

باری تعالیٰ جل شانہ، وعم نوالہ، نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توراۃ عطا فرمانے کا جب وعدہ کیا تو پہلے عبادت کا چلہ کرایا تھا جو چالیس روز کا تھا، اس کے بعد توراۃ عطا ہوئی ـــ فیض الباری شرح بخاری شریف میں حضرت علامہ صیفری رحمتہ اللہ علیہ کا قول منقول ہے کہ نبوت سے قبل غار حرا میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس چالیس روز قیام فرماتے تھے۔ اس بناء پر خلوت پسندی اور اہل دنیا سے علیحدگی نعمتِ موسوی ہی نہیں، بلکہ سنت نبوی اور طریقہ مصطفوی بھی ہے (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)

اللہ تعالیٰ نے چالیس دن کی مدت میں مخصوص انقلاب کا مادہ رکھا ہے ـ نطفہ چالیس روز کے بعد خون بستہ، اور خون بستہ پورے چلہ کے بعد مضغہ گوشت اور مضغہ گوشت چالیس روز کے بعد روح پھونکنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ الغرض چلہ کشی کے اصول شریعت مطہرہ میں موجود ہیں۔ لہذا اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔

البتہ چلہ اس طریقہ پر نہیں ہونا چاہیئے کہ مسلمان فرائض و واجبات یا سنن موکدہ سے محروم ہو جائے، نماز باجماعت کا سلسلہ باقی رہے، دیگر ضروریات دین انجام

رہے۔ نیز حقوق العباد مثلاً نان ونفقۂ زوجہ، یا تربیت اولاد میں بھی خلل واقع نہ ہو، اس لیئے مشائخ کرام اس قسم کی عبادات شادی سے پہلے ہی کرا لیتے ہیں۔ شادی کے بعد اگر دنیا اور دین کی شرعی ضروری باتوں میں خلل واقع نہ ہو تو بعد شادی بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ ہمارے حضرات مشائخ سلسلہ رحمتہ اللہ علیہم نے چلہ میں ایسی سہولتیں فراہم فرمادی ہیں کہ ہمت والے مرید کے لیئے ریاضت کی تکلیف تو ضرور ہوتی ہے لیکن ضروریات میں کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔

"اصطلاحاتِ تصوّف"

تصوّف کی حقیقت

انسان کا سب سے بڑا کمال خالقِ مطلق جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی پہچان اور قربِ الٰہی کی تلاش ہے، اس کام کو انسان نے دو طریقوں سے انجام دیا ہے۔

ایک" استدلالی اور قیام براھین۔"

دوسرا طریقہ" صفائی قلب اور نورانیت دماغ۔"

استدلالی گروہ، جو منطقی دلائل سے کام لیتا ہے، اور کسی شریعتِ سماوی کا اتباع اس کے پیشِ نظر نہیں ہوتا، قدیمی فلسفہ میں اس کو" مشائی" کہتے ہیں۔

اسی طرح جو گروہ صفائی قلب سے کام لینے والا ہے، اگر اس کے پیشِ نظر بھی کوئی شریعت نہیں ہے تو اس کو" اشراقی" کہتے ہیں۔

استدلالی جماعت اگر شریعت کا لحاظ رکھ کر دلائل سے کام لے تو اس جماعت کو "متکلمین" کہتے ہیں اور جو جماعت صفائی قلب کے ساتھ ساتھ شریعتِ آسمانی کو بھی ملحوظ رکھے، اس کو" صوفیہ" کہتے ہیں۔

حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم کی جماعت نے عبادات، ریاضات، مجاہدات، شریعت مطہرہ کے مطابق انجام دیئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب خدائے تعالیٰ نے توراۃ دینے کا وعدہ فرمایا تھا، تو چالیس روز کا آپ کو چلہ کرایا تھا۔ اس وقت

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لباس بھیڑوں کے اُون سے بنا ہوا تھا جس کو عربی میں صوف کہتے ہیں۔

چونکہ چلہ کشی میں جماعت صوفیہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح چلے کرتی ہے، اس لیئے اس جماعت کا نام صوفیہ رکھا گیا۔

بعض حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے صوفی، وتصوف کی تعریفات بیان فرمائی ہیں۔ سلطان السالکین امام العارفین حضرت علی بن عثمان الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ نے اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں متقدمین اکابر اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال مبارکہ تحریر فرمائے ہیں۔

(۱) اَلتَّصَوُّفُ نَعْتٌ اُقِیْمَ الْعَبْدُ فِیْہِ قِیْلَ نَعْتٌ لِلْعَبْدِ اَمْ لِلْحَقِّ فَقَالَ نَعْتُ الْحَقِّ حَقِیْقَۃً وَنَعْتُ الْعَبْدِ رَسْمًا۔

(حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب)

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ
نام اس صفت کا ہے جس میں بندہ کی اقامت
لوگوں نے پوچھا یہ صفت بندے کی ہے یا حق کی
دیا کہ حقیقتاً وہ صفت حق کی ہے، یہ ظاہر
کی ہے۔

(۲) اَلتَّصَوُّفُ تَرْکُ کُلِّ حَظٍّ لِلنَّفْسِ

(ابو الحسن نوری قدس سرہ) (کشف المحجوب)

حضرت ابو الحسن نوری قدس سرہ کا
ہے کہ تصوف تمام حظوظ نفسانی کے تر
کا نام ہے۔

(۳) اَلتَّصَوُّفُ رُؤْیَۃُ الْکَوْنِ بِعَیْنِ النَّقْصِ بَلْ غَضُّ الطَّرْفِ عَنِ الْکَوْنِ

(حضرت ابو عمرو دمشقی قدس سرہ)

حضرت ابو عمرو دمشقی قدس سرہ ارشا
فرماتے ہیں کہ تصوف نام ہے کائنات
جانب نگاہ عیب جوئی سے دیکھنے کا، بلکہ
سے نہ دیکھنے کا (کشف المحجوب)

(۴) اَلتَّصَوُّفُ صَفَاءُ السِّرِّ

حضرت شیخ حصری قدس سرہ کا قول

من کدورۃ المخالفۃ

(حضرت شیخ حصری قدس سرہٗ)

تصوف نام ہے قلب کو مخالفت حق کی کدورت سے پاک رکھنے کا (کشف المحجوب)

(۵) اَلتَّصَوُّفُ اِسْقَاطُ الرُّؤْیَۃِ لِلْحَقِّ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا

(حضرت علی بن بندار نیشاپوری قدس سرہٗ)

حضرت شیخ علی بن بندار نیشاپوری قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ تصوف یہ ہے کہ صوفی کو اپنا ظاہر و باطن نظر نہ آئے، سب حق ہی حق نظر آئے۔ (کشف المحجوب)

صوفی کی تعریف

اہل تصوف کے نزدیک صوفی وہ ہستی گرامی ہے جو اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ذات مقدسہ میں فنا کردے، اور فنا کے بعد اسے بقا کا رتبہ حاصل ہوجائے۔

حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں "حقائق کو گرفت میں لانا، اور دقائق پر گفتگو کرنا، اور خلائق کے پاس جو کچھ موجود ہے اس سے ناامید ہونا جس میں یہ تمام صفات موجود ہوں تو وہ صوفی ہے" (حضرت معروف کرخیؒ)

حضرت شیخ ذوالنون مصری قدس سرہ کا فرمان گرامی ہے کہ "صوفی وہ ہے کہ جب گفتار میں آتا ہے تو اس کی زبان اس کے حقیقت حال کی ترجمان ہوتی ہے اور جب خاموش ہوتا ہے تو اس کے اعضا شہادت دیتے ہیں کہ وہ علائق کو قطع کرچکا ہے۔" (حضرت ذوالنون مصریؒ) (کشف المحجوب)

حضرت شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہٗ کا قول ہے کہ "صوفی وہ لوگ ہیں جن کی ارواح آلائشوں سے پاک ہوچکی ہیں، اور وہ رب العزۃ کے حضور میں صف اول میں حاضر ہیں۔"

انھیں بزرگ سے یہ بھی منقول ہے کہ "صوفی وہ ہے جو نہ خود کسی کا مالک ہو، اور نہ کوئی اس کا مالک ہو" (یعنی خدا کے علاوہ) (حضرت ابوالحسن نوریؒ)

(کشف المحجوب)

حضرت خواجہ ابوبکر شبلی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ "صوفی وہ دونوں جہان میں بجز خدا کے کسی کو نہیں دیکھتا" (حضرت ابوبکر شبلیؒ) (کشف المحجوب)

حضرت ابوالحسن علی بن عثمان الھجویری المعروف بہ مخدوم داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی ہے کہ "صوفی وہ ہے جس کا قلب "صفا" سے لبریز ہو اور "کدورت" (گندگی) سے خالی ہو، اور اس مرتبہ تک کاملان ولایت ہی پہنچ سکتے ہیں" (حضرت مخدوم داتا گنج بخشؒ) (کشف المحجوب)

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ "صوفی وہ ہے جس کا دل کدورت سے خالی اور تفکر سے پر ہو، اور قرب الہی میں بشر سے منقطع ہو، اور اس کی آنکھوں میں خاک اور سونا برابر ہو" (حضرت سہل تستریؒ)

حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا فرمان ہے کہ "صوفی وہ ہے جس کا دل دنیا سے متنفر اور فرمان الہٰی کو ماننے والا ہو، اس میں تسلیم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح، اندوہ، حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح، فقر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح، صبر، حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح، شوق، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح، اخلاق، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح ہوں۔

(حضرت جنید بغدادیؒ)

حضرت شیخ عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ "صوفی وہ لوگ ہیں جو اپنی عقل کو سنت رسول پر صرف کرتے ہیں اور اپنے قلوب کو اس پر متوجہ رکھتے ہیں، اور اپنے نفس کی خباثتوں سے بچنے کے لیئے اپنے آقا و مولیٰ حضور

سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن مبارک میں پناہ لیتے ہیں"

(حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ) (عوارف لمعا

حضرت غوث الاعظم قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

گرامی ہے۔

"صوفی وہ ہے جس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کے نفس کی آفتوں اور مذ
سے پاک وصاف کر دیا ہو، اور وہ سب سے زیادہ نیک مذہب (یعنی خ
کا پیرو کار ہو، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرے، اور مخلوقات میں سے
صحبت سے اس کے دل کو چین حاصل نہ ہو بلکہ خلوت میں بارگاہ ایزدی میں
اللہ تعالیٰ سے لو لگا کر دل کا سکون حاصل کرتا ہے۔ اس کا نفس اللہ تعالیٰ کے ع
میں جل جاتا ہے اس کی خواہشات نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد نہ کو
خواہش باقی رہ جاتی ہے نہ امید وہ سب سے پاک ہو جاتا ہے پس اس کا
رکھا جاتا ہے (حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی" (ازترجمہ غنیہ

ان الفاظ کی تشریح و توضیح میں تفاوت بظاہر معلوم ہوتا ہے، مگر یہ واضح
مدعا سب حضرات صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم کا ایک ہی ہے۔ یعنی تصوف نام ہے
حالاً، ہر حال میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور اسی پر ہمیشہ کاربند
جب حضرات صوفیہ برحق رحمتہ اللہ علیہم کے نفوس مقدس و منور ہو جاتے ہیں
ہو جاتے ہیں اور ہر چیز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اتباع کرتے
تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ و عم نوالہ کا ان پر خاص کرم ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (کہہ دے رسو
کہ اگر خدا کو دوست رکھو گے، تو میری اتباع کرو، خدا تم سے محبت کرے گا

رم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت حقیقت میں محبت الٰہی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ
سلم کی اتباع کا صلہ ہی محبت خداوندی قرار دیا گیا ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:۔

وَفَرَ النَّاسِ حَظًّا مِّنْ مُتَابَعَةِ
ل اُوْفَرُهُمْ حَظًّا مِّنْ مَحَبَّةِ
تَعَالٰى وَالصُّوْفِيَّةُ مِنْ
طَوَائِفِ الْإِسْلَامِ ظَفَرُوْا
نَ الْمُتَابَعَةِ۔"

ترجمہ: "پس جو شخص جتنا زائد متبع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی قدر زائد وہ محبت الٰہی کا بھی حصہ دار ہے، اور تمام اسلامی گروہوں میں صوفیہ ہی نے سب سے زیادہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔"

(عوارف المعارف ص ۲۶)

شریعت، طریقت، اور حقیقت کی تعریفات

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات دو حصوں پر منقسم ہیں۔

ایک شق کا تعلق ہمارے ظاہر کی اصلاح سے ہے اور دوسری شق ہمارے باطن کی اصلاح سے تعلق رکھتی ہے۔ پس ظاہر کی اصلاح کا نام "شریعت" ہے اور باطن کی اصلاح کا نام "طریقت" ہے۔ شریعت، طریقت اور حقیقت کی تعریف کرتے ہوئے اپنے مکتوب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وہ امور جن سے ہمارا ظاہر درست ہوتا ہے، اس کا نام "شریعت" ہے مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے۔

اور وہ چیزیں جن سے ہمارا باطن پاک وصاف ہوتا ہے، اس کا نام "طریقت" ہے۔ مثلاً زبان سے جھوٹ کا خطرہ دور کرنا بہ تکلف ہے تو طریقت ہے۔

اور اگر تکلف کے بغیر حاصل ہے۔ مثلاً دل میں جھوٹ کا وسوسہ اور خیال آتا ہی نہیں، یعنی بالکل خواہش نفس نسیاً منسیا ہو جائے تو اس کو "حقیقت" کہتے ہیں۔

(مکتوب ۱۴۱ جلد اول)

الغرض شریعت پر عمل کئے بغیر انسان منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا اور طریقت کے بغیر کامل ومکمل نہیں ہو سکتا جب ظاہر وباطن دونوں کی اصلاح کرلے، تو پھر مقصد حقیقی (یعنی رضائے الٰہی اور نجات اخروی) کو پا سکتا ہے۔

ظاہر کی اصلاح خاص وعام ہر ایک کے لیئے ضروری ہے، کیونکہ اس کے بغیر منزل مقصود حاصل نہیں ہو سکتی، یعنی نجات اخروی ـــــ ظاہر کی اصلاح حضرات

علمائے برحق کے ذمہ ہے۔ اور باطنی کمالات خواص کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ مقصد حقیقی حاصل ہوتا ہے، یعنی رضائے الٰہی اور قرب خداوندی ـــــ باطن کی اصلاح حضرات صوفیہ برحق کے ذمہ ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ طریقت شریعت کی حقیقت تک پہنچنے کا ایک عمدہ اور کشادہ راستہ ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "رسالۃ القشیریہ فی علم التصوف" میں تحریر فرماتے ہیں،

اَلشَّرِیْعَةُ اَمْرٌ بِالْتِزَامِ الْعُبُوْدِیَّةِ	"شریعت نام ہے التزام حکم عبودیت کا، اور حقیقت
وَالْحَقِیْقَةُ مُشَاهَدَةُ الرُّبُوْبِیَّةِ	نام ہے مشاہدۂ ربوبیت کا، پس جس شریعت
فَکُلُّ شَرِیْعَةٍ غَیْرُ مُؤَیَّدَةٍ بِالْحَقِیْقَةِ	کو حقیقت کی تائید نہیں حاصل، وہ غیر مقبول ہے،
فَغَیْرُ مَقْبُوْلٍ وَکُلُّ حَقِیْقَةٍ غَیْرُ	اور جو حقیقت قید شریعت کی پابند نہیں، وہ
مُقَیَّدَةٍ بِالشَّرِیْعَةِ فَغَیْرُ مَحْصُوْلٍ	بے حاصل ہے۔"

(رسالۃ القشیریہ صـ ۴۳)

ولی کی تعریف

ولی اس مومن کامل کو کہتے ہیں جو کبائر سے پرہیز کرے، اور احکام الہٰی کی حتی الوسع پابندی کرے، لذاتِ دنیا میں منہمک نہ ہو۔ روحی لطافت کثرتِ عبادت و ریاضت سے پیدا ہو چکی ہو۔ اسے رؤیائے صالحہ کی دولت حاصل ہو، یا اس کے حق میں دوسروں کو اچھی خوابیں نظر آتی ہوں۔ اس کی صحبت یادِ الہٰی کی طرف مائل کرے اور وہ اپنے حال کو چھپائے۔

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب شرح عقائد میں ولی کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے

اَلْوَلِیُّ عِنْدَ اَهْلِ التَّصَوُّفِ وَالسُّلُوْکِ	اہل تصوف و اہل سلوک کے نزدیک اللہ کا
هُوَ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَصِفَاتِهٖ	ولی وہ شخص ہے جو حتی الوسع اللہ تعالیٰ کو اور
حَسْبَ مَا یُمْکِنُ الْمُوَاظِبُ عَلَی الطَّاعَاتِ	اسکی صفات کو پہچاننے والا ہو، ہمیشہ طاعات
اَلْمُجْتَنِبُ عَنِ الْمَعَاصِیْ وَالْمُعْرِضُ	پر پابندی اختیار کرے اور گناہوں سے پرہیز
عَنِ الْاِنْهِمَاکِ فِی اللَّذَّاتِ	کرے۔ دنیا کی خواہشوں اور لذتوں میں منہمک
وَالشَّهَوَاتِ	ہونے سے بچتا ہو۔

نفحات الانس میں ولی کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے۔

اَلْوَلِیُّ هُوَ الْفَانِیْ مِنْ حَالِهٖ	ولی وہ شخص ہے جو اپنے حال سے فنا ہو کر حق کے
الْبَاقِیْ فِیْ مُشَاهَدَةِ الْحَقِّ لَمْ یَکُنْ	مشاہدہ میں مرتبہ بقا پانے والا ہو اور اس
لَهٗ عَنْ نَفْسِهٖ اِخْتِیَارٌ وَلَا مَعَ	کو اپنے نفس کی بھی خبر نہ ہو اور نہ کسی غیر چیز

العبد قرارہٗ کے ساتھ قرار ہو۔

چنانچہ جس مومن کامل میں یہ تمام صفات موجود ہوں تو وہ ولی اللہ ہے اور جس شخص کے اعمال شریعت مطہرہ کے مطابق اور موافق نہ ہوں، اور وہ ولایت کا دعویٰ کرے تو وہ ولی ہرگز نہیں ہوسکتا، بلکہ دھوکہ باز اور فریبی ہوگا۔

ولایت کی دو قسمیں ہیں

ولایت عامہ یہ ولایت ہر مومن کو حاصل ہوتی ہے، اگر اس کا ایمان صحیح و سلامت ہو، اس لیے کہ یہ ولایت عامہ مومن کے ایمان کی درستگی سے تعلق رکھتی ہے، چوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کفر کی تاریکی سے نکال کر نور ایمان سے مشرف فرمایا ـــ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، انکو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے

ولایتِ خاصہ یہ ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی، مخصوص حضرات کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ ولایت عارفین و واصلین کو حاصل ہوتی ہے، جن کو اولیاء اللہ کہتے ہیں ـــ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں مذکور ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ترجمہ آگاہ ہو جاؤ بیشک اللہ کے دوستوں کو نہ رنج ہے اور نہ خوف ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان اور تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

اس ولایت کے مراتب میں پہلا مرتبہ یہ ہے کہ روح ولی روح نبی کے ساتھ اس قدر وابستہ ہو جائے کہ بلا تامل اس کی روح ان امور کو فوراً مان لے، جو نبی کی ذات گرامی کا علم ہو۔ یہ مرتبہ ولایت سب ولایتوں سے بلند و بالا ہے۔ اس قسم کے ولی کو شریعت کی زبان میں صدیق کہتے ہیں۔

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بکثرت صدیقین گزرے ہیں۔ سب سے

بہتر اور افضل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اس لیئے ان کو صدیق اکبرؓ کہتے ہیں، یہ رتبہ بعض عورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ —— (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ صدیقہ تھیں)

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جہاں اور حضرات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم، صدیقین ہوئے، ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ کے امام الطریقت سیدالاولیاءؒ غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ بھی صدیق تھے چونکہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدس کے ساتھ پوری طرح وابستہ ہوگئی تھی۔ اسلیئے آپ بھی صدیقین میں سے تھے۔ صدیقیت سے نیچا مرتبہ شہادت ہے۔ شہید کی مشہور تعریف یہ ہے کہ جو شخص اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جان دیدے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا تھا کہ کوئی شخص مال کے لیئے لڑتا ہے، کوئی عزت وآبرو کے لیئے، اس میں سے فی سبیل اللہ لڑنے والا کون ہے حضور نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ جو مقابلہ کرے اس غرض سے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہوجائے

دوسرے مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دریافت فرمایا کہ اے صحابہ تم کس کو شہید سمجھتے ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جو جنگ میں جاں بحق ہو اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوجائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس بنا پر تو میری امت کے لوگ بہت کم ہوں گے جن کو شہید کہا جائے، بلکہ جو جل کر مرے وہ شہید، دب کر مرے شہید، ڈوب کر

مرے شہید۔ طاعون سے مرے شہید۔ ہیضہ سے مرے شہید۔ بچہ کی ولادت کے وقت عورت کا انتقال ہو شہید۔ نمونیہ کے مرض میں جو فوت ہو جائے شہید۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔ جو دین اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان قربان کرے شہید۔ جو اپنی عزت و آبرو کی حفاظت میں جان دیدے شہید۔ جو جان کی حفاظت میں جان دے شہید۔

ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبل اُحد پر تھے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ پہاڑ میں لرزہ پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل احد پر ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا احد قائم اور ساکن رہو۔ تیرے اوپر ایک نبی ؐ ہے۔ ایک صدیق ؓ ہے، ایک شہید ہے۔ نبی ؐ کے لفظ سے خود حضور کی ذات گرامی مراد تھی۔ صدیق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد تھے شہید سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ حالاں کہ اس وقت تک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے تھے۔

ان تمام احادیث مبارکہ پر نظر فرماتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "فتح العزیز" میں لکھا ہے کہ شہید وہ ہے جو اپنا سر ہر وقت ہتھیلی پر لئے پھرے، اور رضائے الٰہی میں جان دینے سے اسے بالکل تامل نہ ہو۔

وبال دوش ہے اس ناتواں پہ سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سناں کے لئے

یہ رتبہ اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو دنیا کو اپنی نظر میں حقیر اور آخرت کو دقیع سمجھ چکا ہو، رضائے الٰہی کے مقابلہ میں اسے اپنی جان، اپنے مال، اپنے اقارب اپنی اولاد کی کوئی حقیقت نہ معلوم ہوتی ہو، عموماً حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات خاصان خدا کا یہی حال تھا۔

دولت و شوکت و ثروت سے گذر جاتے تھے

وقت جب آتا تھا اسلام پہ مر جاتے تھے

الغرض شہید کی روح مبارک کو روح صدیقی کا قرب ہوتا ہے، لیکن روح نبوت سے اسے وہ وابستگی حاصل نہیں ہوتی جو صدیق کو حاصل ہوتی ہے۔ تیسرا مرتبہ جو شہادت سے پہنچا ہے، اس کا نام صالحیت ہے۔

صالح وہ بزرگ ہے جو احکام الٰہی کی پابندی کرے، کبائر سے پرہیز کرے لیکن روح کو وہ مراتب حاصل نہ ہوں جو صدیق و شہید کو حاصل ہوتے ہیں۔

حضرات علماء و صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم نے یہ ترتیب قرآن عظیم کی اس آیت مبارکہ سے حاصل کی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا

ترجمہ: جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہے وہ ان کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ وہ نبی ہیں، صدیق ہیں، شہداء ہیں، اور صالحین ہیں اور یہ بہترین رفیق ہیں۔

اس مبارک آیت سے جس طرح ترتیب ولایت ثابت ہوتی ہے اسی طرح ان کی رفاقت اور صحبت کی خوبی و حسن بھی واضح ہوتا ہے، اور یہ مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ معیت خاصان خدا ایک نعمت عظیم ہے، جس کی بنا طاعت خدائے تعالیٰ اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ قرب خداوندی جس کی طلب ہر صاحب مذہب کے دل میں ہے اس کا بہترین اور صحیح ذریعہ یہی ہے کہ ان چار گروہوں میں سے کسی ایک کی رفاقت نصیب ہو۔ راہ صواب طے کرنے کیلئے رفیق سفر کی ضرورت ہے۔ عربی کی مشہور کہاوت ہے۔

"اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْقُ" ——— (پہلے رفیق تلاش کرو پھر راہ)

"مراتب اولیاء"

اب حضراتِ اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم کے مراتب کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

مستہلک فی اللہ (یعنی فانی فی اللہ)

دینی بلندی اور روحانی رفعت اگر خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ہو اور آدمی اپنے کو یادِ الٰہی میں فنا کر دے، اور فنا ہو کر ذات ہی میں رہ جائے تو اس صوفی کو "مستہلک فی اللہ" اور "فانی فی اللہ" کہتے ہیں۔

ان کے ذریعہ ہدایت اور تعلیم کچھ نہیں پھیلتی۔

"باقی باللہ"

جن حضرات صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم کو اللہ تعالیٰ ممتاز فرماتا ہے، تو فنا کے بعد ان کو بقا کا رتبہ عطا فرما دیتا ہے۔ یعنی وہ مسند ارشاد پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ایسے حضرات کو "باقی باللہ" کہتے ہیں۔

ان کے ذریعہ سے ہدایت اور تعلیم پھیلتی ہے۔

قطب مدار

ان کے متعلق دنیوی انتظامات ہوتے ہیں۔ قطب مدار کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی ان کا دخل ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے قطب مدار کو قطب ابدال بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قطب زمانی رحمتہ اللہ علیہ ایک معرفت میں فرماتے ہیں، کہ "قطب ابدال کا تعلق نظام عالم سے ہوتا ہے، چنانچہ امراض کا دفع کرنا، صحت و عافیت کا حاصل کرنا، بلیات کو دور کرنا، رزق اور پیدائش۔ یہ تمام فیوضات قطب ابدال سے تعلق رکھتے ہیں۔"

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قطب مدار بعض امور میں غوث سے مدد چاہتا ہے۔ اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کا دخل ہوتا ہے اور قطب مدار کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار حکمی ہیں ـــــ اسی واسطے صاحب فتوحات مکیہ شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

مَامِنْ قَرْيَةٍ مُؤْمِنَةٍ كَانَتْ اَوْ كَافِرَةٍ اِلَّا وَفِيْهَا قُطْبٌ — مومنوں یا کافروں کا کوئی ایسا گاؤں نہیں ہے جس میں کوئی قطب نہ ہو۔

(مکتوب ۲۵۶ دفتر اول حصہ دوم)

ابدال کتنے ہیں

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ ذُکِرَ اَھْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَقِیْلَ اِلْعَنْھُمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ جلد ثانی۔ کتاب الفتن فی ذکر الیمن والشام۔ فصل ثالث)

ترجمہ:۔ "حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا اور ان سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین آپ ان پر لعنت کیجئے، آپ نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ملک شام میں چالیس ابدال ہیں، جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا پیدا فرماتا ہے، انکے ذریعہ بارش کی جاتی ہے، دشمن پر مدد حاصل ہوتی ہے، اور اہل شام سے عذاب ٹال دیا جاتا ہے۔

"مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابدال کی کل تعداد تین سو ہے۔ ان تین سو حضرات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس امت سے بلیات کو دفع فرماتا ہے، جب چالیس میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو ان تین سو میں سے کسی کو اس کے قائم مقام کر دیتا ہے۔

اور جب ان تین سو میں سے کسی کی وفات ہوتی ہے تو عام لوگوں میں سے کسی کو

اس کی جگہ پر مقرر فرما دیتا ہے۔

پس چالیس ابدال حضرات ان تمام تین سو سے افضل اور اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں"۔

(مرقاۃ المصابیح۔ جزء خامس۔ باب ذکر الیمن والشام۔ فصل ثالث صفحہ ۶۵۳)

الغرض ان ابدال حضرات کا فیض سارے عالم میں جاری و ساری ہے، اور ان کے مخصوص فیوضات سے دنیا کا چپہ چپہ روشن و منور ہے۔ یہ حضرات جہاں بھی جانا چاہتے ہیں بہت مختصر وقت میں اس جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

"قطب ارشاد"

بعض حضرات کو قطبیت میں مخصوص رتبہ حاصل ہوتا ہے، تو ان کو قطب ارشاد کا لقب حاصل ہو جاتا ہے۔ قطب ارشاد قطب مدار سے مرتبہ میں افضل و اعلیٰ ہے قطب ارشاد کے متعلق دینی انتظامات ہوتے ہیں۔ تشریعی اور دینی علوم کا رتبہ تکوینی اور دنیوی علوم کے مقابلہ میں زائد ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ایک معرفت میں فرماتے ہیں۔ کہ "قطب ارشاد کا تعلق مخلوق کی رشد و ہدایت سے ہے۔ چنانچہ ہدایت، انابت، توفیق، حسنات: قطب ارشاد کے مخصوص فیوضات عالیہ ہیں۔ قطب ارشاد کا ہمیشہ دنیا میں موجود رہنا کوئی ضروری نہیں ہے۔

قطب ارشاد احکام الٰہی کا سختی کے ساتھ پابند اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش پا پر صحیح صحیح چلتا ہے۔

شریعت مطہرہ کی پابندی اور اس کی اشاعت میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے قطب ارشاد کا کمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال عالی کے مطابق ہوتا ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات عالیہ اصل اور ذاتی ہیں۔ اور قطب ارشاد کے کمالات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔"

"قیوم"

حضراتِ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے جس محترم ولی کامل کو اللہ تعالیٰ بلند و بالا رتبہ پر فائز فرماتا ہے، تو اس کا تصرف پورے عالم میں کام دیتا ہے۔ ایسی مبارک ہستی کو قیوم کہتے ہیں۔

اقطاب، ابدال، اغواث، افراد، سب کے سب اس کے زیر سایہ ہوتے ہیں۔ وہی سب کا قبلہ توجہ ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابعداروں کے لیے جو مناصب مقرر فرمائے گئے ہیں، ان میں سے ایک مرتبۂ قیومیت بھی ہے۔ قیوم روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ کامل انسان کا معاملہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ بحکم خلافت اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں، اور تمام مخلوق کو وجود و لقا، تمام کمالات ظاہری و باطنی کے فیوض اس کے واسطے سے پہنچاتے ہیں۔ اگر فرشتہ ہے تو اسی سے متصل ہے۔ اگر انسان و جن ہیں تو اسی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں، اور حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی جانب ہے، اور تمام اسی کی طرف دیکھنے والے ہیں۔

یہ عارف جو قیومت اشیاء کے منصب پر مقرر ہوا ہے، یہ وزیر کا حکم رکھتا ہے کہ مخلوقات کی مہمات اس کی طرف راجع ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انعامات بادشاہ کی طرف سے ہیں، لیکن ان کی وصولی وزیر کے توسط سے وابستہ ہے، اس دولت کے سردار ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور اصل میں یہ بلند منصب تو انبیاء اولوالعزم

علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور ان بزرگوں کی تبعیت اور وراثت میں جس کو چاہیں اس دولت سے مشرف کریں۔"

(مکتوب ع۲۴ حصہ ہفتم دفتر دوم)

ہمارے سلسلہ مجددیہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی، حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند مجددی، مجدد العصر حضرت خواجہ محمد زبیر مجددی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم یہ چاروں حضرات مرتبۂ قیومیت پر فائز تھے۔ اس لیے ہمارے سلسلہ عالیہ کو جہاں اور چند فضیلتیں حاصل ہیں وہاں ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے، ان چار حضرات کی قیومیت عام طور پر مسلم ہے۔

ان حضرات کے علاوہ ان سے نیچے کے جو حضرات سلسلہ میں ہیں، وہ بھی ہمارے نزدیک سب کامل خدارسیدہ، واصلین، عارفین تھے، اور فقر کی انتہائی منزلوں میں پہنچے ہوئے تھے۔

"غوث"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک غوث قطب مدار سے الگ ہے۔ قطب مدار غوث سے مدد چاہتا ہے۔ اور غوث اس کی مدد کرتا ہے

(مکتوب ع۵۶ دفتر اول حصہ دوم)

حاصل یہ کہ غوث بھی ایک عظیم المرتبت اور جلیل القدر رتبہ رکھتا ہے اور اس کے فیوضات سے بھی دنیا مالامال ہوتی ہے۔ بڑا مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے وہ ایک عظیم نشانی ہوتا ہے۔

(چند اقسام اولیائے کرامؒ)

"خلاصۂ عبارت انوار العارفین

اقسام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں صوفیہ کرام کے مختلف اقوال ہیں ہم انوار العارفین کی عبارت کا مختصر خلاصہ پیش کر رہے ہیں جو اقسام اولیائے کرامؒ کے بارے میں ہے۔

"انوار العارفین میں ہے کہ اولیاء اللہ کے بارہ ۱۲ گروہ ہیں:۔

(۱) اقطاب (۲) غوث (۳) امامین (۴) اوتاد (۵) ابدال (۶) اخیار (۷) ابرار (۸) نقباء (۹) نجبا (۱۰) عمد (۱۱) مکتومان (۱۲) مفردان

قطب عالم ایک ہوتا ہے، اس کو قطب اکبر، قطب ارشاد، قطب الاقطاب و قطب المدار بھی کہتے ہیں اور عالم غیب یعنی آسمانوں پر اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے اس کے دو نائب یعنی دو وزیر ہوتے ہیں جو امامین کہلاتے ہیں۔ وزیر یمین (داہنے) کا نام عبدالملک ہے، یہ قطب کے داہنے ہاتھ پر رہتا ہے اور اس کی نظر عالم ملکوت میں رہتی ہے۔ اس کا مرتبہ اپنے دوسرے ساتھی سے اعلیٰ ہے، یہی قطب کی خلافت کو سنبھالتا ہے (اس کی وفات پر اس کا قائم مقام قطب ہوتا ہے) اور وزیر یسار (بائیں) کا نام عبدالرب ہوتا ہے جو قطب کے بائیں ہاتھ پر رہتا ہے اور اس کی نظر ملک میں رہتی ہے۔ ان کی ظاہری خصوصیات زہد۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں اور اور باطنی خصوصیات صدق، اخلاص، حیا اور مراقبہ ہیں اور ان امامین سے اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ عالم غیب اور عالم شہادت (یعنی عالم محسوسات) کا تحفظ فرماتا ہے۔

اور بارہ اقطاب اور ہوتے ہیں۔ سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں ان کو قطب اقلیم کہتے ہیں اور پانچ یمن میں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں۔ یہ تمام معین اقطاب ہیں۔ ان کے علاوہ غیر معین ہر گاؤں اور ہر شہر میں ایک ایک قطب ہوتا ہے۔ اسی طرح جماعتوں اور قوموں کے بھی اقطاب ہوتے ہیں۔

غوث ایک ہوتا ہے اس لفظ غوث کا اطلاق ایسے جلیل القدر اور عظیم المرتبت انسان پر ہوتا ہے جس کے پاس لوگ اپنی حاجات لے کر جائیں اور وہ پریشان حال لوگوں پر اہم ترین علوم کے پوشیدہ اسرار (بھیدوں) کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے اس لیئے کہ وہ بڑا مستجاب الدعوات ہوتا ہے، وہ اگر اللہ جل شانہ وعم نوالہ کی قسم دے کر کچھ طلب کرے تو اللہ جل شانہ اس کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ (حضرت امام ربانیؒ کی تحقیق کے مطابق غوث قطب مدار سے الگ ہوتا ہے یہی قول قوی ہے) بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ مکہ معظمہ میں ہوتا ہے۔ لیکن اس قول میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

اوتاد چار ہوتے ہیں اور وہ اس عالم کی چار سمتوں میں سے ایک ایک سمت میں رہتے ہیں۔ ان میں چار ظاہری خصوصیات ہیں۔ کثرت صیام، قیام لیل، کثرت ایثار۔ اور نصف شب کے بعد استغفار۔ اور باطنی خصوصیات یہ ہیں توکل۔ تفویض (اپنے کو خدا کے تعالیٰ کے حوالہ کر دینا) ثقہ (بھروسہ) اور تسلیم۔ ان میں سے بھی ایک ان کا قطب ہوتا ہے جس کی یہ اقتدا کرتے ہیں۔

اسی کتاب انوار العارفین میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابدال چالیس ہوتے ہیں۔ بائیس یا بارہ ۱۲۔ ملک شام میں اور اٹھائیس یا اٹھارہ ملک عراق میں رہتے ہیں۔ یہ حضرات استقامت اور اعتدال کا مجسم پیکر یعنی افراط و تفریط سے محفوظ رہتے ہیں، اور وسوسات و خطرات سے پاک و صاف ہوتے ہیں بعض حضرات نے کہا ہے کہ ان کی تعداد سات

ہوتی ہے، اور سات اقلیم کا تحفظ ان کے حوالہ ہوتا ہے اور یہ ساتوں حضرات انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مقدسہ سے فیضیاب اور ان سے مدد حاصل کرتے ہیں جن کی ارواح طیبہ آسمانوں پر متمکن ہیں اور پھر ان ابدال کے ذریعہ یہ مدد سات دنوں پر وارد ہوتی ہے۔ ہر بدل کا تعلق ہفتہ کے ایک مخصوص دن کے ساتھ ہے۔ ان کو ابدال اس لیئے کہا جاتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی ذات ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر اختیار کرتی ہے تو وہ اپنی جگہ اپنے ایک ہمشکل کو اپنا نائب مقرر کر جاتا ہے۔ دیکھنے والے یہ امتیاز نہیں کر سکتے کہ یہ وہ نہیں بلکہ دوسرا ہے۔ یہ بدل کی امتیازی علامت ہے۔ بدل حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک پر ہوتا ہے۔ یہ حضرات آٹھ صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ ظاہر کے اعتبار سے خاموشی، بیداری، بھوک اور خلوت۔ اور باطن کے اعتبار سے تجرید۔ تفرید، جمع، توحید ان میں سے ایک امام ہوتا ہے اور وہ ان سب کا قطب کہلاتا ہے

اخیار پانچ سو یا سات سو ان کی تعداد ہے اور یہ ایک جگہ قیام نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ سیر و سیاحت میں مشغول رہتے ہیں اور ان کا نام حسین ہوتا ہے۔ ابرار ہی کو اکثر حضرات نے ابدال بھی کہا ہے۔

نقبا تین سو تعداد بیان کی گئی ہے جو ملک مغرب میں رہتے ہیں ان سب حضرات کا نام علی ہوتا ہے یہ اشیاء کے حقائق اور نفوس کے اسرار کو آشکارا کرتے ہیں ان سے دس کام وابستہ ہوتے ہیں، چار تو ظاہر سے متعلق ہیں۔ یعنی کثرت عبادت، تحقق، زہد، تجرد عن الارادہ (ترک ارادہ) مع قوت مجاہدہ ——— اور باطن سے چھ کام متعلق ہیں یعنی توبہ، انابت، محاسبہ، تفکر، اعتصام اور ریاضت، ان تین سو کا انہی میں سے ایک امام ہوتا ہے۔ سب کچھ اسی کے واسطے سے حاصل کرتے اور اسی کی اقتدا کرتے ہیں وہی ان کا قطب ہے۔

نجبا باختلاف اقوال ستر یا چالیس ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں ان تمام کا نام حسن ہوتا ہے، یہ خلق خدا کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور اہل دنیا کا غم کھاتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے لئے کچھ نہیں کرتے شبانہ روز دوسرے لوگوں کی فلاح و بہبود و خدمت میں مشغول رہتے ہیں۔ ان میں آٹھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ چار ظاہری یعنی جواں ہمت، متواضع، مودّب، اور کثیر العبادات ہوتے ہیں —— چار باطنی یعنی صبر، شکر، رضا اور حیا، اخلاقی حیثیت سے ان کا مرتبہ بڑا افضل و اعلیٰ ہوتا ہے،

عمد چار ہوتے ہیں اور وہ زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں ان سب کا نام محمد ہوتا ہے۔ اور غوث ترقی کر کے فرد ہو جاتا ہے اور فرد ترقی کر کے قطب وحدت ہو جاتا ہے۔

اور مکتوم تو مکتوم (پوشیدہ) ہی ہیں "

(انوار العارفین)

الغرض قطب اس وقت تک قطب نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی ذات میں تمام حضرات اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم کی صفات وخصوصیات جمع نہ ہو جائیں اور یہ منصب وہبی ہے۔ اس میں وراثت ظاہری کی طرح وراثت نہیں چلتی، بلکہ اللہ جل شانہ وعم نوالہٗ جسے چاہتا ہے اسے مرحمت فرما دیتا ہے۔

(اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ)

"مرتبۂ امامت"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابعدار کامل تابعداری کے باعث جب مقام نبوت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب امامت سے سرفراز کرتے ہیں، اور بعض کو صرف اس کمال کے حاصل ہونے پر کفایت فرماتے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ اس کمال کے نفسِ حصول میں برابر ہیں۔ فرق صرف منصب اور عدم منصب اور ان امور میں ہے جو اس منصب سے تعلق رکھتے ہیں۔

"مرتبۂ خلافت"

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اسی مکتوب میں فرماتے ہیں کہ جب کامل تابعدار ولایت نبوت یعنی ولایت کبریٰ کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب خلافت سے مشرف فرماتے ہیں اور بعض کو صرف ان کمالات کے حاصل ہونے پر کفایت کرتے ہیں جس طرح کہ اوپر گذرا۔

یہ دونوں منصب کمالات اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کمالاتِ ظلیہ میں منصب امامت کے مناسب قطب ارشاد کا منصب ہے۔

اور منصب خلافت کے مناسب قطب مدار کا منصب ہے۔

گویا یہ دونوں مقام جو تحت میں ہیں ان دونوں مقاموں کے جو اوپر ہیں ان کے ظل ہیں۔" (مکتوب ۲۵۶ دفتر اول حصہ دوم)

"مرتبۂ فردانیت"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ مکاشفات غیبیہ میں "افراد" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"واصلانِ ذات ایں بزرگواران کہ بہ افراد ملقب اند اقل قلیل اند۔ اکابر صحابۃ و ائمہ اثنیٰ عشر از اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین بہ ایں دولت فائز اند۔ واز اکابر اولیاء اللہ غوث الثقلین قطب ربانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس بہ ایں دولت ممتاز اند و دریں مقام شانِ خاص دارند کہ اولیائے دیگر ازاں خصوصیت قلیل النصیب اند"

ترجمہ:۔ "حضراتِ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے وہ محترم اور اولوالعزم حضرات جن کو "افراد" کہتے ہیں، اور وہ واصلینِ ذات ہیں۔ بہت ہی قلیل ہیں۔ حضراتِ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات ائمہ اثنیٰ عشر اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں سے اس دولت کے ساتھ ممتاز ہیں۔ اور اکابر اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارہم میں سے حضرت غوث الثقلین قطب ربانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ کی شان نرالی ہے کہ دوسرے اولیاء اللہ کو یہ خاص شان اور مخصوص مرتبہ بہت کم نصیب ہوا ہے، اور وہ بہت کم بہرہ ور ہوئے"

چنانچہ یہی امتیاز حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی فضیلت شان کا سبب ہوا۔ حضرت سیدنا غوث الثقلین قدس سرہ الاقدس ارشاد فرماتے ہیں۔

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ۔ میرا قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"جس قدر خوارق قطب ربانی حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ویسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے اس معمہ کا بھید ظاہر فرما دیا تھا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ قدس سرہم سے بلند تر واقع ہوا ہے۔ اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں، جو نسبت اس مقام کی عالم اسباب سے بلند تر ہے"

(مکتوب ۲۱۷ دفتر اول حصہ سوم)

حالانکہ دوسرے حضرات اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بھی فضائل، مناقب اور خوارق بہت ہیں۔ لیکن حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کو عروج اس مقام میں سب سے زائد اور بہت بلند و بالا حاصل ہوا ہے۔

لیکن یہ واضح رہنا چاہیئے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ عنہم کا مرتبہ سب سے بلند اور افضل و اعلیٰ ہے۔ یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد مرتبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد حضرات تابعین و حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تبع تابعین رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان تمام حضرات کے بعد اولیائے کرامؒ کی جماعت میں حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کو سب سے زیادہ عروج حاصل ہوا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ہ

"مجددِ مأة"

حدیث شریف میں مجدد کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:-

"اِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا" (مشکوٰۃ المصابیح جلد اول فصل دوم کتاب العلم)

ترجمہ:- "اللہ تعالیٰ اس امت کے واسطے ہر صدی کے شروع میں کسی کو بھیجے گا تاکہ وہ امت کے واسطے ان کے دین کی تجدید کرے۔"

لہٰذا مجدد مأۃ وہ ہستی گرامی ہے جو ہر صدی میں جلوہ گر ہو کر دین متین میں مفسدین ومخربین نے جو کجروی اور مکر و فریب داخل کر دیا اس کو مٹا کر دین اسلام کو مفسدین ومخربین کے فتنوں سے محفوظ کر کے سلف صالحین کے طریقہ پر قائم کر دے۔ چنانچہ ایسی ہستی گرامی کو "مجدد" کہتے ہیں۔

"امت کے پہلے مجدد"

خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو امیہ میں سوائے چند حق پرست محترم ومعظم خلفاء کے باقی تمام خلفاء دنیا دار ہو گئے تھے۔ اور وہ دین متین کو پس پشت ڈال کر دنیا کے اقتدار اور دولت میں کھو گئے تھے۔

دین متین کی بے حد بے حرمتی ہو رہی تھی۔ ایسے نازک اور پرفتن دور میں اللہ تعالیٰ

نے سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو جلوہ گر فرمایا۔ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دین میں کجروی کو جو نفس پرستوں نے داخل کر رکھی تھی، اسے زائل فرمایا۔ شریعتِ مطہرہ کے احکام اور قوانین اور خلافت کو پھر اسی حالت میں قائم فرما دیا، جیسا کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مقدس دور میں قائم تھا۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ حضراتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا سچا نمونہ اور ان کے صحیح جانشین تھے۔

اہل سنت و جماعت کے بارہ خلفاء میں سے یہ ایک جلیل القدر محترم خلیفہ بھی ہیں۔

"مجددِ الف ثانی"

اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے واسطے حضراتِ انبیاءِ کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جلوہ گر فرمایا۔ ہزار سال کے بعد ایک اولوالعزم رسول مبعوث ہوتا رہا، جو نئی شریعت کے ساتھ دنیا میں انسان کی ہدایت کے واسطے جلوہ گر فرمایا جاتا رہا۔

چوں کہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا۔ قرآنِ عظیم کے اس فرمان کے مطابق وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور انبیاء پر مہر (یعنی نبوت کے ختم کرنے والے) دوسری جگہ قرآن عظیم میں ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر کل اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے

تمہارے لئے مذہب اسلام پسند کیا۔ اور حدیث شریف کے اس فرمان کے مطابق جس میں
حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ
(میں انبیاء پر مہر ہوں یعنی نبوت کو ختم کرنے والا ہوں میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا)
لہٰذا ایک ایسے کامل و مقدس ہستی کی ضرورت ہوئی جو نبی نہ ہونے کے باوجود سرور
کائنات خاتم النبیین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم بقدم ہو، اور اسلام
کی تجدید کرے۔ علمائے سوء اور نفس پرستوں کی کجروی اور مکر و فریب سے دین متین
کو پاک و صاف کردے اور اسلام کی تجدید کر کے اسے پھر سلف صالحین کے طریقہ پر از سر
حالت میں قائم کردے۔ چنانچہ ایسی ہستی گرامی کو "مجدد الف" کہتے ہیں۔

آپ کے ہمعصر علمائے کرام و صوفیہ عظام نے آپ کو بالاتفاق مجدد الف ثانی مانا۔
حجۃ الاسلام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو خود بھی اپنے وقت کے
مجدد مأۃ تھے اول اول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ کشیدہ
تھے لیکن جب واقعات کی تحقیق ہوئی تو اپنی کتاب "اخبار الاخیار" میں انھوں نے
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو صِلَہ کہا ہے۔

صِلَہ کے معنی ہیں ملانے والے کے یعنی خالق و مخلوق کے درمیان تعلق پیدا
کرنے والے۔ یعنی نبوت کی جانشینی کے حقوق ادا کرنے والے۔

سلطان جلال الدین اکبر کے عہد حکومت میں اسلام کی بے حد بے حرمتی کی گئی
علمائے سوء اور نفس پرستوں نے اسلام کی مقدس و نورانی شکل کو خراب کرنے میں کوئی
کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ رافضی قوم یعنی شیعہ جماعت کے باطل عقیدوں کا کھلم کھلا پرچار
ہو رہا تھا اور ان عقائد کو اختیار کرانے کے لئے دولت و ثروت کے نظر فریب تحفے
پیش کئے جا رہے تھے۔ ہندو مذہب کے مشرکانہ اور کافرانہ رسوم اور علاوہ اس کے
بدعات کو شامل کر کے دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین قائم کیا گیا۔ بڑے بڑے حق پسند

علمائے کرام رحمتہ اللہ علیہم نے اس باطل دین اکبری کے خلاف تحریکیں چلائیں اور شریعت مطہرہ کے احکام کی حفاظت کے لیئے اپنی جان ومال اور عزت وآبرو کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پوری ہمت وجرائت اور قوت ایمانی کے ساتھ مقابلہ کیا، اور وہ حضرات کسی نہ کسی حدتک کامیاب بھی رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ نے ایسے نازک اور پرفتن دور میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کو جلوہ گر فرمایا۔ آپ کو جلال الدین اکبر کے دور میں تجدید دین کا موقع نہ مل پایا، اس لیئے کہ ایک تو آپ کا بچپن تھا، دوسرے آپ تحصیل علوم میں مشغول تھے۔ البتہ اکبر کے بعد نورالدین سلیم جہانگیر کے دور میں نام نہاد دین الٰہی یعنی دین اکبری کے خلاف آپ ہمت وجرائت اور ایمان کی کامل قوت کے ساتھ میدان عمل میں اترے۔ پوری ہمت وجرائت اور قوت ایمانی کے ساتھ اس باطل تحریک کا مقابلہ کیا۔ بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو کامیاب فرمایا۔ اول اول آپ نے بڑی سخت تکالیف اور مصیبتیں اٹھائیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تکالیف سے نجات مرحمت فرمائی۔

خدا کے فضل وکرم سے دین اکبری نیست ونابود ہو گیا اور شریعت مطہرہ کا پھریرا لہرانے لگا اور ہر سمت شریعت مطہرہ کا نور ہی نور جگمگانے لگا۔ قانون شریعت نافذ ہوا۔ غیر اسلامی رسوم اور بدعات مٹ گئیں۔ سلف صالحین کے دور کی یاد تازہ ہو گئی، اور پھر دین اسلام کی مکمل تجدید ہو گئی۔

"مجدد" اسی کو کہتے ہیں جو فاسق وفاجر مخربین اور مفسدین کے فتنوں سے دین کو محفوظ رکھے، اور بری رسوم اور بدعات کو مٹائے۔ اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی تجدید کرے۔

چونکہ آپ کا ظہور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھیک ایک ہزار سال

بعد ہوا اس لیے آپ کو "مجدد الف ثانی" کہا جاتا ہے۔

"صوفیہ کو یہ مراتب کب عطا ہوتے ہیں"

جماعت صوفیہ میں سے کسی بھی صوفی کو مندرجہ بالا مراتب میں سے کوئی رتبہ جب عطا ہوتا ہے کہ جب اس کے قالب عنصری کا ہر ہر رونگٹا سر سے پاؤں تک یاد الٰہی میں مشغول ہو جائے جس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ ذکر سے کسی وقت اور کسی لمحہ غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ ذکر کی کثرت سے عروج روحانی اور قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ جب قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر صوفی کو مرتبۂ ولایت بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے اور جو بھی مرتبہ عطا فرمانا چاہتا ہے وہ صوفی کو مرحمت فرما دیتا ہے۔

قرب خداوندی میں تین چیزوں کی ضرورت ہے۔

ایک ذکر الٰہی۔

دوسرے تفکر یعنی تصور

تیسرے رابطۂ مرشد

ذکر کا بیان تو قرآن عظیم میں موجود ہے۔

لیکن بعض مقامات پر تفکر اور تصور کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اس آیت کریمہ میں موجود ہیں۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔

رابطۂ مرشد کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝

لیکن ان تینوں چیزوں کے لیئے محبت الٰہی، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت خاصان خدا ضروری ہے۔ محبت ہی ایسی چیز ہے جو دشوار گزار راہوں کو سہل کر دیتی ہے۔ مومن کو کامل عشق خدائے تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ ــــ مگر محبت خداوندی کا تقاضا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے جو بندے محبوب ہیں۔ ان سے بھی محبت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد جملہ حضرات خاصان خدا و مقربان بارگاہ الٰہی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ۔

اگر کسی کو محبوبان خداوند قدوس سے محبت نہ ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو یہ دعویٰ غلط ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو اللہ تعالیٰ کی ہر محبوب شئے سے بھی محبت ہونا ضروری ہے۔

چونکہ محبت سب چیزوں کی بنیاد ہے، اس لیئے حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔ مطلب

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ــــ خوش رہو کہ عشق ہمارا اپنا مرض ہے

اے طبیب جملہ علت ہائے ما ــــ اور یہی عشق ہمارے تمام امراض کا طبیب ہے

اے دوائے نخوت و ناموس ما ــــ اور یہی عشق دوا ہے ہماری نخوت و ناموس کے لیئے

اے تو افلاطون و جالینوس ما ــــ اور اے عشق تو ہی افلاطون اور جالینوس ہے ہمارے لیئے

الغرض۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہئے کہ ہر لمحہ ذکر میں مشغول رہے، کوئی لمحہ اس کا ذکر الہٰی سے غافل رہنے میں نہ گزرے۔

ذکر کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"قرآن کریم میں ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ خبردار اللہ کے ذکر سے ہی دل اطمینان حاصل کرتا ہے۔ دل کے اطمینان کا طریقہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے نہ نظر و استدلال۔

کیونکہ ذکر میں کسب کی مناسبت ہے۔ اگرچہ ذاکر اس پاک جناب کے ساتھ کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ (چہ نسبت خاک را با عالم پاک)

لیکن ذاکر و مذکور کے درمیان ایک قسم کا علاقہ پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا سبب ہو جاتا ہے، اور جب محبت ہو گئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں۔ جب کام دل کے اطمینان تک پہنچ گیا تو ہمیشہ کی دولت حاصل ہو گئی"

(مکتوب ۹۲ حصہ اول)

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"پنج وقتہ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے اور سنت مؤکدہ کو بجالانے کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الہٰی میں صرف کرنا چاہئے۔ اور اس کے سوا کسی دوسری چیز میں مشغول نہ ہونا چاہئے۔ یعنی کھانے، پینے، سونے جاگنے، اور چلنے پھرنے میں ذکر سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ ذکر کا طریقہ آپ کو سکھلایا ہوا ہے۔ اسی طریقہ پر استعمال کریں۔ اور اگر جمعیت میں فتور معلوم کریں تو پہلے فتور کا باعث دریافت کرنا چاہئے۔ اور پھر اس کوتاہی کا تدارک کرنا چاہئے۔ اور بڑی عاجزی اور انکساری اور گریہ و زاری سے حق تعالیٰ کی جناب میں متوجہ ہو کر اس ظلمت

کے دور ہونے کی دعا مانگنی چاہیئے۔ اور جس مرشد سے ذکر سیکھا ہے، اسی کو وسیلہ بنانا چاہیئے۔ حق تعالیٰ ہر مشکل کو آسان فرمانے والا ہے۔"

(مکتوب ۹۳ حصہ اول)

"اندراج النہایۃ فی البدایۃ"

عام طور پر توجہ الی اللہ کرنے والے حضرات اور ارباب ارادت، وظائف اور نوافل کی کثرت میں مشغول ہوتے ہیں، ریاضت شاقہ سے لذت حاصل کرتے ہیں، اور محنت و مجاہدہ کو اہمیت دیتے ہیں۔

انسان جس شئے کا عادی ہو جاتا ہے، اس میں اسے مزا آنے ہی لگتا ہے، مگر ایسا شخص جلد ترقی روحانی (یعنی جذب کے ذریعہ ترقی روحانی) کے راز سے بے خبر ہے۔ یہ راز تو شراب محبت پی لینے سے سمجھ میں آتا ہے۔ جب یہ شراب محبت اپنی مستی پوری طرح پیدا کر چکتی ہے، تو شیخ کامل کی ادنیٰ توجہ اور قلب مرید کی ذکر میں مشغولیت اتنی تیزی سے ترقی روحانی کا سبب بن جاتی ہے کہ مدتوں مجاہدات اور ریاضات میں مزہ لینے والے وہاں نہیں پہنچ پاتے۔ گویا یہ لوگ ایک مدت عمر صرف کرنے کے بعد جہاں پہنچتے ہیں، وہاں یہ عشق و محبت کی مستی سے سرشار طالب خدا چند لمحوں میں پہونچ جاتا ہے۔ یہ اس کی ابتدائی پہونچ اور اس ترقی کے مخفی راز کو حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم "اندراج النہایۃ فی البدایۃ" کہتے ہیں۔ اس میں بجائے حبس دم کے ساتھ تہلیل لسانی یا دیگر اذکار کے مقابلہ میں ذکر قلبی بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ چوں کہ یہ ذکر قلبی دیگر ارباب سلاسل آخر میں کراتے ہیں۔ اور یہ بندہ عاشق

یعنی طالب اس کے ذریعہ شروع ہی میں باری تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کے مخصوص کرم کا پانے والا بن جاتا ہے، تو انتہا کو ابتدائی منزل میں یہ پالیتا ہے۔ یہی مطلب ہے "اندراج النہایتہ فی البدایتہ" کا۔ یعنی منزل کی انتہائی حد بہ ابتداء ہی میں مرید پالے۔

علم الیقین

جو علوم استدلالات اور نقول کے ذریعہ معلوم ہوں، اور ان میں کسی مشاہدہ اور مکاشفہ کو دخل نہ ہو، ان علوم کو "علم الیقین" کہتے ہیں۔ جیسے کوئی حلوہ کی حقیقت بیان کرے کہ وہ گھی، شکر، اور سوجی سے تیار کیا جاتا ہے اور اس کا مشاہدہ نہ کیا جائے، تو یہ علم الیقین ہے۔

تشریعات میں اس کی مثال یہ ہے کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ عبادات ذریعہ تقرب ہیں۔ اور جنت و دوزخ، حساب و کتاب، عذاب قبر، ثواب قبر حق ہیں، مگر ان چیزوں کی حقانیت کا علم محض نصوص قرآنیہ اور روایات احادیث سے حاصل ہوتا ہے۔

"عین الیقین"

وہی چیزیں جو محض روایات اور نقول کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھیں۔ اگر ان کا مشاہدہ ہو جائے، مثلاً خواب میں یا مراقبہ میں آدمی ثواب قبر، عذاب قبر،

حساب وکتاب، یا جنت و دوزخ وغیرہ کو دیکھ لے تو وہ "عین الیقین" ہے اس کا رتبہ علم الیقین سے بالاتر ہے، جو صالحین اور خاصان خدا کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال محسوسات میں وہی حلوہ ہے جو پکا ہوا کسی شخص کے سامنے آتا ہے۔

"حق الیقین"

مقبول بندہ پر اگر حال طاری ہو جائے اور وہ عبادات کے ثواب کو محسوس کرنے لگے، اور رؤیائے صالحہ کے ذریعہ پل صراط عبور کر لے، اور حوض کوثر کا پانی چکھ لے، اور جنت کی بہترین ہواؤں سے محظوظ ہو جائے، تو یہ "حق الیقین" ہے۔ اس کی مثال بھی وہی حلوہ ہے۔ جس کو آدمی دیکھ کر کھالے۔ یہ رتبہ عین الیقین سے بھی بلند اور اعلیٰ ہے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کی زبان سے سنے کہ آدمی کو بخار آجاتا ہے، بدن اس میں گرم ہو جاتا ہے، نبض تیز ہو جاتی ہے، بے چینی اور بے قراری پیدا ہو جاتی ہے، لیکن بخار زدہ کو اس نے دیکھا نہیں تو اسے علم الیقین تو حاصل ہے مگر عین الیقین حاصل نہیں۔ اور اگر اتفاق سے کسی شخص کو بخار میں مبتلا دیکھے، اور اس کی بے چینی اور بے قراری کا احساس کرے۔ اس کے بدن پر ہاتھ رکھ کر حرارت کا انکشاف اسے حاصل ہو، تو یہ علم پہلے علم کے مقابلہ میں زائد ہے، اور یہ عین الیقین ہے۔ اور کسی شخص کو خود بخار آجائے، اور وہ کیفیت اس پر طاری ہو جائے، تو اس کا علم پہلے دونوں علموں سے زائد ہوگا، اسی کو "حق الیقین" کہتے ہیں۔ حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ علم حق الیقین کی کوئی

انتہا نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقُل رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرے علم میں اضاف
فرما (یعنی علم حق الیقین عطا فرما)

"چونکہ پایانے ندارد ایں کلام"
پس سخن کوتاہ باید والسلام

"حال"

میدان سلوک میں صوفی کے اوپر مختلف کیفیات کا ورود ہوتا ہے۔ وہ کیفیات اگر پائدار نہ ہوں، یعنی کبھی کوئی کیفیت، اور کبھی دوسری کیفیت، تو ان کیفیات کو "حال" کہتے ہیں۔ اور مرتبہ کو تلوین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی سالک کے رنگ بدلتے رہتے ہیں۔

"مقام"

اور کبھی جو خدا کا کرم ہوتا ہے، تو ان کیفیات میں سے کوئی کیفیت پائید ہو جاتی ہے۔ اور اسی کیفیت کو "مقام" کہتے ہیں اور اس رتبہ کا نام "تمکین" ہے

رسالۃ القشیریہ میں ہے۔

اَلتَّلْوِیْنُ صِفَةُ اَرْبَابِ الْاَحْوَالِ ۔ تلوین اہل حال کی صفت ہے اور
وَالتَّمْکِیْنُ صِفَةُ اَھْلِ الْحَقَائِقِ تمکین اہل حقیقت کی، بندہ جب تک

فَمَا دَامَ الْعَبْدُ فِي الطَّرِيْقِ	انتہائے راہ میں ہے برابر ایک حال سے
فَهُوَ صَاحِبُ تَلْوِيْنٍ لِاَنَّهُ	دوسرے حال میں ترقی اور ایک وصف
يَرْتَقِيْ مِنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ وَ	سے دوسرے وصف میں انتقال کرتا
يَنْتَقِلُ مِنْ وَصْفٍ اِلٰى	رہتا ہے، اور اس لیے صاحب تلوین
وَصْفٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَرْحَلٍ	کہلاتا ہے جب راہ سے نکل کر منزل
وَيَحْصِلُ فِيْ مَرْبَعٍ فَاِذَا	وصل تک پہنچ جاتا ہے، تو اسے تمکین
وَصَلَ تَمَكَّنَ عَنْفًا ؎	حاصل ہو جاتی ہے۔

سیدنا حضرت غوث الثقلین امام الطریقت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہٗ الاقدس کو اللہ تعالیٰ نے نعمتوں اور رحمتوں کا خزانہ مرحمت فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے قصیدہ خمریہ (قصیدہ غوثیہ) میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

اَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِيْ	میں حضرت امام حسن کی اولاد ہوں اور
وَاَقْدَامِيْ عَلٰى عُنُقِ الرِّجَالِ	مخدع میرا مقام ہے اور میرے قدم
	تمام مردوں کی گردنوں پر ہیں (یعنی تمام
(قصیدہ غوثیہ)	انسانوں کی گردنوں پر۔)

عربی زبان میں مخدع چھپے ہوئے خزانے کو کہتے ہیں۔

آپ کے فرمان گرامی کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کے آنے والے بزرگ اور میرے زمانہ کے خدارسیدہ حضرات کا میں سردار ہوں۔ حضرت سیدنا غوث اعظمؓ اپنے والد ماجدؒ کی طرف سے حسنی ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی ہیں۔

حضرت سیدنا غوث الثقلین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ میں در توکل پر گیا تو وہاں ہجوم پایا۔ در قناعت پر گیا تو وہاں بھی اجتماع عظیم دیکھا۔ مختلف دروازوں سے ہٹنے کے بعد درِ فقر پر گیا تو وہاں بہت کم لوگ نظر آئے اس لیے میں درِ فقر پر ہی

جم گیا اور وہیں ٹھیر گیا۔

فقر کی حقیقت آپ نے اپنی مشہور کتاب 'فتوح الغیب' میں بیان فرمائی ہے:-

وحقیقۃ الفقر ان	فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی جیسی کسی ہستی
لا تفتقر الیٰ من ھو	کا محتاج نہ رہے (یعنی صرف خدا سے
مثلک (ص ۳۹۶)	واسطہ رہے اور مخلوقات سے مطلق نہ رہے)

اس مرتبۂ فقر میں فقیر (خدارسیدہ) تن من دھن کو خدا کے حوالے کر دیتا ہے۔ وہ اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے۔ جو کچھ بھی جان و مال خرچ کرتا ہے وہ اس کی اپنی نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہیں۔ حضور سیدنا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبادات میں اللہ تعالیٰ کو فرائض نہایت محبوب ہیں۔ لیکن نوافل کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ جب بندہ اس کے ذریعے سے مولیٰ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ کے دربار عالی میں قرب حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے۔ جس سے کہ وہ دیکھتا ہے اور کان بن جاتا ہے، جس سے کہ وہ سنتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے، اور اس کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

اسی کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود	گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ولایت کے مراتب میں فقر کا رتبہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ ہر ولی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ فقیر بھی ہو۔

ولایت کے دو رتبے ہیں۔ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ

ان دونوں ولایتوں کا ذکر مفصل طور پر ولایت کے بیان میں کیا جا چکا ہے

وقوفِ عددی

وقوف عددی کے معنے یہ ہیں کہ ایک سانس میں طاق عدد کی رعایت کے ساتھ مثلاً گیارہ بار، انیس بار، یا اکیس بار ہونا ضروری ہے۔

اس طرح ذکر نفی و اثبات کرے اور جب سانس کو چھوڑے تو لفظ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے ساتھ ملانا ضروری ہے۔

وقوفِ قلبی

وقوف قلبی کی تعریف یہ ہے کہ مرید کی توجہ قلب کی جانب اور قلب کی توجہ ذاتِ خداوند قدوس کی جانب جو اسم شریف "اللہ" کا مسمّٰی ہے، ہونا ضروری ہے۔ وقوفِ قلبی اہم اور ضروری ہے۔

مقاماتِ عشرہ

دس چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ مرتبہ ولایت تک رسائی ہوتی ہے۔ ان کو مقاماتِ عشرہ کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

توبہ[1]۔ زہد[2]۔ انابت[3]۔ قناعت[4]۔ ورع[5]۔ صبر[6]۔ شکر[7]۔ توکل[8]۔ تسلیم[9]۔ رضا[10]

ان دس مقامات کو حاصل کرنا طالب یعنی مرید کے لیے بہت ضروری ہے چاہے یہ مقامات مختصر وقت میں (یعنی جذب کے ذریعہ) حاصل ہوں۔ یا تدریجی طور پر (سلوک کے

---

[1] گناہ سے کنارہ کشی اور ندامت اور آئندہ کے لیے عہد ترک۔ [2] دنیا سے بے رغبتی [3] سب کو چھوڑ کر رجوع الی اللہ [4] جو کچھ نعمت مل جائے اس پر اکتفا کرنا اور حرص نہ کرنا۔ [5] گناہوں سے بچنا۔ [6] سختیوں پر جم جانا اور برائیوں سے دور رہنا۔ [7] جو چیز اللہ نے جس کام کے لیے پیدا کی ہے اسی کام میں خرچ کرنا۔ [8] اسباب کی فراہمی کے بعد مسبب الاسباب کی طرف نظر رکھنا۔ [9] اپنے جملہ معاملات کو خدائے برتر کے سپرد کرنا۔ [10] اللہ کی طرف سے جو چیز بھی آئے اس پر راضی ہونا۔

ذریعہ حاصل ہوں۔

ہوش در دم

سالک کو چاہیے کہ وہ ہر سانس میں خیال رکھے کہ کوئی سانس اللہ کی یاد سے غافل نہ رہے۔ اس کو وقوف زمانی بھی کہتے ہیں۔

نظر بر قدم

اس کا سہل مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیے کہ وہ چلنے پھرتے میں اپنی نظر نیچی رکھے۔ اِدھر اُدھر کو نہ دیکھے۔ اِدھر اُدھر دیکھنے سے خیالات منتشر اور پراگندہ ہو جاتے ہیں اور توجہ الی اللہ میں خلل واقع ہوتا ہے۔ یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفعیہ کے واسطے ہے۔

سفر در وطن

قرب خداوندی حاصل کرنے کے دو طریقے طرق اولیاء اللہ میں مقرر ہیں۔

ایک سیر آفاقی۔ اور دوسرا سیر انفسی

سیر آفاقی کے تمام ہونے کے بعد سیر انفسی میں جس سے مراد سفر در وطن ہے آرام دیتے ہیں۔ سیر انفسی میں صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنے نفس میں غور و فکر کرے، کہ اس کے نفس میں غیر اللہ کی محبت و الفت ابھی موجود ہے یا نہیں۔ اگر موجود ہو تو پھر از سر نو دربار الٰہی میں توبہ کرے اور انتہائی عاجزی و انکساری اور گریہ و زاری کرے اور کلمہ طیبہ کے لا سے اس کی نفی کرے اور الا اللہ سے وحدہ لا شریک کے ساتھ محبت حقیقی کا اثبات کرے۔

جب اس ذکر نفی و اثبات کی کثرت کرے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ نفس کی خرابیوں اور برائیوں سے اسے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔

خلوت در انجمن سالک کو چاہیے کہ لوگوں کے مجمع میں رہتے ہوئے بھی اپنے باطن

کی طرف متوجہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے کسی وقت بھی غافل نہ رہے۔

یاد کرد!

ہر وقت اور ہر لمحہ ذکر خداوند قدوس میں مصروف و منہمک رہنا۔

بازگشت

چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد اپنے دل میں کہے:۔ "الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری ہی رضا چاہتا ہوں۔ اپنی محبت اور معرفت عطا فرما"۔ جیسے ذکر خیال سے کیا جائے ویسے ہی یہ کلمات بھی خیال سے کہے جائیں۔

نگاہ داشت

اپنے دل کو خطرات اور وسوسات سے محفوظ رکھنا۔

یادداشت

ذکر کا پوری طرح ملکہ ہو جائے۔ یعنی ذکر کرتے کرتے ذکر بے اختیار جاری ہو جائے اور دوام آگاہی حاصل ہو کر غفلت کسی وقت نہ ہونے پائے۔

جب صوفی اس منزل میں پہنچ جاتا ہے تو اس آیت کریمہ کا مصداق بن جاتا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ — ایسے مرد ہیں جن کو خرید و فروخت
وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ — اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی

اوراد و وظائف و کلماتِ طیبات

ہر نماز کے بعد تین مرتبہ کلمہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ " آہستہ آہستہ پڑھے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ پیرو مرشد یا اس کے خلیفہ سے معلوم کرے۔ تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ " آہستہ آہستہ پڑھے۔ پھر تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ ایک بار آیت الکرسی اور گیارہ بار درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ پڑھ کر اپنے بدن پر دم کرے۔

بعد نماز فجر سورہ یٰس شریف ایک بار۔ حزب البحر ایک بار اور ایک بار اپنے سلسلے کا شجرہ قادریہ نسبیہ مجددیہ پڑھے۔

بعد نماز مغرب سورہ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ ایک بار پوری سورہ پڑھے۔ بعد نماز مغرب سنتوں کے بعد چھ رکعات نفل صلوٰۃ اوابین پڑھے۔ اس طرح کہ دو دو رکعت کی نیت باندھے۔ قوت ہو تو کھڑے ہو کر۔ کمزور ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

بعد نماز عشار سورہ تَبَارَکَ الَّذِیْ ایک بار پوری پڑھے۔

طریقہ اذکار

ذکر قلبی بعد نماز عشار ذکر قلبی یعنی اسم ذات کا ذکر کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ

زبان کو تالو سے لگائے اور آنکھیں بند کرے اور قلب کی حرکت سے اللہ۔ اللہ۔ اللہ کرے۔ زبان سے نہ کہے، بلکہ دل کی حرکت سے ذکر اسم ذات کرے۔ دنیا کے خیالات دل سے ہٹائے اور تصور شیخ و مرشد کے ساتھ ذکر قلبی کرے۔ اگر دنیا کے خیالات بار بار آئیں تو آنکھیں کھول کر بار بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ کر دل پر پھونکے۔ اس ذکر میں اگر غفلت طاری ہو تو اسے برا نہ سمجھے۔ ممکن ہے کہ یہ غفلت مراقبہ کی شکل اختیار کرے، اور انکشافات شروع ہو جائیں یہ ذکر قلبی ترقی باطنی اور صفائی قلب کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس ذکر اسم ذات کے ذریعہ تمام لطائف جو عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

دل کی حرکت سے اللہ اللہ کرنے کو ہی ذکر قلبی کہتے ہیں اور اسی کو ذکر اسم ذات بھی کہتے ہیں لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ غذا قلیل ہو، اور دل میں دنیا کی محبت نہ ہو شیخ برحق سے سچی عقیدت و محبت ہو۔ پیر و مرشد کے آداب کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ ذکر میں وقوف قلبی کی رعایت بہت ضروری ہے۔ وقوف قلبی کا مطلب یہ ہے کہ مرید کی توجہ قلب کی جانب اور قلب کی توجہ ذات خداوندی کی طرف جو اسم مبارک اللہ کا مسمّٰی ہے ہونا بہت ضروری ہے۔ اس ذکر میں دوام کرے۔ کیونکہ روحانی ترقی اور صفائی قلب کا دارومدار اسی ذکر پر منحصر ہے لیکن غذا قلیل ہو۔ قلت غذا صحت جسمانی اور لطافتِ روحانی کے لیے بہت مفید ہے۔

اس ذکر میں تین باتوں کا خاص طور سے دھیان رکھنا ضروری ہے۔

(۱) ذکرِ قلبی۔ یعنی دل کی حرکت سے اللہ اللہ کرنا۔

(۲) اپنے دل کو خطرات و وسوسات سے محفوظ رکھے۔ جسے نگاہ داشت بھی کہتے ہیں

(۳) وقوف قلبی یعنی مرید کی توجہ قلب کی طرف اور قلب کی توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کی طرف ہونا بہت ضروری ہے۔

(۴) چوتھی چیز بھی اس کے لیے فائدہ مند ہے جسے بازگشت کہا جاتا ہے۔ یعنی چند مرتبہ دل سے ذکر کرنے کے بعد دل میں کہے "یا الٰہی تو ہی میرا مقصودِ حقیقی ہے اور تیری ہی رضا کا طالب ہوں اور اے مولیٰ مجھے اپنی محبت خاص اور معرفت حقیقی عطا فرما" یہ چوتھی چیز بازگشت جس کا ذکر کیا گیا۔ ذکر کرنے کی حالت میں کسی کسی لمحہ اور توقف کے بعد ان الفاظ کو دل سے کہے۔ زبان سے نہ کہے۔ یعنی جس طرح دل کی حرکت سے اللہ اللہ کر رہا ہے اسی طرح دل ہی سے یہ الفاظ بھی ادا کرے۔

باقی جملہ حالات میں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، یہاں تک کہ لیٹے ہوئے بھی اس ذکر کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ چونکہ انسان ایک جگہ بیٹھ کر پابندی کے ساتھ اس ذکر کو اگر پورا کرے گا تو ارباب حقوق کی حق تلفی ہوگی اور دنیا کے تمام کام بگڑ جائیں گے۔ اس لیے ہمارے حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ رحمہم اللہ علیہم نے فرمایا ہے، کہ عشاء کی نماز کے بعد کم از کم یہ ذکر پانچسو مرتبہ ضرور کرے۔ اس سے زیادہ جتنا ہو سکے کرے لیکن پانچسو مرتبہ سے کم نہ ہو۔ کثرت سے ذکر قلبی کرنے سے سر سے پاؤں تک بال بال اور رونگٹا رونگٹا یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے اور تمام بدن (جسے قالب کہتے ہیں) ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے اور ہر بال اور ہر رونگٹے سے اللہ اللہ کی آواز آنا شروع ہو جاتی ہے جس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر نفی و اثبات

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو روک کر لَا کو ناف کے نیچے سے اٹھایا جائے اور دل پر گذار کر اِلٰہَ کو دماغ میں قائم کیا جائے اور اِلَّا اللہ کی ضرب دل پر لگائی جائے اگر یہ ذکر بکثرت کیا جائے گا تو لطیفہ نفس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ تمام عناصر اربعہ کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ عناصر اربعہ اور لطیفہ نفس عالم خلق کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

ایک سانس میں طاق عدد کی رعایت کے ساتھ مثلاً گیارہ بار، انیس بار

یا اکیس بار، یا اس سے کم و بیش ہونا چاہیے۔ اس طرح ذکر نفی و اثبات کرے۔ اور جب سانس کو چھوڑے تو لفظ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے ساتھ ملانا بھی ضروری ہے۔ اگر حبس دم سے تکلیف ہوتی ہو تو پھر بلا حبسِ دم کے کرے۔ حبس دم کوئی ضروری بھی نہیں۔

کلمہ طیبہ کے معانی کو پیش نظر رکھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی میرا معبود ہرگز نہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی میرا مقصود حقیقی ہے۔

زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ادا کرنے کو تہلیل لسانی کہتے ہیں۔

الغرض مقصد یہ ہے کہ ذکر بر دوام کرے۔ کسی وقت بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو، ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ تاکہ ترقی باطنی اور صفائی قلب مرید کو حاصل ہو۔ اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ قرب خداوندی بھی حاصل ہو جائے گا۔

ذکر نفی و اثبات ہو یا تہلیل لسانی، مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے دل و دماغ کو نفسانی خواہشات اور خیالات ذمیمہ سے پاک و صاف رکھے۔ ان خطرات کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں گریہ و زاری بہت زائد کرے۔ ان خطرات کو دور کرنے میں مرشد کا تصور بھی بہت فائدہ مند ہے۔ تمام خطرات سے جب دل پاک و صاف ہو جائے۔ تو پھر ذکر میں پوری طرح مصروف و منہمک ہو جانا چاہیے۔ ذکر اسم ذات یعنی ذکر قلبی ہو یا ذکر نفی و اثبات خفا کے ساتھ کرنا چاہیے۔ بعض حضرات زبان اور جہر کے ساتھ ذکر کرتے ہیں لیکن ہمارے حضرات مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے اذکار خفا کے ساتھ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ ذکر خفی افضل اور بہتر ہے۔ اس میں بہت سے فوائد ہیں۔ ایک تو ریاکاری کا احتمال نہیں۔ دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ تیسرے مراقبے اور مکاشفے کی منزلیں اس سے قریب ہیں۔

مستحب روزے

رمضان المبارک کے روزے تو ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ ان کو پابندی کے ساتھ رکھنا اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک لازمی اور ضروری رکن ہے۔ البتہ رمضان المبارک کے علاوہ اور بہت سے روزے ہیں جن کا رکھنا مستحب اور بہتر ہے لیکن ہمارے حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ رحمتہ اللہ علیہم نے ہر مہینہ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزوں کو اہمیت دی ہے۔ اہل سلسلہ اس کا اہتمام کریں۔

تلاوتِ قرآن عظیم

تلاوت قرآن عظیم نہایت عمدہ شے ہے۔ ناظرہ خواں ہوں یا حافظ، قرآن عظیم کی تلاوت کچھ نہ کچھ ضرور کرے۔ ظاہر و باطن دونوں کی ترقی کے لیے تلاوت قرآن عظیم بہت ہی مفید ہے۔ تلاوت روزانہ پابندی کے ساتھ کرنا چاہیے۔ قرآن عظیم کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ چالیس روز کے اندر اندر پورا کر لینا چاہیے۔ تلاوت کا سب سے عمدہ وقت تہجّد کا ہے۔

نمازِ تہجّد

نماز تہجّد ایک عمدہ عبادت ہے۔ نفل نمازوں میں سب سے اہم ہے۔ ترقی باطنی کے لیے نہایت عمدہ اور مفید ہے — دو دو رکعت کی نیت باندھے اور کم از کم آٹھ رکعات پڑھے۔ وقت کم ہو تو رکعات کم بھی کر سکتا ہے اور وقت میں گنجائش ہو اور طبیعت پر بوجھ نہ ہو تو رکعات بڑھا بھی سکتا ہے۔

اہل سلسلہ کو کوشش کر کے اس نماز تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے۔

چلّہ کا طریقہ

اگر کسی کو فرصت ہو اور اس کو قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذوق بھی ہو تو وہ چلّہ

بھی کرے۔ چلہ کا طریقہ یہ ہے کہ ۱۹ شعبان المعظم سے شروع کرے۔ روزہ اس میں شرط ہے۔ ۱۱ روزے شعبان المعظم میں اور ۲۹ روزے رمضان المبارک میں۔ یہ کل ملا کر چالیس ۴۰ ہو گئے۔

اگر رمضان المبارک کا اختتام ۲۹ تاریخ کو ہوا تو رمضان المبارک بھی ختم اور چلہ بھی ختم۔ اور اگر ۲۹ کو شوال المکرم کا (یعنی عید الفطر کا) چاند نہیں ہوا تو آخری روزہ بغیر چلے کے ہوگا۔

چلے کے لیے شرط یہ ہے کہ ترک حیوانات کرے۔ یعنی چلہ کے دوران گوشت۔ انڈا مچھلی نہیں کھا سکتا۔ احتیاطاً اپنا کھانا علیحدہ برتنوں میں تیار کرلے۔ تاکہ گوشت کا اثر نہ آئے۔ بیوی کے قریب چلے کے زمانے میں نہیں جا سکتا۔ چلہ کے زمانے میں جو وظائف پڑھے جائیں گے اُن کا بیان اس طرح ہے:۔

صبح کو اٹھ کر پہلے وضو کرے۔ پھر سلطان الاولیاء قطب ارشاد حضرت حافظ شاہ سید جمال اللہ قدس سرہ کا بیان کردہ وظیفہ پڑھے۔ یعنی اول و آخر سو سو بار درود شریف۔ درمیان میں پانچسو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ پڑھے۔ اس کے بعد محبوب رحمٰن غوث الوریٰ حضرت شاہ درگاہی محبوب الٰہی قدس سرہ کا یہ وظیفہ پڑھے۔ اول و آخر سو سو بار درود شریف درمیان میں پانچسو مرتبہ هَبْ لِیْ حَاجَتِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اُمُوْرِیْ یَا حَضْرَتْ مَوْلَانَا فَیْضْ بَخْشْ عَالَمِیَانْ شَاہ دَرْگَاھِیْ مَحْبُوْبِ اِلٰہِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ اِنَّکَ جَمَالُ اللّٰہِ یَا عَیْنَ جَمَالِ اللّٰہِ

اس کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی قدس سرہ کا ختم پڑھے یعنی اول و آخر سو سو بار درود شریف۔ درمیان میں پانچسو مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے۔ جب تسبیح کا آخری دانہ آئے یعنی سیکڑہ کا

تو اس کلمہ کو پورا پڑھے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔
اس سے فارغ ہو کر آرام کرے، یا ضروریات دنیا کے کام انجام دے۔
دوپہر کو بعد زوال اکتالیس بار قصیدہ غوثیہ اور اکتالیس بار آیت قطب پڑھے۔ پھر ایک مرتبہ حزب البحر پڑھ کر اللہ تعالےٰ سے دعا کرے۔ چالیس روز تک اسی طریقے پر پڑھے۔ بہتر یہی ہے کہ ایک جگہ بیٹھ کر یہ وظائف پڑھے جائیں لیکن ضرورتاً مجبوری ہو تو چل پھر کر بھی ان وظائف کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ مگر ناغہ نہ ہو۔

ختمہائے معمولہ

حضرات مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ جمالیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

ختم شریف

سید الاولیاء نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام الشریعۃ والطریقۃ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ

اول و آخر سو سو مرتبہ درود شریف۔ درمیان میں پانچسو مرتبہ یہ ختم پڑھے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ط

اس کا ثواب سیدنا حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی روح پرفتوح کو پہنچا کر ان کے وسیلے سے دین و دنیا کی درستگی اور روحانی ترقی کی دعا کرے۔

ختم شریف

خواجۂ خواجگان امام الطریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ

اوّل و آخر سو سو بار درود شریف۔ درمیان میں پانچسو مرتبہ یہ ختم پڑھے:۔

يَا خَفِيَّ اللُّطْفِ اَدْرِكْنِيْ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ

اس کا ثواب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کی روح مقدس کو پہنچا کر

ان کے وسیلے سے دین و دنیا کی درستگی کی دعا کرے۔

ختم شریف

آیۃ من آیات اللہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ

اوّل و آخر سو سو بار درود شریف۔ درمیان میں پانچسو مرتبہ یہ ختم پڑھے:۔

"یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ لَا مَلْجَاءَ وَمَنْجَاءَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ"

اس کا ثواب حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی روحِ مبارک کو پہنچا کر اُن کے وسیلے سے دعا کرے۔

ختم شریف

امام الطریقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی قدس سرہٗ

اول و آخر سو سو بار درود شریف۔ درمیان میں پانچسو مرتبہ یہ ختم مبارک پڑھے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" تسبیح کے آخری دانہ یعنی سیکڑہ پر اس کلمہ کو پورا پڑھے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

اس کا ثواب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی روح پُر فتوح کو پہنچا کر شریعت و طریقت کی درستگی کے واسطے اُن کے وسیلے سے دعا کرے۔

ختم شریف

قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی و سلطان الاولیاء حضرت حافظ شاہ جمال اللہ قدس سرہما۔

اول و آخر سو سو مرتبہ درود شریف۔ درمیان میں پانچسو مرتبہ یہ ختم پڑھے:۔

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

یہ ختم ہر مصیبت و ضرورت کے لیے بے حد مفید ہے۔ اس کا ثواب قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی و سلطان الاولیاء حضرت حافظ شاہ جمال اللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہما

کی ارواح طیبہ پر پہنچا کر اُن کے وسیلے سے دعا کرے۔

ختم شریف

حضرات خواجگان نقشبند قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

اول سو بار استغفار یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ پھر سات بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ اس کے بعد سو بار درود شریف، پھر اناسی بار اَلَمْ نَشْرَحْ۔ اس کے بعد ایک ہزار بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ شریف۔ پھر سات بار الحمد شریف، پھر سو بار درود شریف، پھر سو سو بار یہ کلمات ذیل پڑھے جائیں۔

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔ یَا کَافِیَ الْمُہِمَّاتِ۔ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ یَا کَاشِفَ الْمُشْکِلَاتِ۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ۔ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ۔ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ یَا سَلَامُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

یہ ختم شریف ایک آدمی یا چند آدمی مل کر بھی روزانہ پڑھ سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ کم از کم سات آدمی مل کر پڑھیں۔ زیادہ ہوں تو بھی ایک ساتھ مل کر پڑھ سکتے ہیں۔ کوشش یہ کی جائے کہ کم از کم ایک ہفتہ میں ایک بار اہل سلسلہ ضرور پڑھ لیا کریں۔ یہ ختم دین و دنیا کی جائز حاجات و ضروریات کے لیے بہت مفید ہے۔

جن حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کا یہ ختم ہے ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

۱۔ خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اس ختم شریف کا ثواب حضرات مشائخ سلسلہ اور حضرات خواجگان نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ارواح طیبہ پر پہنچا کر ان کے وسیلے سے دین و دنیا کی جائز حاجات کے واسطے دعا کریں۔

اگر کسی کو شوق و ذوق ہو اور فرصت بھی ہو تو وہ یہ ختم بھی پڑھ سکتا ہے۔ یہ ختم حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہیں اور دین و دنیا کی جائز حاجات ہر مصیبت و ضرورت کے واسطے ہیں۔

ختم شریف

سید الاولیاء امام الشریعۃ الطریقت حضرت سیدنا غوث الثقلین محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ۔

اول سو بار درود شریف۔ اس کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر اس کے بعد ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبد القادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ اس کے بعد سورۂ یٰس شریف ایک مرتبہ پڑھے۔ پھر دو رکعت نماز نفل خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ اس کے بعد ایک سو گیارہ بار اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے۔ دونوں رکعتوں میں اسی طرح پڑھے۔

یہ ختم شریف دین و دنیا کی جملہ جائز حاجات کے لیے مفید ہے۔ اس کا ثواب حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی روح مقدس پر پہنچا کر ان کے وسیلے سے دعا کرے۔

اس ختم شریف کے علاوہ ایک ختم یہ بھی ہے۔

اول ایک سو گیارہ (۱۱۱) بار درود شریف۔ اس کے بعد یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ ایک ہزار ایک سو گیارہ (۱۱۱۱) بار پڑھے۔ اس کے بعد ایک سو گیارہ (۱۱۱) بار درود شریف پھر پڑھے۔

دینی و دنیاوی جائز حاجات کے واسطے یہ ختم بھی فائدہ مند ہے۔ اس کا ثواب حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو پہنچا کر ان کے وسیلے سے دعا کرے۔

ختم شریف

قیوم ثالث حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

اول و آخر سو بار درود شریف۔ درمیان میں یَا فَتَّاحُ سو بار۔ یَا وَهَّابُ سو بار۔ یَا رَزَّاقُ سو بار۔ یَا مُعِزُّ سو بار۔ یَا رَافِعُ سو بار۔ یَا سَلَامُ سو بار پڑھے۔

اس کا ثواب حضرت خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو پہنچا کر ان کے وسیلے سے دینی و دنیوی حاجات کے واسطے دعا کرے۔

ختم شریف

قیوم رابع قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

اول و آخر سو سو بار درود شریف۔ درمیان میں یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن پانچسو مرتبہ پڑھے۔

اس کا ثواب حضرت خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مقدس پر پہنچا کر ان کے وسیلے سے جملہ مقاصد کے لیے دعا کرے۔

ختم شریف

قطب العرب والعجم حضرت سیدنا محمد اشرف جیدر حسین المعروف سید شاہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

اول سو بار درود شریف، اس کے بعد کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سو مرتبہ پڑھے، پھر حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ o نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ o سات سَو بار پڑھے۔ پھر کلمہ تمجید مذکور سو بار، پھر درود شریف سو بار پڑھے۔ جملہ حاجات دینی و دنیوی کے لیے یہ ختم فائدہ مند ہے۔ اس کا ثواب حضرت محمد اشرف حمید حسین المعروف سید شاہ قطب الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو پہنچا کر ان کے وسیلے سے جملہ مقاصد حقہ کے واسطے دعا کرے۔

میں نے اہل سلسلہ کی آسانی کے لیے اس قدر ختمہائے معمولہ حضرات مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم لکھ دیے ہیں۔ لیکن ایک آدمی تمام اوراد و وظائف کو نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ اہل سلسلہ ان میں سے ایک یا دو ختم منتخب کر لیں اور اس پر دوام کریں۔

ضمیمۂ عملیات

در بیان

اعمال و تعویذات

ضمیمہ میں اس سلسلۂ عالیہ کے معمول بہ اعمال و تعویذات اور مبارک کلمات طیبات تحریر کیے جا رہے ہیں۔

قرارِ حمل کے واسطے

بعض خاندان جب اولاد سے محروم ہوتے ہیں تو اطبا اور ڈاکٹروں کی طرف توجہ کرتے ہیں جب ان کے علاج و معالجہ سے ناکامی ہوتی ہے تو ورد و وظیفہ یا تعویذ کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس لیے قرار حمل کے واسطے ایک مختصر سا وظیفہ لکھا جاتا ہے جو یہ ہے:۔

سوتے وقت انسان چت لیٹ جائے اور ناف پر انگلی رکھ کر یہ آیت کریمہ گیارہ بار پڑھے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ٥

اول و آخر ایک بار درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے کرم پر اعتماد اور یقین کامل

رکھے۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو حمل قرار پا جائے گا۔

حفظِ حمل کے واسطے

بعض عورتوں کے حمل قرار پا جاتا ہے لیکن مدت پوری ہونے سے پہلے ہی بچہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حمل کی حفاظت کے لیے ایک گنڈہ استعمال کیا جاتا ہے۔ حاملہ عورت کے سر سے لیکر پاؤں تک سات رنگ کے سات ڈورے تیار کیے جائیں اور ان کا گنڈہ بنایا جائے۔ اس ڈورے میں سات گرہیں لگائی جائیں اور ہر گرہ لگاتے وقت تین مرتبہ یہ آیت کریمہ پڑھ کر دم کی جائے۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

یہ گنڈہ عورت کے شکم پر بندھا رہے۔ غسل کرتے وقت اتار لیا جائے اور پھر باندھ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کرم سے صحیح و سالم اولاد مرحمت فرمائے تو اس گنڈہ کو اس بچہ کے گلے میں ڈال دیا جائے۔

آسانی ولادت کے واسطے

ولادت کے وقت عورت کو عموماً تکلیف ہوتی ہے۔ اس تکلیف کے دور کرنے کے لیے شکر پر یہ کلمات تین بار دم کیے جائیں اور دودھ یا چائے میں شکر کو گھول کر حاملہ عورت کو دردِ زہ کے وقت پلا دیا جائے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ دردِ زہ سے پہلے نہیں پلایا جائے۔ عین دردِ زہ کے وقت ہی پلایا جائے۔ کلمات یہ ہیں:۔

مراجلے دہ خرِ مراجائے دہ   توخواہی بزاد توخواہی مزا

اضافہ شیر مادر کے واسطے

بعض عورتوں کے پاس دودھ نہیں ہوتا اس کے لیے یہ آیتِ کریمہ سات بار پڑھ کر مکھانوں پر دم کی جائے اور ان مکھانوں کو باقاعدہ بنا کر سات دن صبح نہار

استعمال کیا جائے۔ آیتِ کریمہ یہ ہے:۔

وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً ج نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ o

صحت و ازالہ مرض کے واسطے

بعض بچوں کو نظر لگ جاتی ہے یا کسی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں تو حضرت شاہ درگاھی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم مبارک کا تعویذ لکھ کر اس کو موم جامہ کر کے گلے میں لکھ کر ڈال دیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ تعویذ یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یَا شَافِیْ یَا کَافِیْ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّات۔ ھَبْ لِیْ حَاجَتِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ یَا حضرت مولانا فیض بخش عالمیاں شاہ درگاھی محبوب الٰھی شَیْئًا لِلّٰہ

علم کے واسطے

اگر کوئی بچہ پڑھنے کی طرف توجہ نہ کرے یا اس کا حافظہ کمزور ہو تو اس کے لیے بھی حضرت شاہ درگاہی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم مبارک کا تعویذ لکھ کر اس کو موم جامہ کر کے بچے کے گلے میں ڈال دیا جائے۔ تعویذ اس طرح لکھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ ـــــ ھَبْ لِیْ حَاجَتِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ یا حضرت مولانا فیض بخش عالمیان شاہ درگاھی محبوب الٰھی شَیْئًا لِلّٰہِ

سمجھ دار لڑکے کے لیے علم کی ترقی کے واسطے

اگر لڑکا سمجھ دار ہو جائے اور علم کی ترقی چاہے تو سات مرتبہ هُوَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ الْغَيُوْرُ۔ پھر ایک بار سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے اور ہر نماز کے بعد دل و دماغ پر دم کرے۔

فراغت علم کے بعد معاش کی طلب کے واسطے

کوئی شخص علم سے فارغ ہونے کے بعد اگر معاش میں دشواری محسوس کرے تو اس کے لیے تین طریقے بیان کیے جاتے ہیں:۔

پہلا طریقہ ۔ آیت کریمہ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۔ ہر نماز کے بعد سات بار پڑھے، اور چھ جہتوں میں پھونکے اور یہ تصور رکھے کہ پاک دولت ہر طرف سے آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

دوسرا طریقہ ۔ آیت کریمہ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ٥ سات بار فجر اور مغرب کی نمازوں کے بعد پڑھے۔

تیسرا طریقہ تعویذ اور اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

يَا جِبْرَئِيْلُ بِحَقِّ يَا بُدُّوْحُ

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

یہ تعویذ لکھ کر اپنے بائیں بازو پر موم جامہ کر کے باندھے

فائدہ یہ تعویذ تسخیر کا کہلاتا ہے۔ مقدمہ سے برات، اعداء سے حفاظت ملازمت یا تجارت میں کامیابی اور شادی کے معاملہ میں کامرانی یا اور کوئی پاک غرض ہو اس کے لیے یہ تعویذ مجرب ہے۔

فراخی روزی کے واسطے

اول و آخر سو سو بار درود شریف۔ درمیان میں سو بار یَا عَزِیْزُ اور سو بار یَا وَهَّابُ پڑھ کر سید العالمین رحمۃ اللعالمین حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی حضرت شاہ وزیر محمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو ثواب پہنچا کر ان کے وسیلے سے فراخی روزی کے واسطے دعا کرے۔

ازالہ مرض
اور حفظانِ صحت کے واسطے

فطری طور پر ہر انسان کو مرض لاحق ہوتا ہے اور یہ مرض دینی اور دنیاوی دونوں کاموں میں خلل انداز ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ بھوک سے کم کھائے اور جب تک اشتہائے کامل نہ ہو کھانا نہ کھائے۔

کھانا شروع کرنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے۔

بسم اللہ کے بعد یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ـــــ کھانے سے فراغت پاکر یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

برتن کو سنا ہوا نہ چھوڑے۔ برتن کو اگر صاف کر لیا جاتا ہے تو برتن خود کھانا کھانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔

ہر نماز کے بعد گیارہ بار درود شریف۔ ایک بار آیۃ الکرسی بھی پڑھ کر بدن پر دم کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ انسان امراض سے محفوظ رہے گا۔

خدانخواستہ اگر پھر بھی مرض لاحق ہو ہی جائے تو اس کے لیے غوث الخلق حضرت شاہ درگاہی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا تعویذ اسی طرح لکھے جس طرح کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ پہلے پوری بسم اللہ لکھے اس کے بعد یَا شَافِیْ یَا کَافِیْ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ لکھ کر پھر مذکورہ تعویذ لکھ کر موم جامہ کر کے گلے میں ڈال لیا جائے۔

اگر دیرینہ مرض ہو اور کسی بھی علاج سے فائدہ نہ ہوتا ہو تو اس کے لیے یہ طریقہ استعمال کیا جائے کہ پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس کے بعد سورہ الحمد شریف مع آمین کے ایک سفید چینی کی پلیٹ پر لکھے اور اس کے بعد یہ کلمات لکھے جائیں

یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ

پلیٹ کو دھو کر چالیس روز تک مسلسل بیمار کو پلائی جائے۔ روزانہ اسی طرح لکھا جائے اور اسی طرح پلایا جائے لیکن کسی روز بھی ناغہ نہ ہو۔ اگر ناغہ ہو جائے تو پھر شروع کرے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ مرض جاتا رہے گا۔

پلیٹ کی کتابت اگر مشک و زعفران سے ہو تو بہت بہتر ہے ورنہ سیاہ روشنائی

سے ہی کتابت کرلی جائے۔

جادو کے دفعیہ کے واسطے

بعد نماز فجر اور بعد نماز مغرب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھ کر جادو زدہ کے بدن پر دم کی جائیں اور پانی پر دم کر کے اس کے بدن پر چھڑکا جائے اور اسے پانی پلایا بھی جائے۔ اور ایک مرتبہ قصیدۂ غوثیہ اور ایک مرتبہ آیت قطب پڑھ کر دم کی جائیں۔ جادو کے ازالے کے واسطے یہ دونوں وظیفے بہت مفید ہیں۔

برائے دفع آسیب و جن

اگر علامات سے یہ معلوم ہو جائے کہ کسی شخص پر آسیب یا جن کا اثر ہے تو پوری سورۂ جن پڑھ کر دن میں ایک بار اس کے بدن پر دم کی جائے۔ یہ عمل اس وقت تک کیا جائے جب تک کہ اثر ختم نہ ہو جائے۔ اور کسی کاغذ پر سورۃ الحمد شریف لکھ کر اور اس کے نیچے تین بار یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ کا اضافہ کر کے جن زدہ کے گلے میں ڈال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اثر جاتا رہے گا۔

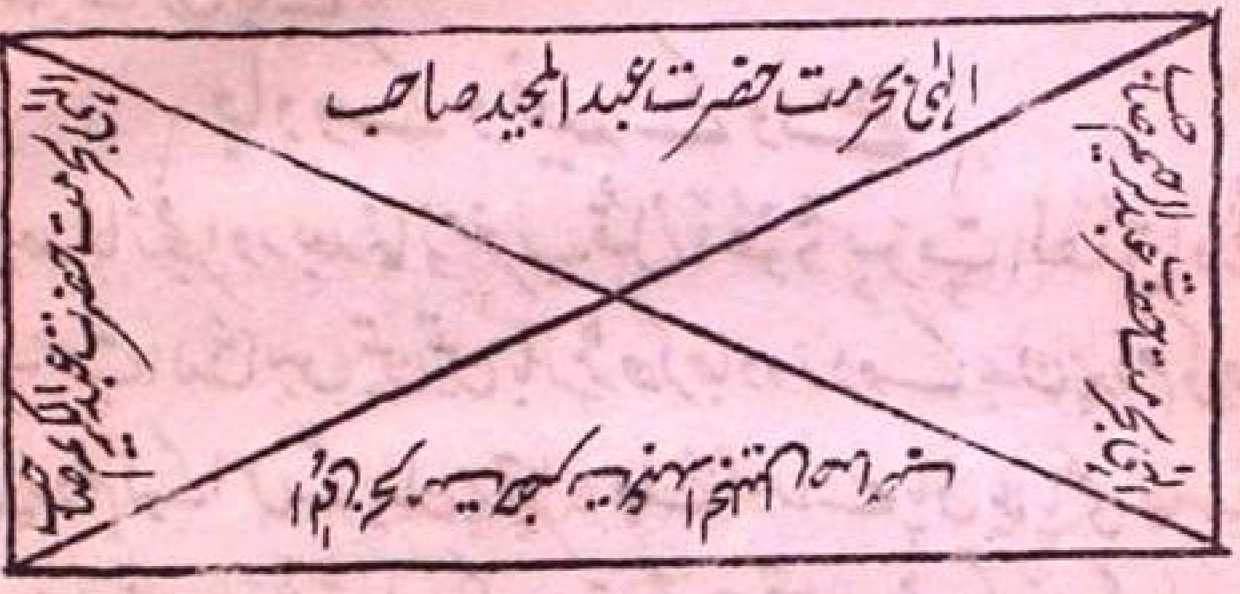
سانپ اور بچھو کے زہر کے ازالے کے واسطے

اول و آخر ایک ایک بار درود شریف اور درمیان میں سات مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر دم کی جائے اور پانی پر دم کر کے اسے پلایا بھی جائے۔

گمشدہ یا مفرور کے واسطے

کوئی لڑکا یا لڑکی یا کوئی بھی شخص گھر سے فرار ہو جائے یا گم ہو جائے اور اس کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکے تو کثرت سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا جائے اور یہ تعویذ لکھ کر ایسے درخت میں لٹکا دیا جائے جس میں کانٹے نہ ہوں۔ تعویذ اگلے صفحہ پر تحریر ہے۔

٧٨٦



الٰہی بحرمت وبرکت ایں اسمائے مبارک کہ برقلب ودست ویلے
مسمّٰی ....

لفظ مسمّٰی کے بعد اس شخص کا نام لکھ کر ہوادار درخت میں لٹکایا جائے ایسے درخت میں جس میں کانٹیں نہ ہوں۔ اگر گھر میں درخت نہ ہو تو سہ درہ وغیرہ میں لٹکایا جائے۔

ناف کے واسطے

کبھی ناف جگہ سے ہٹ جاتی ہے اور دست آنا شروع ہو جاتے ہیں اور درد بھی ہوتا ہے اس کے لیے یہ تعویذ لکھ کر پیٹ پر موم جامہ کرکے باندھا جائے۔ جب غسل کرے تو اتارے اور پھر باندھ لے۔ تعویذ یہ ہے:۔



گم شدہ چیز کے واسطے

کثرت سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ پڑھے اور یہ آیتِ کریمہ بار بار پڑھے۔

یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْفِی السَّمٰوٰتِ اَوْفِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ٥

مالِ مسروقہ کے واسطے

اول و آخر تین بار درود شریف۔ درمیان میں پوری سورۂ والضحیٰ تین بار پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے اور اس مکان میں یا اس جگہ جہاں چوری ہوئی ہے، دستک دے۔

دوسرا طریقہ اس کے لیے یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھے اور اس کے بعد بغیر بسم اللہ کے سورۂ لِاِیْلٰفِ اکیس مرتبہ پڑھے اور الٹے ہاتھ کو چور کا دل تصور کرکے سیدھے ہاتھ سے اس پر ضرب لگائے۔ یہ عمل بار بار کرے۔ ان شاء اللہ چور کا دل بے چین و بے قرار ہوگا اور وہ مال لاکر ڈال جائے گا۔ اس عمل سے پہلے اعلان بھی کردیا جائے کہ ہم عمل کررہے ہیں۔ جس سے چور کا دل بے قرار ہوگا اور وہ بے قراری کا احساس کرکے مال مسروقہ کو واپس کردیگا۔

بدخوابی سے حفاظت کے واسطے

سوتے وقت چت لیٹے اور انگلی سے ناف پر یا عمر لکھے۔

اچھی خواب کے واسطے

سوتے وقت چت لیٹے اور قلب پر انگلی سے یا عمر لکھے اور وضو کی حالت میں دائیں کروٹ سے سو جائے۔

تردّد کے دور کرنے کے واسطے استخارہ کرے

استخارہ کی دعا اور اس کے کرنے کا طریقہ

جو امور از قبیلہ خیر ہیں ان کا کرنا کسی رائے یا مشورہ کے محتاج نہیں۔ اسی طرح جو امور شر ہیں ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ البتہ جو امور مباح ہیں ان کے کرنے سے پہلے استخارہ کر لینا چاہیے۔ مثلاً شادی، منگنی، سفر یا اور کوئی کام ہو تو اس کے کرنے سے پہلے استخارہ ضرور کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالےٰ سے صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔

حدیث شریف میں بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے استخارہ کی اہمیت کا اظہار فرمایا ہے۔

استخارہ کا صحیح طریقہ

عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ اس کے بعد پورے خلوص کے ساتھ اور دل لگا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ

اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا تصور

اور دھیان کرے جس کام کے واسطے استخارہ کر رہا ہے۔ اس دعا کو پڑھنے کے بعد وضو کی حالت میں پاک بستر پر سیدھی کروٹ سے قبلہ کو منھ کر کے سو جائے ممکن ہے کہ کوئی خواب نظر آئے اور اس سے فیصلہ معلوم ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ خواب نظر نہ آئے مگر دل اس کام کی طرف سے ہٹ جائے یا پھر اس کام کی طرف دل مائل ہو جائے اگر میلان قلب اس کام کی طرف ہو جائے تو کام کو انجام دے لے اور اس میں پس و پیش نہ کرے۔ اور میلان قلب اس کام کی طرف نہ ہو تو اس کام کو ترک کر دے اور ہرگز اس کام کو انجام نہ دے۔ کیونکہ یہ فیصلہ من جانب اللہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو فیصلہ ہوگا وہ اٹل ہوگا حق ہوگا۔ ان شاء اللہ ایک سے سات روز تک کے عمل کے بعد کوئی نتیجہ ضرور برآمد ہو جائے گا۔

اگر حج کے لیے جانا ہو تو استخارہ نہ کرے کہ میں حج کو جاؤں یا نہ جاؤں، بلکہ یوں کرے کہ فلاں روز جاؤں یا نہ جاؤں اور اسی طرح بیعت کے لیے یہ استخارہ نہ کرے کہ بیعت ہوں یا نہ ہوں، بلکہ یوں کرے کہ فلاں بزرگ سے بیعت ہوں یا نہ ہوں یہ بھی واضح رہے کہ فرائض و واجبات یا سنن مؤکدہ وغیرہ احکام شرعیہ کے واسطے استخارہ ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ یہ ضروری چیزیں ہیں۔ فقط ان امور کے واسطے استخارہ کرے جو مباح ہیں۔

چیچک سے حفاظت کے واسطے

کثرت سے یہ آیت کریمہ پڑھے:۔ قُلْنَا یَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی إِبْرَاهِیمَ ۝ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝ پڑھ کر چیچک زدہ پر بار بار دم کرے۔ چیچک کی وبا اگر پھیلی ہوئی ہو تو مبتلا ہونے سے پہلے غوث الخلق حضرت شاہ درگاہی محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا تعویذ لکھ کر گلے میں موم جامہ کر کے ڈال دیا جائے۔

آگ سے حفاظت کے واسطے

اگر خدا نخواستہ آگ لگ جائے تو مذکورہ آیت کریمہ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ ط وَاَرَادُوْا بِهٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ ٥ پڑھکر بار بار آگ کی طرف پھونکے۔ انشاء اللہ آگ بجھ جائیگی

دردِ سر کے واسطے

اگر کسی کے سر میں درد ہو رہا ہو تو اس کے لیے اول و آخر ایک بار درود شریف اور درمیان میں آیت کریمہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ط پڑھے اور اس کی پیشانی کی کھال سیدھے ہاتھ سے پکڑ کر اس پر پھونکے۔ تین مرتبہ اسی طرح عمل کرے اور اس سے کہے کہو، اپنے سر کو جھٹکا بھی دے۔

طاعون سے حفاظت کے واسطے

اگر خدا نخواستہ طاعون پھیل جائے تو اس کے لیے محبوب رحمٰن غوث الخلق حضرت سید تاشاہ درگاہی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک پڑھ کر کافور کی ڈلی پر دم کرے اور اس کو بازو پر تعویذ کی طرح باندھے۔ تعویذ کا طریقہ وہی ہے جو اوپر گذر چکا کہ پہلے بسم اللہ پڑھے پھر یَا شَافِیْ یَا کَافِیْ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ پھر تعویذ مذکورہ طریقے پر پڑھے۔

لڑکی کی شادی کے واسطے

اگر کسی لڑکی کی شادی کے واسطے مناسب بات چیت نہ آتی ہو تو دن میں کسی بھی وقت ایک بار پوری سورۂ یوسف پڑھ کر دعا کیا کرے۔ وہ لڑکی کہ جس کی بات چیت نہیں آرہی ہے وہ خود بھی پوری سورۂ یوسف دن میں ایک بار پڑھے

اور اس کے والدین اور رشتہ دار بھی پڑھیں تو بہتر ہے۔ اور اگر لڑکی قرآن کریم پڑھی ہوئی نہیں ہے تو اس کے والدین یا رشتہ دار ہی پڑھ کر اس کے واسطے دعا کیا کریں، یہ عمل اس وقت تک کیا جائے کہ جب تک کہ مقصد پورا نہ ہو جائے۔

لُو سے حفاظت کے واسطے

اگر خدانخواستہ کسی کو لُو لگ جائے تو حضرت سیدنا شاہ درگاہی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا تعویذ لکھ کر گلے میں موم جامہ کر کے ڈال لیا جائے۔

نوٹ: لُو سے حفاظت کے واسطے بزرگوں کا فرمان ہے کہ خوب پانی پی کر گھر سے باہر نکلے اور پیاز کی گنٹھی جیب میں ڈال لے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ لُو سے محفوظ رہے گا۔

جان و مال اور اولاد کی حفاظت کے واسطے

جان و مال اور اولاد کی حفاظت کے لیے ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر بدن پر دم کرے اور سب کا تصور کر کے سوتے وقت پھونک دینا یا دستک دے دینا کافی و وافی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ و مامون رہے گا۔

عذابِ قبر سے نجات کے واسطے

موت کے بعد پہلی منزل قبر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس کو درست فرما دیا تو آئندہ آنے والی منزلیں بھی سہل ہو جائیں گی۔ اور اگر خدانخواستہ یہ منزل بگڑ گئی تو آنے والی منزلوں میں بھی بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ اس منزل کے آسان کرنے کے واسطے عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے ایک بار پوری سورۂ تبارک الذی پڑھ لیا کرے۔

حضور انور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سورۂ تبارک

الَّذِیْ کے بارے میں کہ "ھِیَ الْمَانِعَۃُ ھِیَ الْمُنْجِیَۃُ" یعنی یہ سورۃ تبارک الَّذِیْ عذاب کو روکنے والی اور عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔

دُعاء خاتمہ بالخیر

ہر مسلمان کو چاہیے کہ موت کو ہر وقت یاد رکھے۔ خدائے تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتا رہے اور خاتمہ بخیر کی آرزو کرتا رہے اور اس کے لیے اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کے دربار عالی میں دعائیں کرتا رہے۔

ہر نماز کے بعد ایک بار سورۃ الحمد اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ لینا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاجْعَلْ عَوَاقِبَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

دوسرا طریقہ یہ ہے:۔

کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرتے رہنا چاہیے۔ تسبیح کے آخری دانہ پر اس کلمہ کو پورا پڑھنا چاہیے۔ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اگر اس ذکر کی کثرت سے گا تو وقتِ انتقال بھی یہ کلمہ ان شاء اللہ تعالیٰ بے اختیار زبان پر آجائے گا۔

آیتِ قطب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی
طَآئِفَةً مِّنْکُمْ لا وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ
بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ ط یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ
مِنْ شَیْءٍ ط قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ ط یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ
مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ ط یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا
قُتِلْنَا هٰهُنَا ط قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ
کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ ج وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ
صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ۝

آغازِ قصیدہ

حضرت سیدنا غوث الثقلین قدس اللہ سرہٗ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ ۔ فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالِی

عشق نے مجھے کاسہ وصال کا پلایا ۔ پس میں نے کہا کہ اے میری شراب میرے پاس آ

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِی فِی کُؤُوْسٍ ۔ فَهِمْتُ بِسُکْرَتِی بَیْنَ الْمَوَالِی

پس میری طرف چلی اور کاسوں میں آگئی ۔ پس میں حیران ہو گیا اپنے نشہ سے سمجھا اپنے دوستوں میں

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا ۔ بِحَالِی وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِی

پس میں نے تمام دوستوں کو مژدہ دیا ۔ کہ تم بھی میرے ہی یہاں آ جاؤ کیونکہ تم بھی مرد راہ حق ہو

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِی ۔ فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِی مَلَالِی

اور ہمتیں باندھ کر پیو کیونکہ تم میرے لشکر ہو ۔ کیونکہ ساقی قوم نے میرے جام شراب لبالب بھر دیئے

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِی مِنْ بَعْدِ سُکْرِی ۔ وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّی وَاتِّصَالِی

تم نے میری بچی ہوئی شراب پی لی ہے جب مجھے نشہ ہو چکا ۔ اور نہ پہنچے تم میری بلندی مرتبہ اور اتصال کو

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ ۔ مَقَامِی فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِی

گو تم سب لوگوں کا مقام بلند ہے لیکن ۔ میرا مقام تم سے بلند ہے اور یہ بلندی جاتی نہیں

اَنَا فِی حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِی ۔ یُصَرِّفُنِی وَحَسْبِی ذُوالْجَلَالِ

میں درگاہ خدا میں تقرب و نزدیکی رکھتا ہوں ۔ پھیر دیا میرے حال کو اس نے اور میرے لیے ذوالجلال کافی ہے

أَنَا البَازِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
میں باز اشہب ہوں ہر شیخ کے لیے

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِي مِثَالِي
اور کون ہے مردوں میں میرے مانند جس کا ایسا مرتبہ ہو

كَسَانِي خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
پہنایا مجھ کو خلعت وجامہ علم وارادہ کا

وَتَوَّجَنِي بِتِيجَانِ الكَمَالِ
اور سر پر تاج رکھا تاجہائے کمال کا

وَأَطْلَعَنِي عَلَى سِرٍّ قَدِيمٍ
اور واقف کیا مجھ کو قدیم بھید پر

وَقَلَّدَنِي وَأَعْطَانِي سُؤَالِي
اور گردن بند ڈالا میری گردن میں اور دیا مجھ جو مانگا

وَوَلَّانِي عَلَى الأَقْطَابِ جَمْعًا
اور حاکم کیا مجھ کو تمام اقطاب (یعنی جملہ اولیا) پر

فَحُكْمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالِ
پس حکم جاری ہے میرا ہر حال میں

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي بِحَارٍ
اور اگر ڈال دیتا میں اپنا راز دریاؤں میں

لَصَارَ الكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ
تو کل دریا بیٹھ جاتے اس طرح کہ پھر وہ نہ عود کرتے

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالٍ
اور اگر ڈال دیتا میں اپنا راز پہاڑوں میں

لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ
ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور چھپ جاتے ریتوں میں

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتٍ
اور اگر ڈال دیتا میں اپنا راز مُردے پر

لَقَامَ بِقُدْرَةِ المَوْلَى تَعَالَى
اٹھ کھڑا ہوتا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَوْ دُهُورٌ
اور جو کچھ بھی اس نے خلق کیا مہینے یا زمانہ

تَمُرُّ وَتَنْقَضِي إِلَّا أَتَى لِي
جو کہ گذرتا ہے اور ختم ہوتا ہے مگر وہ آیا میرے سامنے

وَتُخْبِرُنِي بِمَا يَأْتِي وَيَجْرِي
اور خبر دی مجھ کو ہر چیز کی جو آئی اور جاری ہونیوالی تھی

وَتُعْلِمُنِي فَأَقْصِرْ عَنْ جِدَالِي
اور آگاہ کیا مجھ کو پس بچا رہو میرے جلال سے

مُرِيدِي هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
اے میرے مرید دل سے قصد کر اور خوش ہو اور بیباک و مست ہو

وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالاِسْمُ عَالِ
اور جو چاہے کر کیونکہ میرا نام اونچا ہے

مُرِيدِي لَا تَخَفْ اللهُ رَبِّي
اے میرے مرید نہ ڈر اللہ تعالیٰ میرا رب ہے

عَطَانِي رِفْعَةً نِلْتُ المَعَالِ
مجھے خدا نے رفعت دی ہے میں نے بلندیاں پائی ہیں

طُبُولِی فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ

میرے نام کے آسمانوں اور زمینوں میں نقارے بج رہے ہیں

وَشَاؤُوسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَا لِی

اور سعادت کے نجم میرے لیے ظاہر ہوئے ہیں

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِی تَحْتَ حُکْمِی

شہرہائے خدا میرا ملک ہے اور میرے زیر حکم ہیں

وَوَقْتِی قَبْلَ قَلْبِی قَدْ صَفَا لِی

اور میرا وقت میرے دل سے بہت پہلے صاف تھا

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا

میں نے دیکھا طرف تمام شہرہائے خدا کے

کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

مثل رائی کے دانہ کے حکم اتصال سے نظر آئے

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ

اور کل اولیا میرے قدم بقدم ہیں اور میں

عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالٖ

قدم بقدم پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوں جو بدر کمال ہیں

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ

اے میرے مرید نہ ڈر باتیں بنانے والے سے میں

عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالٖ

کیونکہ سخت ارادہ کیے ہوئے ہوں ہلاک کرنیوالا ہوں وقت جنگ

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ

میں حسنی ہوں اور مخدع میرا مقام ہے (یعنی حجرہ تنہائی کا)

وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالٖ

اور میرا قدم تمام آدمیوں کی گردنوں پر ہے (یعنی جملہ اولیا)

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں محی الدین میرا نام ہے

وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالٖ

اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر میرے جھنڈے ہیں

آغازِ حزب البحر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد - قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں مختلف مقاصد کے لیے قسم قسم کی دعائیں منقول ہیں۔ ہر ایک دعا جو صحیح طریقے سے ہو اس کی مقبولیت میں کلام نہیں۔ لیکن تجربہ سے یہ ثابت ہے اور ارباب حق کے نزدیک مسلم ہے کہ جس دعا کی باقاعدہ اجازت بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل ہوتی ہے وہ بہت مؤثر اور مفید ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ان بزرگوں کے توجہات روحانیہ اس دعا کے ساتھ ہوتے ہیں جو دربارِ الٰہی میں شرفِ قبولیت کا وسیلہ بن جاتے ہیں حضرات اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے مختلف ادعیہ کی اجازت اپنے متوسلین کو مرحمت فرمائی ہے۔ ان میں سے دعائے حزب البحر بہت مشہور ہے و تقریباً جملہ ارباب سلاسل میں متعارف ہے۔ ہمارے حضرات مرشدین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے خود یہ دعا پڑھی ہے اور اپنے متوسلین کو اس دعا کے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ ان کا فرمان ہے کہ اس دعا کے پڑھنے سے روزی کشادہ ہوتی ہے اور دنیوی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے حضرات مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم اس دعا کو محض رضائے الٰہی کے واسطے پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے احقر کا مشورہ ہے کہ مجھ سے خلوص رکھنے والے حضرات اس دعا کو رضائے الٰہی اور ترقی باطن

کی نیت سے پڑھیں۔ دنیوی امور ضمناً اللہ تعالیٰ خود پورے فرمادے گا۔ خاص ضروریات کے وقت شرح کے مطابق مقصد کی نیت کرے اور آئندہ اشارات سے رہنمائی حاصل کی جائے۔

دعائے حزب البحر کا ظہور اور رواج کس طرح ہوا؟

ارباب علم کا بیان ہے کہ سلطان السالکین قطب الواصلین غوث العارفین حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں الہام ہوا کہ حج کرو۔ انھوں نے اپنے مخلصین سے فرمایا کہ جہاز تلاش کرو۔ ایک بوڑھے عیسائی کا جہاز ملا۔ اس جہاز میں مع اپنے مخلصین کے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سوار ہوئے۔ اس زمانے میں بادبانی والا جہاز چلتا تھا۔ جس کی کامیابی و ناکامی کا دارومدار ہوا کی موافقت اور مخالفت پر تھا۔ سوء اتفاق سے ہوا موافق نہ ہوئی۔ لوگ پریشان ہوئے اور حضرت شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے بدعقیدہ، کہ ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ حج کرو اور حج میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ حضرت شیخ کو جب اس سے تنگ دلی ہوئی تو خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کا الہام ہوا۔ آپ نے پڑھنا شروع کیا اور جہاز کے کپتان سے کہا کہ جہاز کو چھوڑ دو۔ اس کو تامل تھا مگر حضرت شیخ موصوف علیہ الرحمۃ کے اصرار پر جہاز کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے ساتھ مقصد کی طرف پھیر دیا۔ اس مقبولیت کو دیکھ کر عیسائی کے لڑکے مسلمان ہو گئے لیکن عیسائی کو اس سے ناگواری ہوئی۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے لڑکے حضرت شیخ موصوف کے ہمراہ بہشت میں جا رہے ہیں۔ بوڑھے عیسائی نے چاہا کہ میں بھی ان کے ساتھ چلوں لیکن فرشتوں نے روک دیا اور کہا کہ تو اس کا اہل نہیں۔ جب وہ بوڑھا عیسائی خواب سے بیدار ہوا

تو فوراً ہی مشرف باسلام ہو گیا۔

ہمارے حضرات مرشدین سلسلہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہم نے اس دعا کو اپنے اذکار میں داخل کیا۔ اس میں الفاظ قرآنی ہیں اور کلمات احادیث، دعاؤں کے مضامین قواعدِ شرع کے مطابق۔ لہذا اس پر کوئی شرعی نکتہ چینی بھی نہیں ہو سکتی۔

طریقہ زکوٰۃ حزب البحر

کسی عمل کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لیے جو مخصوص عمل کیا جاتا ہے اس کو اصطلاحاً "زکوٰۃ" کہتے ہیں۔ اس دعا کے مفید اور مستحکم بنانے کے مختلف طریقے بزرگوں سے منقول ہیں۔

پہلا طریقہ جو سہل ہے وہ یہ ہے کہ ماہ صفر کی چھٹی تاریخ سے آٹھ صفر تک اعتکاف کیا جائے یعنی مرد مسجد میں تین روز مقیم رہے اور تینوں روز، روزہ بھی رکھے۔ پانچویں تاریخ کو غروب آفتاب سے قبل مسجد میں داخل ہو جائے اور اعتکاف کی نیت کرے۔ بعد نماز مغرب دعائے مذکورہ کو ایک بار بعد نماز عشاء ایک بار اور صبح کو بعد نماز چاشت ایک بار پڑھے۔ ہر روز یہی عمل کیا جائے۔ اعتکاف کے اختتام پر ۸ تاریخ کی شام کو چند مساکین کو اپنے ساتھ کھلانے میں شریک کرے۔ اور اس کا ثواب اپنے مرشدین کرام رح اور صاحب دعا حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح مقدسہ کو پہنچائے۔ اس طریقہ میں ترک حیوانات وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ نویں تاریخ سے ایک بار روزانہ پڑھ لیا کرے۔ اس کے لیے کسی نماز کے بعد وقت مقرر کرلے اور حتی الوسع اس کے خلاف نہ کرے۔ اگر وقت نکل جائے تو دوسرے وقت پڑھ لے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تین روز اعتکاف کرے، روزہ رکھے، ترک حیوانات

کرے یعنی انڈا، گوشت، مچھلی نہ کھائے۔ اور ہر روز روزہ کی حالت میں ایک سو
بار اس دعا کو پڑھے۔ اختتام اور اعتصام پڑھتے وقت داخل نہ ہوگا۔ تین روز
میں یہ دعا تین سو ساٹھ ۳۶۰ بار ہو جائے گی۔ بعد میں حسب قاعدہ مذکورہ روزانہ
ایک بار شروع کر دے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ بارہ روز اعتکاف کرے، روزہ رکھے۔
ترک حیوانات کرے اور ہر روز تیس بار پڑھے۔ اس صورت میں بھی مجموعہ تین سو ساٹھ
بار ہوگا۔ بعد میں حسب قاعدہ مذکورہ روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرے۔

اعتصام و اختتام کسے کہتے ہیں

دعائے حزب البحر سے پہلے اور بعد کچھ قرآنی آیات اور کچھ دعائیں بزرگوں
سے منقول ہیں جو حصہ اول میں پڑھا جاتا ہے اس کو اعتصام اور جو بعد میں پڑھا
جاتا ہے اس کو اختتام کہتے ہیں۔ یہ اختتام و اعتصام حضرات مرشدین سلاسل
نے جس طرح مناسب سمجھے اپنے متوسلین کو پڑھنے کے لیے بتا دیے۔ اس لیے جو دعائیں
مطبوعہ ہیں ان میں اصل دعائے حزب البحر کا تو اختلاف نہیں ہے۔ لیکن اعتصام
اختتام میں اچھا خاصا اختلاف ہے۔

متوسلین سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ کو یہ طریقہ اختیار کرنا
چاہیے جو اس رسالہ میں مذکور ہے۔

اعتصام

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
میں مردود شیطان سے خدا کی پناہ لیتا ہوں
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔ بیحد مہربان نہایت رحم والا
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝
مالک روز جزا کا تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
بتلا ہم کو سیدھا راستہ، راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا
عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ اٰمِیْن ۝
نہ کہ جن پر تیرا غصہ ہوا اور نہ گمراہ لوگوں کا قبول فرما!
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ
تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے پیدا کیے آسمان و زمین اور بنایا اندھیرا

وَالنُّوْرَ ○ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ ھُوَ الَّذِیْ

اور اجالا۔ پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ اوروں کو برابر کیے دیتے ہیں۔ وہی ہے

خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا ○ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ

جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے۔ پھر مقرر کر دیا ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک

ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ○ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ، منتظم ہے۔

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

نہیں پکڑ سکتی اس کو اونگھ اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ ایسا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ

کون ہے جو اس کے پاس سفارش کرے۔ مگر اس کی اجازت سے۔ جانتا ہے جو کچھ خلقت کے

وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ

روبرو ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اسکی معلومات سے۔ مگر

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا

جتنا وہ چاہے سمائے ہوئے ہے اسکی کرسی تمام آسمانوں اور زمین کو اور گراں نہیں اس پر ان کی حفاظت

وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ

اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔ مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اس پر اس کے رب کی طرف سے

مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ○ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ

اور مسلمانوں نے بھی سب مان لیا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو

وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا

اور اس کے رسولوں کو۔ کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کر سکتے رسولوں میں سے کسی کو اور کہا کہ ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

اور فرمانبرداری کی تیری بخشش چاہتے ہیں ای ہمارے رب اور تیری طرف لوٹنا ہے اللہ تکلیف نہیں

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

دیتا کسی نفس کو مگر جس قدر اسکی گنجائش ہے اسی کیلیے ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ

ہے جو اس نے کیا۔ اے رب نہ پکڑ تو ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے ہمارے رب نہ رکھ

عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ

ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا تو نے ہم سے اگلے لوگوں پر اے ہمارے رب اور

لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَ

نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخشش فرما ہمیں

ارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور رحم فرما ہم پر تو ہی ہمارا آقا ہے۔ مدد کر ہماری کافروں پر۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً

پھر اتارا تم پر تنگی کے بعد امن کو جو اونگھ تھی کہ ڈھک لیا اس اونگھ نے بعض کو

مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

تم سے اور بعض کو فکر پڑ رہی تھی اپنی جان کی، خیال کرتے تھے اللہ پر

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ

جھوٹے خیال جاہلوں کی طرح۔ کہتے ہیں کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ میں؟

مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ

تو کہہ دے کہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ چھپاتے ہیں اپنے جی میں

مَا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ط يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا

وہ جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ میں تو

قُتِلْنَا هٰهُنَا ○ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ

ہم مارے نہ جاتے اس جگہ۔ تو کہدے اگر ہوتے تم اپنے گھروں میں تو البتہ باہر نکلتے جن پر

عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ

لکھ دیا تھا مارا جانا اپنے پڑاؤ پر اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے

وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

اور صاف کرنا اس کا جو تمہارے دل میں ہے اور اللہ جانتا ہے دلوں کے بھید۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا

نرم دل ہیں آپس میں۔ تو دیکھے گا ان کو رکوع میں اور سجدے میں۔ ڈھونڈتے ہیں فضل

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط

اللہ کا اور اس کی خوشی۔ نشانی ان کے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ

یہ شان ہے ان کی تورات میں اور صفت ہے ان کی انجیل میں جیسے کھیتی نے

اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ

نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

سے جو ایمان لائے ہیں اور بھلے کام کیے ہیں معافی کا اور بڑے ثواب کا

دُعاءِ حزبُ البحر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيْمُ اَنْتَ رَبِّيْ وَعِلْمُكَ

اے برتر، اے بزرگ اے بردبار اے جاننے والے تو ہی میرا پروردگار ہے اور تیرا علم

حَسْبِيْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّيْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِيْ تَنْصُرُ مَنْ

مجھ کو کافی ہے۔ پس کیا ہی اچھا میرا پروردگار ہے اور کیا ہی اچھا کفایت کرنیوالا ہے۔ مدد کرتا ہے تو جسکی

تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ فِي

چاہتا ہے اور تو ہی غالب رحم والا ہے۔ سوال کرتے ہیں تجھ سے حفاظت کا

الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ

حرکات اور سکنات میں اور الفاظ اور ارادوں اور خیالات میں

مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ

جو ازجنس گمان اور شک اور وہم ہوں جو دلوں پر حجاب بن جایا کرتے ہوں

عَنْ مُطَالَعَةِ الْغُيُوْبِ فَقَدِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

پوشیدہ باتوں پر اطلاع پانے سے۔ بیشک مومنین امتحان میں ڈالے گئے اور ہلائے گئے

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ○ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ

سخت ہلایا جانا۔ اور جس وقت کہ کہتے تھے منافقین اور وہ لوگ

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا

جن کے دلوں میں بیماری ہے نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ اور رسول نے لیکن دھوکہ کا

ل شَدِيْدًا پڑھتے وقت داہنی انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کرے

فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا[1] عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ ○ وَسَخِّرْ لَنَا

پس ہم کو ثابت قدم رکھو اور مدد کر ہماری تمام مخلوق کے مقابلہ پر اور تابع بنا دیجیے

هٰذَا الْبَحْرَ کَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ النَّارَ

ہمارے لیے اس دریا کو جیسے تابع بنایا موسےٰ علیہ السلام کے لیے اور جیسے تابعدار بنایا

لِاِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِیْدَ

آگ کو ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور جیسے تابعدار کر دیا پہاڑوں اور لوہے کو

لِدَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الرِّیْحَ وَالشَّیٰطِیْنَ وَالْجِنَّ

داؤد علیہ السلام کے لیے اور حکم بردار کیا تھا ہوا اور شیاطین اور جنات کو

لِسُلَیْمٰنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ

سلیمان علیہ السلام کے لیے اور تابع بنا دیجیے ہمارے لیے ہر دریا کو جو تیرے لیے ہے

فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنْیَا

آسمان اور زمین میں اور دونوں جہان کی حکومت کو

وَبَحْرَ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ شَیْءٍ یَّا مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ

اور دنیا اور آخرت کے دریا کو مسخر کر دیجیے ہمارے لیے ہر چیز کو اے ذاتِ گرامی جس کے قبضہ میں ہے

کُلِّ شَیْءٍ ○ کٓهٰیٰعٓصٓ[2] کٓهٰیٰعٓصٓ کٓهٰیٰعٓصٓ

ملکیت ہر چیز کی۔ ان الفاظ کے معنے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

[1] انصرنا پڑھتے وقت مطلب کا خیال دل میں رکھے

[2] یہ کلمہ تین بار پڑھا جائے گا (اسی طرح تحریر ہے) پہلی مرتبہ میں اول حرف کے ساتھ چھنگلیا پھر دوسرے حرف کے ساتھ چھنگلیا کے قریب کی انگلی تیسرے حرف کے ساتھ بیچ کی انگلی، چوتھے حرف کے ساتھ شہادت کی انگلی، پانچویں حرف کے ساتھ انگوٹھا بند کرے اور اسی طرح بند رکھے۔ پھر دوسرے کٓهٰیٰعٓصٓ کو پڑھتے وقت اسی ترتیب سے کھولے۔ پھر تیسرے کٓهٰیٰعٓصٓ کو پڑھتے وقت اسی طرح بند کرے۔

اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ○ وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ

ہماری مدد کر، توسب سے بہتر مدد کرنے والا ہے اور کھولدے ہمارے لیے رحمت کو بیشک

الْفَاتِحِيْنَ ○ وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ○ وَارْحَمْنَا

تو سب سے بہتر کھولنے والا ہے۔ ہم کو بخش دے پس بہترین بخشنے والا ہے اور رحم فرما

فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

ہم پر آپ بے شک سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں اور ہم کو روزی دے کیونکہ آپ

وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ ○ وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا

سب سے بہتر روزی دینے والے ہیں اور ہماری حفاظت کیجیے کیونکہ آپ سب سے بہتر حفاظت

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رِيْحًا

کرنے والے ہیں اور ہمکو ہدایت فرما دیجیے اور چھٹکارا دلادیجیے ظالموں سے اور عنایت

طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ

فرما دیجیے ہم کو اپنی طرف سے ایک عمدہ ہوا جیسا کہ وہ تیرے علم میں ہے اور چلا دے

رَحْمَتِكَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ وَالسَّلَامَةِ

اس ہوا کو ہم پر اپنی رحمت کے خزانوں سے اور لے جا ہمکو اس کے ذریعہ سے عزت کا

وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

لے چلنا اور دین اور دنیا اور آخرت کے امن وچین کے ساتھ کیونکہ آپ ہر چیز پر

ا؎ اُنْصُرْنَا پڑھتے وقت پہلی انگلی (یعنی چھنگلیا) کھول دے۔

۲؎ وَافْتَحْ لَنَا پڑھتے وقت دوسری انگلی کھول دے۔

۳؎ وَاغْفِرْ لَنَا پڑھتے وقت تیسری انگلی کھول دے۔

۴؎ وَارْحَمْنَا پڑھتے وقت چوتھی انگلی کھول دے۔

۵؎ وَارْزُقْنَا پڑھتے وقت پانچویں انگلی کھول دے۔

نوٹ:۔ ترکیب کھولنے کی وہی ہے جو بند کرنے کی ہے۔

قَدِیْرٌ ○ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا

قادر ہیں۔ اے اللہ آسان فرما دے ہمارے لیے ہمارے تمام کام دلوں اور بدنوں کی

وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِیَةِ فِیْ دِیْنِنَا وَدُنْیَانَا وَکُنْ صَاحِبَنَا

راحت کے ساتھ اور سلامتی اور امن کے ساتھ ہمارے دین اور دنیا میں اور ہو جائیے

فِیْ سَفَرِنَا وَخَلِیْفَةً فِیْ اَھْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰی وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا

ہمارے رفیق ہمارے سفر میں اور ہمارے پیچھے نگہبانی کرنیوالے ہمارے گھر بار کی اور بگاڑ دے

وَامْسَخْھُمْ عَلٰی مَکَانَتِھِمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْمُضِیَّ وَلَا

چہرے ہمارے دشمنوں کے اور ان کو مسخ کر دے ان کی جگہ پر کہ نہ طاقت رکھیں وہ ہم پر گزرنے کی

الْمَجِیْئَ اِلَیْنَا وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰی اَعْیُنِھِمْ فَاسْتَبَقُوا

اور نہ ہماری طرف آنے کی (اور آپ نے فرمایا ہے) کہ اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو پٹ

الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰھُمْ عَلٰی مَکَانَتِھِمْ

کر دیں کہ وہ راستے کی طرف دوڑتے پھریں۔ پھر کہاں دیکھ سکتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو مسخ

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ○ یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ

کر دیں انکو انکی جگہ پر پھر نہ طاقت رکھیں چلے جانے کی اور نہ لوٹ سکیں۔ قسم ہے قرآن

الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

حکیم کی بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں سیدھے راستے پر۔

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ

یہ قرآن اتارا ہوا ہے خدائے غالب رحیم کا۔ تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو کہ ڈرائی گئیں

(فائدہ) [1] اُمُوْرَنَا پڑھتے وقت مطلب کا دل میں خیال رکھے

(فائدہ) [2] "وجوہ" پڑھتے وقت بہ تصور اعداء داہنے ہاتھ کی مٹھی باندھ کر نیچے کو اشارہ کیے اور کھولدے۔

أَبَآءُهُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى أَكْثَرِهِمْ

ان کی پہلی نسلیں۔ اسی وجہ سے وہ غافل ہیں۔ سچی ہو چکی ہے بات خدا کی انمیں سے اکثر پر

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ إِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلٰلًا فَهِيَ

پس یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے ڈال دیے ہیں ان کی گردنوں میں طوق کہ وہ

إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ

ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں۔ پس ان کے سر اینچے ہوئے ہیں۔ اور قائم کردی ہم نے ان

سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

کے سامنے دیوار، ان کے پیچھے دیوار اس سے ان کو آڑ میں کر دیا کہ وہ دیکھ نہیں سکتے

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ط شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ط شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ط

بگڑ جائیں چہرے۔ بگڑ جائیں چہرے۔ بگڑ جائیں چہرے

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ط وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○

اور جھک جائیں چہرے خدائے حی و قیوم کے سامنے اور نقصان میں پڑا وہ شخص جس نے

طٰسٓ ○ طٰسٓمٓ ○ حٰمٓ عٓسٓقٓ ○ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا

اٹھایا گناہ کا بار۔ ملایا دو دریاؤں کو کہ ایک ساتھ بہتے ہیں کہ ان کے بیچ میں

بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ○ حٰمٓ ○ حٰمٓ ○ حٰمٓ ○ حٰمٓ حٰمٓ ○ حٰمٓ ○

پردہ ہے تجاوز نہیں کر سکتا وہ دریا اپنی حد سے

تنبیہ) یہ کلمہ تین بار لکھا گیا۔ ہر مرتبہ پڑھتے وقت دل میں اپنے دشمنوں کا خیال رکھے کہ تباہ ہو جائیں اور ہر بار الٹا ہاتھ زمین پر مارے۔

نوٹ یہ کلمات سات مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ جس طرح لکھے گئے ہیں۔ پہلا حم پڑھکر داہنی طرف پھونکے۔ دوسری بار پڑھ کر بائیں طرف۔ تیسری بار پڑھ کر سامنے اور چوتھی بار پڑھ کر پیچھے اور پانچویں بار پڑھ کر اوپر اور چھٹی بار پڑھ کر نیچے اور ساتویں بار دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر دم

حُمَّ الْاَمْرُ وَجَآءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ ٥ حٰمٓ ٥ تَنْزِيْلُ

گرم ہوا کام اور آگئی مدد پس وہ ہم پر فتح نہیں پا سکتے ۔ اس کتاب کا اترنا

الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ٥ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ

اللہ کی جانب سے جو غالب اور دانا ہے ۔ گناہ بخشنے والا اور قبول کرنے والا

التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ

توبہ کا ۔ سخت عذاب والا ، بڑے انعام والا ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اسی کی

الْمَصِيْرُ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا يٰسٓ ٥ سَقْفُنَا

طرف لوٹنا ہے ۔ بسم اللہ ہمارا دروازہ ہے ۔ تبارک الذی ہماری چار دیواری ۔ یٰس

كٓهٰيٰعٓصٓ[1] ٥ كِفَايَتُنَا حٰمٓ عٓسٓقٓ ٥ حِمَايَتُنَا فَسَيَكْفِيْكَهُمُ

ہماری چھت ہے ۔ کہیعص ہم کو کافی ہے ۔ حمعسق ہماری پناہ ہے ۔ پس عنقریب کفایت کریگا انکو

اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥ سِتْرُ[3] الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا

اللہ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ۔ عرش کا پردہ ہمارے اوپر چھوٹا ہوا ہے ۔

وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا وَبِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدَرُ اَحَدٌ

اور اللہ کی نظر ہماری طرف متوجہ ہے ۔ اور اللہ کی مدد سے ہمارے اوپر کوئی قابو نہیں

فائدہ[1] یہاں داہنے ہاتھ کی انگلیاں بند کرے ۔ چھنگلیا سے بند کرنا شروع کرے انگوٹھے پر ختم کرے ۔ اول حرف پڑھنے میں چھنگلیا بند کرے ۔ دوسرے پر اس کے پاس والی ، تیسرے پر درمیانی ، چوتھے پر انگشت شہادت ، پانچویں پر انگوٹھا ۔ اسی طرح ہر حرف پڑھنے کے ساتھ ہی انگشت بند کرے ۔

[2] یہاں انگلیاں کھولے اسی ترتیب سے جس طرح کہ ہر حرف پر بند کی تھیں ۔

[3] سِتْرُ الْعَرْش سے لَا يُقْدَرُ اَحَدٌ عَلَيْنَا تک سات بار پڑھے جس طرح لکھا گیا ہے

عَلَيْنَا۔ سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ
پائے گا۔ عرش کا پردہ ہمارے اوپر چھوٹا ہوا ہے اور اللہ کی نظر ہماری طرف متوجہ ہے
اِلَيْنَا وَبِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدِرُ اَحَدٌ عَلَيْنَا۔ سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ
اور اللہ کی مدد سے ہمارے اوپر کوئی قابو نہیں پا سکتا۔ عرش کا پردہ ہمارے اوپر
عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا وَبِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدِرُ اَحَدٌ
چھوٹا ہوا ہے اور اللہ کی نظر ہماری طرف متوجہ ہے اور اللہ کی مدد سے ہمارے اوپر کوئی
عَلَيْنَا سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا
قابو نہیں پا سکتا۔ عرش کا پردہ چھوٹا ہوا ہے اور اللہ کی نظر ہماری طرف متوجہ ہے
وَبِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدِرُ اَحَدٌ عَلَيْنَا سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا
اور اللہ کی مدد سے ہمارے اوپر کوئی قابو نہیں پا سکتا۔ عرش کا پردہ ہمارے اوپر چھوٹا
وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا وَبِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدِرُ اَحَدٌ عَلَيْنَا
ہوا ہے اور اللہ کی نظر ہماری طرف متوجہ ہے اور اللہ کی مدد سے ہمارے اوپر کوئی قابو نہیں
سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا وَ
پا سکتا۔ عرش کا پردہ ہمارے اوپر چھوٹا ہوا ہے اور اللہ کی نظر ہماری طرف متوجہ ہے اور
بِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدِرُ عَلَيْنَا سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَ
اللہ کی مدد سے ہمارے اوپر کوئی قابو نہیں پا سکتا۔ عرش کا پردہ ہمارے اوپر چھوٹا
عَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا وَبِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدِرُ اَحَدٌ عَلَيْنَا
ہوا ہے اور اللہ کی نظر ہماری طرف متوجہ ہے اور اللہ کی مدد سے ہمارے اوپر کوئی قابو
وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ
نہیں پا سکتا اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے بلکہ یہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں ہے

مَّحْفُوْظٌ ○ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

اللہ اچھا نگہبان ہے۔ اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاللّٰهُ خَيْرٌ

اللہ اچھا نگہبان ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اللہ اچھا

حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِيْ

نگہبان ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ بے شک میرا مدد کرنے والا اللہ ہی

نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِيْ

ہے جس نے اتاری کتاب اور وہی نیکوں کی مدد فرماتا ہے۔ بے شک مدد کرنے والا اللہ

نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ اِنَّ وَلِيِّ اللّٰهُ الَّذِيْ

ہی ہے جس نے اتاری کتاب اور وہی نیکوں کی مدد فرماتا ہے۔ بے شک میرا مدد کرنے والا اللہ

نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

ہی ہے جس نے اتاری کتاب اور وہی نیکوں کی مدد فرماتا ہے۔ مجھ کو اللہ کافی ہے۔ اس کے

هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ حَسْبِيَ اللّٰهُ

سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ مجھ کو کافی ہے اللہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

مجھ کو کافی ہے اللہ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش

فائدہ ۱؎ اس آیت مبارکہ کو تین بار پڑھا جائے۔ تین بار تحریر ہے۔

فائدہ ۲؎ اس آیت مبارکہ کو تین بار پڑھا جائے۔ تین بار تحریر ہے۔

فائدہ ۳؎ اس آیت مبارکہ کو سات بار پڑھا جائے۔ سات بار تحریر ہے

الْعَظِيْمِ ۝ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ

عظیم کا رب ہے۔ مجھ کو اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ مجھ کو کافی ہے اللہ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ

نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ مجھ کو کافی ہے اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر

تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ مجھ کو کافی ہے اللہ اس کے سوا کوئی معبود

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ

نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ ابتدا ہے اس اللہ کے نام سے

لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ

جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سننے

الْعَلِيْمُ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ

والا اور جاننے والا ہے۔ ابتدا ہے اس اللہ کے نام سے جس کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں

وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ

پہنچاتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ابتدا ہے اس اللہ کے نام کے ساتھ

مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا

تنبیہ: یہ دعائے مقدسہ بھی تین مرتبہ پڑھی جائے۔ تین ہی بار تحریر ہے۔

[لہ] وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

اور نہیں ہے طاقت اور نہ قوت مگر اللہ ہی کے لیے جو برتر ہے عظیم ہے۔ اور نہیں ہے طاقت

اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ

اور نہ قوت مگر اللہ ہی کے لیے جو برتر عظیم ہے۔ اور نہیں ہے طاقت اور نہ قوت مگر اللہ

الْعَظِیْمِ ۝ [٢ع] اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

ہی کیلئے جو برتر عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے میں پناہ مانگتا ہوں اسکی مخلوقات کے شر سے

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ اَعُوْذُ

اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے میں پناہ مانگتا ہوں اسکی مخلوقات کے شر سے۔ اللہ تعالیٰ

بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ یَا عَظِیْمَ

کے کامل کلمات کے ذریعے میں پناہ مانگتا ہوں مخلوقات کے شر سے۔ اے بڑی

السُّلْطَانِ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ یَا دَائِمَ النِّعَمِ یَا بَاسِطَ

سلطنت والے۔ اے قدیمی احسان والے۔ اے ہمیشہ نعمتوں کے دینے والے۔ اے روزی

الرِّزْقِ یَا وَاسِعَ الْعَطَایَا یَا دَافِعَ الْبَلَایَا یَا سَامِعَ الدُّعَآءِ

فراخ کرنیوالے۔ اے وسیع عطیوں والے۔ اے بلاؤں کے دفع کرنے والے۔ اے دعا کے سننے والے

یَا حَاضِرًا لَّیْسَ بِغَائِبٍ یَا مَوْجُوْدًا عِنْدَ الشَّدَآئِدِ یَا خَفِیَّ

اے حاضر جو کبھی غائب نہیں۔ اے موجود وقت شدائد کے۔ اے مخفی مہربانی

اللُّطْفِ یَا لَطِیْفَ الصُّنْعِ یَا حَلِیْمًا لَّا یَعْجَلُ یَا جَوَادًا لَّا یَبْخَلُ

والے۔ اے بہتر کارساز۔ اے حلیم عجلت سے کام نہ لینے والے۔ اے سخی جو کبھی بخل نہ کرے

فائدہ لہ اس کلمہ کو بھی تین بار پڑھا جائے۔ تین ہی بار لکھا گیا ہے

〃 ٢ع اس کلمہ کو بھی تین بار پڑھا جائے۔ تین ہی بار لکھا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو!

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

تم بھی درود اور سلام بھیجو۔ اور رحمت کاملہ نازل فرمائے اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں سے بہتر

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی اولاد پر اور تمام صحابہ پر اپنی رحمت خاص سے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے

اختتام

اَللّٰھُمَّ اَحْرِقْ عَوَارِضَ قَلْبِیْ بِنَارِ عِشْقِکَ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی

اے اللہ میرے دل کی خرابیاں اپنی آتش عشق سے بہ طفیل نبی کریم صلے اللہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ

علیہ وسلم جلا دے۔ اے اللہ میرے دل کو اپنے غیر سے پاک کر دے اور اپنی معرفت کی

مَعْرِفَتِکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ

روشنی سے دل کو روشن فرما دے۔ اے اللہ اے اللہ اے اللہ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ اَللّٰھُمَّ

کہ تو اپنا عاشق بنالے۔ اور اپنے عاشقوں کا عاشق اور ایسے عمل کی محبت میرے دل میں پیدا کر دے جو تجھ سے

لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا

قریب کر دے۔ اے اللہ ہمارے کسی گناہ کو بغیر معاف کیے نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور فرما اور ہر قرض کو ادا فرما

ـــــــــــ

لہ اَللّٰھُمَّ اَحْرِقْ سے عشق سوا تک تک تین بار پڑھے۔

إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ

دین اور دنیا کی ہر حاجت کو پورا فرما۔ اے اللہ

اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ

اپنی حلال چیزیں اتنی دے کہ ہم حرام سے بچیں اور اپنے کرم سے اپنے اغیار سے بے نیاز

سِوَاكَ ط (یہاں تک تین بار پڑھے) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا

کر دے۔ اے اللہ ہمارے دلوں کو ہدایت کے بعد کج راہ نہ فرما

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ط اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ اِنَّكَ

اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرما بے شک تو بہت بخشش کرنے والا ہے۔ بے شک

اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ

تو بہت بخشش کرنے والا ہے۔ بے شک تو بہت بخشش کرنیوالا ہے۔ اللہ سے پناہ مانگتا ہوں

الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ اَعُوْذُ

اس تنزل سے جو ترقی کے بعد ہو۔ اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس تنزل سے جو ترقی کے بعد ہو

بِاللّٰهِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ ط اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ

اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس تنزل سے جو ترقی کے بعد ہو۔ اے پروردگار جبریل اور میکائیل

وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ

اور اسرافیل کے۔ خالق زمین و آسمان کے۔ عالم ہر غیب و حاضر کے

الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

تو فیصلہ فرماتا ہے اپنے بندوں کے درمیان امور اختلافی میں

فائدہ: اس کلمہ کو تین بار پڑھے۔ تین بار تحریر ہے۔

فائدہ: اس کلمہ کو تین بار پڑھے۔ تین بار تحریر ہے۔

يَخْتَلِفُوْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَ

اے اللہ تو ہمیں ہدایت کر جس میں لوگ مختلف ہیں حق بات سے اور

ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلٰى صِرَاطِكَ وَاجْعَلْنَا مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنَا

ہمارے قدم ثابت فرما اپنی راہ پر اور ہمیں توبہ کرنے والوں میں داخل فرما اور

مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنَا فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْنَا

اور ہم کو پاکوں میں داخل فرما اور اپنے نیک بندوں میں داخل فرما اور ہمیں

فِيْ عِبَادِكَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ لَا اِلٰهَ

اپنے ان بندوں میں داخل فرما جن کو خوف وخطر اور رنج وملال نہیں ۔ کوئی تیرے

اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

سوا معبود نہیں تو پاک ہے ۔ میں ظالموں میں سے ہوں ۔ اے حقیقی زندہ! اے

يَا اِلٰهَنَا وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ٥ اَللّٰهُمَّ

دائم البقا ۔ اے ہمارے معبود اور ہر چیز کے معبود ۔ اے ذوالجلال والاکرام! اے اللہ

افْتَحْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاجْعَلْ عَوَاقِبَ اُمُوْرِنَا

ہماری ابتدا بخیر فرما اور ہمارا خاتمہ بخیر فرما اور ہمارے کاموں کا انجام بخیر فرما!

بِالْخَيْرِ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ اَللّٰهُمَّ

تیرے قبضہ میں خیر ہے ۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ

تَقَبَّلْ هٰذَا الدُّعَاءَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَبِحُرْمَةِ سَائِرِ

اس دعا کو قبول فرما بہ طفیل سید المرسلین اور بہ تصدق تمام

الْمُرْشِدِيْنَ ٥ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ ٥ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ

مرشدین ۔ (اے اللہ) قبول فرما ۔ قبول فرما ۔ قبول فرما! اور ہماری آخری پکار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

یہ ہے "سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو عالموں کا پروردگار ہے۔

ھدایت

حزب البحر پڑھنے والوں کو چاہیے کہ وہ پڑھتے وقت ان اشارات کا دھیان رکھیں جو کتاب کے اندر دیے گئے ہیں۔ ہر اشارے کا مطلب نمبر لکھ کر نیچے حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ پڑھنے سے پہلے ایک نظر پوری حزب البحر پر ڈال کر اُن اشارات اور اس کے مطالب کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔

اگرچہ اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک رہے۔ مگر پھر بھی احتیاط اسی میں ہے کہ پہلے کسی سمجھ دار کو سُنا کر اس کو صحیح کر لیا جائے۔

ہر روز بعد نماز فجر اس دعا کو پڑھا جائے۔

گذارش

کتاب کے اخیر میں تبرکاً میں اپنے شیخ طریقت سیدنا و مرشدنا مولانا و ملجانا قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب قدس سرہٗ کے حالات شریفہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی جامع الکمالات و مجمع البحرین تھی۔ لہٰذا اہل سلسلہ کے واسطے اس گلشن کی تھوڑی سی خوشبو پہنچانے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

خاتمۂ کتاب

در بیان

حالات شریفہ و مقامات رفیعہ

منبع البرکات والفیوضات قطب الاقطاب فرد اکمل مراد اعظم سیدنا و مرشدنا

مولانا و ملجانا قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب

قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عم نوالہٗ نے اپنے دین اسلام اور شریعت مطہرہ کے احکام کی اشاعت و ترویج کے لیے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بڑے بڑے

جلیل القدر حضرات کو جلوہ گر فرمایا۔ جنھوں نے اپنی جانوں کو شریعت و طریقت کے پھیلانے میں فنا کر دیا۔ اور بے شمار خدا کے بندوں کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا اور بے شمار لوگوں کو ضلالت و گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر ان کی اصلاح کر کے نور کے راستے پر گامزن کیا۔ ان حضرات کرام کے ذریعے ہر چہار سو انوار و برکات چھا گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مراتب علیا عطا فرمائے اور ان کے طفیل و توسل سے بندگان خدا کو اپنے قرب اور رضا کا مستحق بنایا۔ بڑی بڑی اولوالعزم ہستیوں نے اس کار عظیم کو انجام دیا۔ جن کی صحیح تعداد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ کوئی شخصیت علوم ظاہری کی حامل تھی تو کوئی علوم باطنی میں کامل اور ایسے حضرات بھی جلوہ گر ہوئے جنہیں جامع الکمالات و مجمع البحرین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ بعض حضرات نے خلوت و گوشہ نشینی میں رہ کر اپنے کمالات باطنی کو پردوں میں مخفی رکھا۔ خلوت میں یکسوئی کے ساتھ اپنے مولیٰ جل شانہٗ و عم نوالہ کی عبادت و ریاضت کرتے رہے۔ دنیا اور اہل دنیا سے تعلق نہ رکھا۔ بس رشد و ہدایت کے طالبین کو علوم ظاہری و باطنی سے فیضیاب کیا اور پروردگار عالم جل شانہٗ و عم نوالہٗ کے جوار رحمت میں تشریف لے گئے۔

چنانچہ ایسے ہی حضرات میں سیدنا و مرشدنا مولانا و ملجانا قبلہ عالم حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب قادری مجددی قدس سرہٗ شامل ہیں۔ جن کے حالات مبارکہ کتاب کے آخر میں بطور برکت ناظرین کے واسطے تحریر کیے گئے ہیں۔ اگرچہ حضرت قبلہ رح کی ذات بابرکت کے حالات و مقامات حد بیان و تحریر سے باہر ہیں۔ تاہم مختصر حالات و کمالات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

قطب ارشاد حضرت شاہ احمد علی خاں صاحب قدس سرہٗ نے اپنے خلیفہ اعظم اور آپ کے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت شاہ خواجہ خان محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کو مژدہ سنایا تھا کہ "خان محمد خاں! اللہ تعالیٰ آپ کو ایک فرزند ارجمند مرحمت فرمائے گا اور وہ عالم ہوگا۔" حضرت شاہ خواجہ خان محمد خاں صاحبؒ نے عرض کیا تھا کہ "حضرت! پھر تو گھر میں لڑائی شروع ہو جائے گی۔ کیونکہ علماء تو صوفیہ کے مخالف ہوتے ہیں۔" حضرت قطب ارشادؒ نے فرمایا کہ "وہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ جلیل القدر صوفی اور عظیم المرتبت ولی بھی ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور برگزیدہ ولی کامل حضرت قطب ارشادؒ کی بشارت کو پورا فرمایا۔ اور خواجہ خلق حضرت شاہ خواجہ خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ کے درِ دولت پر محلہ املی جھولے والی میں ۱۲۵۰ھ میں حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حضرت قبلہ عالمؒ کا سلسلہ نسب افغانستان کے مشہور و معزز قبیلہ کمال زئی سے وابستہ ہے۔ آپ کے آباء و اجداد صلحاء میں سے تھے اور یہ خاندان بہت پہلے افغانستان سے آکر روہیلکھنڈ میں آباد ہو گیا تھا۔

والدِ ماجدؒ

آپ کے والد ماجد، خواجہ خلق حضرت خواجہ خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ بڑے کامل خدا رسیدہ حضرات میں سے تھے۔ ان کی ولادت مبارکہ ۱۲۲۲ھ میں محلہ جھولے والی املی رامپور میں ہوئی۔ طبیعت کا میلان علوم ظاہری کے مقابلہ میں تصوف کی طرف زائد تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ان کو علم لدنی (علم وہبی) عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب قدس سرہٗ تفسیر، حدیث وغیرہ کے مشکل مفاہیم آپ سے حل کرتے تھے۔ آپ مراقب ہوتے اور پھر ان کا تسلی بخش جواب دیتے تھے۔ رامپور اور ٹونک کے علماء ان کے علوم کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ولایت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا عظیم رتبہ عنایت فرمایا تھا۔ قطب ارشاد حضرت شاہ احمد علی خاں صاحبؒ

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت و خلافت کے شرف سے مشرف ہو کر ان کے جانشین قرار پائے۔ حضرت قطب ارشاد رحمۃ آپ سے بہت محبت و الفت فرماتے تھے۔ ان کی توجہات عالیہ کی بدولت بہت جلد مقامات سلوک و معرفت طے کر کے منصب ولایتِ کبریٰ سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقت تصرف بھی عنایت فرمائی تھی۔ حالتِ کشف میں آپ کو "خدا نما" کا لقب عنایت ہوا تھا۔

آپ کا خاص تعلق نواب زین العابدین خاں صاحب سے تھا۔ ان کے ہمراہ آپ رام پور سے جے پور تشریف لے گئے اور جے پور ہی میں مستقل سکونت اختیار کر کے خلوت میں عبادت و ریاضت و مجاہدے میں مشغول ہو گئے اور طویل عرصہ یاد الٰہی اور خلق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف رہ کر ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۰۲ء میں بعمر ۹۸ سال واصل بحق ہوئے۔ جے پور شہر کی چار دیواری کے باہر تکیہ مراد شاہ میں آپ کا مزار شریف ہے۔

حضرت قبلہ کی تعلیم کا آغاز اور حضرت والد ماجد سے ملاقات کا شوق جب آپ کے والد ماجد رحمۃ جے پور تشریف لے گئے تو آپ کے عم محترم حضرت شاہ دوست محمد خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنی تربیت میں لے لیا اور جب آپ کچھ سمجھ دار ہوئے تو آپ کو ابتدائی تعلیم کے واسطے اپنے محلہ جھوٹے والی اہلی کے ایک ممتاز عالم حضرت مولانا شیر محمد خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے حوالے کیا۔ حضرت مولانا موصوف رحمۃ فارسی اور عربی میں بڑی قابلیت اور استعداد کے مالک تھے۔ ملتان سے تشریف لائے تھے اور شیخ الشیوخ حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس اللہ سرہ الاقدس کی اولاد امجاد میں سے تھے۔ چنانچہ بہت جلد موصوف کی شاگردی اور صحبت کی بدولت آپ کے اندر فارسی اور عربی میں قابلیت و استعداد کے جواہر نمایاں ہو گئے۔ اس ابتدائی تعلیم سے قبل آپ قرآن کریم

کی تعلیم سے فراغت پا چکے تھے۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ کے عمِ محترم نے آپ کو علومِ ظاہری کی باقاعدہ تعلیم کے حصول کے واسطے ممتاز عالمِ دین حضرت مولانا ظہور الحسین صاحب فاروقی مجددی علیہ الرحمۃ کے حوالہ کیا۔ حضرت مولانا موصوفؒ موضع برہ ضلع پیلی بھیت میں ایک دینی مدرسہ کے معلم تھے۔ ان کے ہمراہ آپ وہیں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو بڑی ذہانت اور قابلِ رشک قوتِ حافظہ مرحمت فرمایا تھا آپ نے ان کی صحبت میں رہ کر بہت جلد اعلیٰ قابلیت حاصل کرلی اور تمام طلبہ میں ممتاز مقام حاصل کرلیا۔ ابھی تعلیم جاری تھی اور حمد اللہ تک پڑھا تھا کہ آپ کے دل میں والد ماجد سے ملاقات کا شوق موجزن ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔ چنانچہ جملہ علوم کی تکمیل کیے بغیر آپ والد ماجد حضرت خواجہ خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ سے ملاقات کے واسطے جے پور چلے گئے۔ والد ماجدؒ کی ملاقات اور صحبت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے والد ماجد بڑے صاحبِ حال و کیف واصل الی اللہ اور عارف باللہ ہستی تھے۔ انھوں نے اپنے باطنی کمالات کو مخفی رکھا تھا مگر اللہ تعالیٰ جسے بصارت کے ساتھ بصیرت بھی مرحمت فرمادے تو وہ ایسی ہستی کے مخفی کمالات کو بھی پہچان لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت قبلہؒ کو اللہ تعالیٰ نے بصارت کے ساتھ بصیرت بھی مرحمت فرمائی تھی۔ وہ بہت جلد آپ کے باطنی کمالات سے واقف ہوگئے۔

اسی پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

لاکھ پردہ کیا پر چھپ نہ سکا جانِ جہاں
تو جہاں جاکے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا

بیعت و خلافت اور علوم باطنی کی تحصیل

جیسے ہی آپ حضرت والد ماجد خواجہ خلق حضرت شاہ خواجہ

خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ کے باطنی کمالات سے واقف ہوئے تو آپ کے اندر جذبۂ الٰہی نے جوش مارا اور والد ماجدؒ سے عرض کیا کہ حضرت! بیعت فرمالیں۔ انھوں نے فرمایا۔ "اے جان پدر! بیٹے کو باپ سے فیض حاصل نہیں ہوتا"

آپ نے عرض کیا۔ حضرت کیوں؟ جب کہ بیٹے کو باپ سے زائد فیض حاصل ہونا چاہیے، اس لیے کہ ایک تو وہ بیٹا ہوتا ہے اور پھر وہ سب سے زیادہ قربت رکھتا ہے۔

حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا۔ "دیکھو ظاہری حال اور چیز ہے اور باطنی حال دوسری چیز۔ کمالات باطنیہ کا حصول نیاز مندی پر منحصر ہے۔ چونکہ بیٹے میں نیاز مندی ہوتی نہیں بلکہ اسے تو ناز ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ دیگر مخلصین کے مقابلہ میں یا تو محروم رہتا ہے یا پھر کم فیضیاب ہوتا ہے۔"

آپ نے عرض کیا کہ حضرت! اگر کوئی بیٹا اپنے کو بیٹا ہی تصور نہ کرے، ناز کو چھوڑ دے، نیاز مندی اختیار کرلے تو پھر بھی وہ مستفیض ہو سکے گا یا نہیں؟

حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا۔ "ہاں پھر تو اسے دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں کہیں زائد فیض حاصل ہوگا۔"

آپ نے عرض کیا کہ پھر تو میں نے آج سے اپنے کو آپ کا بیٹا تصور کرنا چھوڑ دیا، اب بیعت فرمائیں۔

چنانچہ اس گفتگو کے بعد خواجہ خلق قطب الاقطاب حضرت شاہ خواجہ خان محمد خاں صاحب الملقب بہ خدا نما قدس سرہٗ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں بیعت فرمالیا۔ بیعت ہونے کے بعد آپ نے حضرت شیخؒ کی مخصوص توجہ عالی کی بدولت بہت جلد مقاماتِ سلوک و معرفت طے کرلیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایتِ کبریٰ کے منصب سے مشرف فرمایا اور آپ کی ذات بابرکت برکات و فیوضات کا منبع ہوگئی اور اپنے زمانہ کے مشائخ و اولیا میں آپ کو منفرد مقام حاصل ہوگیا۔ آپ کے اندر ایسے باطنی کمالات

کے جواہر نمایاں ہوئے کہ ان کمالات پر حضرت قطب ارشاد رح کے خلفاء و مخلصین کو بھی رشک ہوا۔ اسی لیے آپ کو حضرت شیخ نے خلافت کبریٰ اور جانشینی عطا فرما کر خلق خدا کی اصلاح کا حکم فرمایا۔

جب شیخ محترم و والد ماجد حضرت خواجہ خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا تو آپ نے مال متروکہ لینے سے انکار فرما دیا۔ جے پور میں آپ کی سوتیلی والدہ ماجدہ تھیں۔ انھوں نے ہر چند آپ سے کہا کہ تم والد ماجد کے تن تنہا فرزند ہو۔ لہذا ان کے مال و اسباب کو اپنے قبضہ میں کر لو۔ آپ نے فرمایا۔ اماں جان! میں نے بیعت ہوتے وقت خود کو بیٹا خیال کرنا ہی ترک کر دیا تھا اور خود کو حضرت کا ایک ادنیٰ خادم تصور کرنا شروع کر دیا تھا۔ لہذا میں مال متروکہ نہیں لوں گا۔ البتہ وہ مقدس کرتہ آپ اگر چاہیں تو مجھے عنایت فرما دیں، جو وقت وصال حضرت کے جسم اطہر پر زیب تن تھا۔ تاکہ میں اسے سرمایہ حیات سمجھ کر اپنے پاس بطور تبرک رکھ لوں والدہ ماجدہ نے وہ مقدس کرتہ آپ کی عقیدت و احترام کے پیش نظر آپ کو عنایت فرما دیا۔

علوم ظاہری کی باقاعدہ تکمیل کے واسطے جے پور سے رامپور آمد اور علمائے کرام سے اکتساب علم

یہ پہلے عرض کیا چکا ہے کہ آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے بغیر والد ماجد رح سے ملاقات کی غرض سے جے پور تشریف لے گئے تھے اور وہاں شرف بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے علوم طریقت کی تکمیل کے بعد آپ سے والد ماجد و شیخ محترم نے فرمایا: "وزیر محمد خاں! ہمارے شیخ حضرت قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ ایک فرزند عطا فرمائے گا جو عالم ہوگا۔ تم نے چونکہ ابھی تک جملہ علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل نہیں کی ہے لہذا ہمارا مشورہ ہے کہ تم جے پور کی سکونت ترک کر کے رام پور واپس

چلے جاؤ اور اپنے علم کی تکمیل کرلو۔

جس وقت حضرت شیخ کا یہ حکم ملا تو اس وقت آپ جے پور میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے اور تقریباً تین سو روپیہ ماہوار آپ کی آمدنی تھی۔ یہ واقعہ ۱۳۰۶ھ کا ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے قیام و طعام کی ذمہ داری والد ماجد پر نہیں ڈالی تھی بلکہ ملازمت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔ والد ماجدؒ کا حکم ملتے ہی اعلیٰ منصب پر فائز ہونے کے باوجود ملازمت کو ترک کر کے رام پور کے لیے روانہ ہو گئے۔

رامپور پہنچنے کے بعد دوسرے ہی روز سے بڑے بڑے یکتائے زمانہ ارباب علم حضرات کی خدمتوں میں حاضر ہوئے۔ خوبیٔ قسمت سے جامع المعقولات والمنقولات علامۃ الدہر حضرت مولانا نادر الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مشورے پر فن معقولات کی مشہور کتاب "ملا حسنؒ" کے درس میں شرکت کرلی۔ چند سال بڑی توجہ اور نہایت شفقت و محبت کے ساتھ حضرت علامہ مولانا نادر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو پڑھایا۔ ان کی محبت سے آپ کے اندر بڑی قابلیت اور استعداد کے جواہر نمایاں ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت علامہ موصوفؒ نے اپنے ہمراہ لے جاکر شمس العلماء حضرت علامہ عبدالحق صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخل کرادیا۔ حضرت شمس العلماء کے صاحبزادے حضرت مولانا اسد الحق صاحب خیر آبادیؒ کے ہم سبق ہوئے۔ علوم عقلیہ کے ساتھ ساتھ علوم نقلیہ بھی آپ نے وقت کے دوسرے علماء کرام سے استفادہ کرتے رہے۔ چند سال میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ یعنی تفسیر، فقہ، علم کلام، علم فرائض، بلاغت، صرف و نحو، ادب، منطق و فلسفہ میں آپ کامل و مکمل ہو کر ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں درجہ اول پاس کر کے مدرسہ عالیہ رامپور سے فارغ التحصیل ہو گئے۔

اس کے بعد محدث زمانہ حضرت سید حسن شاہ صاحب محدث رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک سال میں حدیث شریف کا دور مکمل کر لیا۔ اس طرح ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں حدیث شریف کی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کا شمار یکتائے زمانہ علماء کرام میں ہونے لگا۔ آپ کا سلسلۂ حدیث یہ ہے۔

۱۔ حضرت مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سید حسن شاہ صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شاہ عالم علی صاحب نگینوی محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الغرض سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکت جامع الکمالات کے شرف سے مشرف ہوگئی اور حضرت قطب ارشاد قدس سرہٗ کی بشارت بھی پوری ہوگئی کہ "خان محمد خاں آپ کا فرزند ارجمند عالم ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی اور ولی بھی ہوگا۔"

اللہ تعالےٰ نے آپ کو استغناء و توکل کی بڑی دولت و نعمت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کے استغنا اور توکل کا کیا حال تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

پروفیسر فدا علی خاں صاحب جو ڈھاکہ یونیورسٹی میں ڈین تھے اور آپ کے مخلص دوست۔ وہ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات سے واقف تھے ان کی خواہش تھی کہ آپ کے علمی و روحانی کمالات کے دنیا میں چرچے ہوں جیسے دوسرے علماء و مشائخ کے ہیں ـــــ ایک روز انھوں نے کہا کہ حضرت مولانا! جامعہ ڈھاکہ بنگال سے ایک متبحر علامہ کی فرمائش کی گئی ہے۔ میں نے اپنی نظر میں اس جگہ کے لیے

آپ سے بہتر اور بلند پایہ علامہ کسی اور کو نہیں پایا، اس لیے آپ کو تجویز کیا ہے۔ لہذا آپ وہاں تشریف لے چلیں۔ اس میں دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ کے علوم کے چرچے دنیا بھر میں ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ تنخواہ بہت معقول ملے گی جس سے آپ کے یہاں خوش حالی ہو جائے گی۔ شروع میں آپ کو ڈھائی سو روپیہ ماہوار اور پھر بہت جلد پانچسو روپیہ ماہوار دی جائے گی — حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ پروفیسر صاحب، آپ کی ہمدردی کا بہت بہت شکریہ۔ بندۂ عاجز تو بس اسی مقام پر ہی بہت ٹھیک ہے۔ سترہ روپیہ ماہوار تنخواہ کے مدرسہ عالیہ سے مل جاتے ہیں۔ یہی بہت کافی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم اور احسان ہے کہ زندگی بڑی اطمینان کے ساتھ، بلکہ خوش حالی کے ساتھ گذر رہی ہے۔ الحمد للہ۔

پروفیسر صاحب اس جواب کو سنکر حیران رہ گئے اور کہنے لگے۔ حضرت مولانا میں تو آپ کو بہت بڑا عقل مند انسان تصور کرتا تھا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ اور اب کیا خیال ہے — ؟ انھوں نے کہا جو شخص ڈھائی سو اور سترہ روپیہ میں اور پانچسو اور سترہ روپیہ میں فرق محسوس نہ کرے اسے کون ذی عقل تصور کرے گا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ تو آپ مجھے بے عقل ہی تصور فرمائیں۔ یہ پیش نظر رہے کہ خدا علی خاں صاحب حضرت قبلہؒ کے مخلص دوست بھی تھے۔ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۱۵ء کا ہے — یہ تو ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ آپ کے استغنا اور توکل کا، اور شہرت و نام و نمود سے تنفر کا، اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ اور کتنے ایسے مواقع آئے جن کے ذریعے آپ کے علوم ظاہری اور باطنی کے کمالات کی شہرت پھیل جاتی۔ لیکن آپ نے اسی طرح ان کو بھی نظر انداز فرما دیا۔ اپنے وطن عزیز سے باہر قدم نہ نکالا۔ اور اسی سر زمین میں رہ کر یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عم نوالہٗ کی عبادت و ریاضت کرتے رہے اور یہیں رہ کر طالبان راہ شریعت و طریقت کو اپنے ظاہری و باطنی کمالات سے فیضیاب اور بندگانِ خدا

کی ہدایت و اصلاح کا کام انجام دیتے رہے

حضرت قبلہ عالمؒ کا تبحر علمی اور علوم شریعت و طریقت کا فیضان

علوم ظاہری سے فراغت پانے کے بعد استاذ محترم شمس العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور کے مشورے پر آپ مدرسہ عالیہ میں بحیثیت معلم مقرر ہوئے اور طویل عرصہ تک آپ نے اپنے علوم ظاہری کے فیضان سے تشنگان علم کو سیراب فرمایا۔ مدرسہ عالیہ اور دیگر مدارس اسلامیہ میں یوں تو بڑے بڑے مایہ ناز علماء کرام مسند نشین درس تھے جو بین الاقوامی شہرت یافتہ تھے۔ مگر آپ کے ہم عصر علماء کرام میں آپ کا مقام منفرد تھا۔ دوران اسباق آپ کی تقاریر سے نہ صرف طلبہ بلکہ دوسرے اساتذہ و علماء یہاں تک کہ مدرسہ عالیہ کے معائنہ کے واسطے آنے والے بڑے بڑے ارباب علم حضرات بھی محو حیرت رہ جاتے تھے۔ آپ کی تقاریر بڑی طولانی ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مدلل اور دلکش ہوتی تھیں۔ طلبہ کا تو یہ عالم تھا کہ وہ آپ کی تقاریر کو سنتے سنتے ایسے محو ہو جاتے تھے کہ ان کو اپنے آس پاس کی بھی خبر نہیں رہتی تھی۔

آپ کے تبحر علمی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

مشہور مصنف و مورخ اور بلند پایہ عالم مولانا نجم الغنی صاحب رامپوری جو آپ کے ہم جماعت و ہم عصر تھے۔ ایک روز ترجمہ و تفسیر لکھ رہے تھے کہ ایک مقام پر ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس مقام پر کیا لکھا جائے۔ چنانچہ مولانا موصوف آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مولانا ذرا اس مقام کی تقریر کر دیجیے حضرتؒ نے تقریر کی۔ انھوں نے کہا کہ دوبارہ تقریر فرمائیے۔ آپ نے پھر اسی مقام کی تقریر کی۔ مولانا نجم الغنی صاحب کہنے لگے۔ ہاں اب میری سمجھ میں آگیا۔ اس کے

بعد کہا کہ تقریر تو آپ نے کر دی اور میں سمجھ بھی گیا۔ پھر مزاحاً کہنے لگے کہ اچھا ذرا میری طرح لکھ کر تو دکھا دیجیے حضرت اقدس رحمہ نے فرمایا۔ بھائی لکھنے کا کام تو تمہارا ہی ہے کیونکہ تم مورخ بھی ہو اور مصنف بھی۔ میں نہ مورخ، نہ مصنف۔

یہ تھا آپ کا تبحرِ علمی کہ آپ کے ہم عصر علما اور فضلا بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے استفادہ کرتے تھے

"اسی طرح علوم باطنی میں بھی آپ کا مقام بڑا بلند تھا۔ وقت کے جید علماءِ کرام اور مشہور مشائخ عظام آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے اور بڑے عقیدت و احترام کے ساتھ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ تصوف کے موضوع پر جب آپ کچھ فرماتے تو ایسے ایسے اسرار و نکات بیان فرماتے کہ مشائخ وقت بھی حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔

آپ خانقاہِ احمدیہ قادریہ کے سجادہ نشین تھے۔ اپنے والد ماجد و شیخ حضرت خواجہ خان محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد کو زینت بخشی اور اس خانقاہ شریف میں مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر بندگانِ خدا کا تزکیہ نفس کرتے رہے بہت سے حضرات آپ کے فیض سے فیضیاب ہوئے۔ اور بہت سے بندگان خدا کو ہدایت و اصلاح آپ کی ذات بابرکت کے ذریعہ حاصل ہوئی۔

آپ کا طرزِ تکلم بھی بڑا عجیب و غریب تھا۔ آپ جس مجلس میں جلوہ گر ہوتے معلوم ہوتا کہ سردار مجلس آپ ہی ہیں حاضرین محفل کی عقل کے مطابق کلام فرماتے تھے، عالموں میں عالمانہ، عارفوں میں عارفانہ، شاعروں میں شاعرانہ، صوفیہ میں صوفیانہ کلام کے موتی نچھاور فرماتے تھے۔ تعلیم سے ناواقف لوگ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے ان کی عقل اور معیار کے مطابق کلام فرماتے تھے کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم کا گویا آپ مصداق تھے۔

جذب و سلوک

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جذب و سلوک دونوں قسم کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ ابتدا میں آپ کا جذب، سلوک پر بہت زیادہ غالب تھا۔ بعد میں حضرت شیخ رح کی توجہ حالی کی بدولت آپ کے اندر سلوک کے آثار نمایاں ہوئے۔ لیکن ذاتی حال کا غلبہ اور استغراقی کیفیت ہمیشہ رہی۔ آپ محبوبان الٰہی میں سے تھے۔

ایک مرتبہ ذاتی حال کا غلبہ ایسا ہوا کہ آپ کے سر اقدس پر جو بیچے بال تھے انہیں نوچ نوچ کر ڈھیر لگا دیا۔ صبح کو والدہ ماجدہ نے معلوم کیا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ آپ نے تعجب خیز انداز میں اور سرخ آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا اور مکان سے باہر نکل کر نامعلوم جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ جب والد ماجد رح تشریف لائے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ شیخ خان محمد خاں صاحب قدس سرہٗ اچھا فرما کر خاموش ہو گئے۔ ایک ہفتہ تک تو والد ماجد رح نے کوئی جستجو نہیں کی۔ ہفتہ عشرہ گذر جانے کے بعد آپ کی جستجو اور تلاش میں روانہ ہوئے تو دیکھا کہ آپ شہر سے دور ایک پہاڑی پر مراقب ہیں۔ حضرت اعلیٰ آپ کے پیچھے خاموشی سے جا کر جلوہ گر ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا۔ وزیر محمد خاں! گھر چلو۔ آپ فوراً بیدار ہو کر تعظیم و تکریم بجا لائے اور حضرت شیخ کے ہمراہ مکان پر واپس آ گئے۔ حضرت والد ماجد رح نے آپ کی جذبی کیفیت دور کرنے کے واسطے ایک ظاہری تدبیر اختیار فرمائی۔ انھوں نے فرمایا تم نے پان بھی تو نہیں کھایا۔ لو پان کھا لو۔ پان دینے سے قبل فرمایا۔ اچھا تم نے کلی بھی تو نہیں کی۔ کلی کر لو۔ کلی کرنے سے پہلے فرمایا۔ ہاتھ بھی دھو لو۔ منھ بھی دھو لو پھر فرمایا۔ اب پورا وضو کر لو۔ اس کے بعد فرمایا۔ اب دو رکعت نماز نفل پڑھ لو اس طرح حضرت شیخ رح کی توجہ سے آپ کی یہ جذبی کیفیت دور ہو گئی۔

اس استغراقی کیفیت میں ہفتہ عشرہ تک آپ نے دنیا اور اہل دنیا سے کوئی تعلق نہ رکھا۔ نہ کسی شخص سے بات چیت کی اور نہ ہی کھانے پینے اور سونے کا بندوبست کیا۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ چوبیس گھنٹہ بعد ایک شخص آتا تھا۔ دو روٹیاں اور اس کے ساتھ دال یا چٹنی اور تھوڑا سا پانی میرے سامنے رکھ کر چلا جاتا تھا۔ وہ یہ نہیں کہتا تھا کہ اس میں سے کچھ کھا لو۔ میں نے کبھی اس میں سے ایک یا دو لقمے لے لیے اور کبھی بالکل ہی نہ لیے۔ پھر کچھ دیر کے بعد وہ آتا اور کھانا وغیرہ اٹھا کر واپس چلا جاتا تھا۔

عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور خدمتِ شیخؒ

جے پور میں آپ کا قیام نو سال رہا۔ آپ نے وہاں زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت اور مجاہدہ نفس میں گذارا۔ آپ کثرت سے مراقبے کرتے تھے۔ آپ کے مجاہدے بڑے سخت ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ والد ماجد وحضرت شیخ قطب الاقطابؒ کی خدمت کرتے۔ آپ نے ان کی صحبت بابرکت میں حاضر رہ کر روحانی فوائد بہت کثرت سے حاصل کیے۔ جب رامپور تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت خدمت علم دین اور یاد الٰہی میں بسر کیا۔

آپ کی ذات بابرکت تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی بڑے قرنوں اور زمانوں کے بعد ایسی اولوالعزم اور جلیل القدر ہستیاں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ وہ انسان بڑے خوش قسمت ہیں جن کو ایسی ذواتِ مقدسہ کی غلامی اور نسبت کا شرف حاصل ہو جائے۔

آپ کا طریقہ صبر و شکر، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے اوصاف حمیدہ سے پُر تھا۔ تکلیف کے وقت آپ کا صبر بے مثال تھا۔ نعمت ملنے پر آپ کے شکر ادا کرنے کا طریقہ ایسا تھا کہ اللہ اکبر۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لمحہ اپنی نعمتوں اور رحمتوں

سے نوازتا رہتا ہے مگر ہمارا دل اور زبان اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں
اللہ تعالےٰ کے اکرام و انعامات کی ہم پر ہر وقت بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ہم
اس کے بندے ہو کر بھی اس کا شکر ادا نہیں کرپاتے۔

آپ کو اللہ تعالےٰ نے کشف کی طاقت بھی بڑی زبردست عطا فرمائی تھی
آپ دوسروں کے حالات کشف کے ذریعے بتادیا کرتے تھے۔

آپ سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احکام شریعت کے بڑے متبع
تھے۔ شریعت مطہرہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ پہلو کو بھی نظرانداز کرنے کو بہت برا خیال
فرماتے تھے۔ شریعت کو روح کی غذا کہا کرتے تھے۔ جس طرح جسم کے واسطے غذا کی
سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح روح کے واسطے بھی غذا کی ضرورت ہے، اور
وہ ہے اتباع سنت اور شریعت مطہرہ کے احکام کا اہتمام۔

آپ کا حلقۂ ارادت

اگر آپ پر ذاتی حال کا غلبہ نہ ہوتا، اور آپ خلوت
نشینی کو پسند نہیں فرماتے تو آپ بھی دوسرے علماءِ
کرام و مشائخ وقت کی طرح ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت شیخِ وقت، عوام میں
مشہور ہوتے لیکن نام و نمود اور شہرت کو آپ نے کبھی پسند نہیں فرمایا بلکہ نفرت
کی نگاہ سے دیکھا۔ یہ نتیجہ ہے کہ دوسرے مشائخ کی طرح آپ کے مریدین کا بڑا
حلقہ نہیں تھا، مگر وہی بات ہے کہ نام و نمود اور شہرت سے آپ کو تنفر تھا۔ آپ
نے اپنے حلقہ ارادت کو وسیع نہ ہونے دیا۔ فرماتے تھے کہ ہمیں مریدوں کا مجمع اکٹھا
کرنے کا شوق نہیں ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ دل تو اللہ کے واسطے کوئی مرید
ہونے کو آتا نہیں۔ امیر لوگ تو اس لیے مرید ہونا چاہتے ہیں کہ ہماری اغراض پوری
ہوں۔ مقدمہ میں کامیاب ہو جائیں، دعا فرمائیں کہ اولاد ہو جائے۔ تجارت و
زراعت اور ملازمت کے معاملات میں کامیابی اور ترقی ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔۔۔

غریب اس لیے آتے ہیں کہ شیخ کی صحبت میں کچھ کھانے پینے اور پہننے کو مل جائے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض امیر و غریب اپنی اغراض نفسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے مرید ہونا چاہتے ہیں۔ طالبانِ حق تو شاذونادر ہی آتے ہیں۔ اور اگر کوئی نیک نیتی، خلوص و محبت اور اللہ اللہ کا ذکر سیکھنے کو آتا ہے تو ہم فوراً اسے داخل سلسلہ کر لیتے ہیں۔ پھر اسے بزرگوں کے فیوضات و برکات سے محروم نہیں کرتے۔ جو حضرات بھی آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے تھے، ان میں سے ہر ایک صاحب کمال اور ہزاروں سے افضل و اعلیٰ تھا۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخلصین کے ظاہری و باطنی حالات کی اصلاح اور تزکیہ نفس کی طرف بہت توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اپنے تمام متوسلین و مخلصین پر بڑی شفقت و محبت فرماتے تھے اور ان کو بڑے مفید مشوروں سے نوازتے تھے۔ احقر راقم الحروف بارہ سال تک آپ کے در دولت کا خادم رہا۔ مجھ حقیر بندہ پر آپ کی عنایات و نوازشات، اور الطاف و احسانات کی کوئی حد نہیں۔ احقر سے بے حد شفقت و محبت فرماتے تھے۔ یہ صرف احقر کی خوش نصیبی ہے، ورنہ کہاں میں حقیر و گنہگار، سیاہ کار، اور کہاں حضرت قبلہ عالمؒ جیسی اولوالعزم بابرکت ذات گرامی؟ یہ حضرت اقدسؒ کی کمال عنایت اور مہربانی تھی۔ فی الحقیقت بندہ نے جو کچھ پایا وہ آپ کی مبارک صحبت و خدمت، آپ کی توجہ خاص اور نعلین مبارک کے طفیل ہی پایا۔ اب اللہ تعالےٰ کے کرم خاص اور آپکی روحانی توجہات عالیہ کی بدولت ہی خاتمہ بالخیر کی آرزو رکھتا ہوں۔

کرامات و تصرفات

اللہ تعالےٰ نے آپ کو طاقت تصرف بھی عنایت فرمائی تھی اور آپ بڑے صاحب کشف و کرامات

بزرگ تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے جاں نثار مرید حافظ نیاز حسن صاحب رح نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت بارش کی سخت ضرورت ہے۔ کھیتیاں خشک ہو رہی ہیں۔ مخلوق بڑی پریشان ہے۔ آپ اللہ تعالےٰ سے بارش کے واسطے دعا فرمائیں۔ حضرت قبلہ رح نے فرمایا۔ بارش نے اگر میرے مکان کی دیواروں کو منہدم کر دیا اور میرے گھر کی چھت کی اینٹیں ٹوٹ گئیں تو کیا ہوگا ——؟ حافظ صاحب موصوف رح نے عرض کیا کہ اس کام کی تکمیل تو میں ابھی کیے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ان شاء اللہ تعالےٰ پھر بارش بھی ہو جائے گی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور آپ کی دعا سے بارش ہوئی اور خوب ہوئی۔ کھیتیاں لہلہانے لگیں اور خلائق نے چین و سکون کا سانس لیا

ایک بار راحقر راقم الحروف کے استاذ محترم حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ رامپوری پرنسپل مدرسہ عالیہ سے نواب حامد علی خاں ناراض ہو گئے اور ان کو مدرسہ عالیہ کی مدرسی سے سبکدوش کر دیا۔ ایک روز راستے میں حضرت قبلہ رح سے حضرت مولانا موصوف رح کی ملاقات ہوئی۔ حضرت قبلہ رح نے خیریت دریافت کی تو حضرت مولانا موصوف نے کہا کہ میں آج کل بہت پریشان ہوں۔ حضرت رح نے فرمایا۔ کیوں؟ انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے کچھ رقم جمع کی تھی تو حج کر آیا۔ دوبارہ رقم جمع کی تو مکان تعمیر کرا لیا۔ اب میرے پاس ذرا بھی رقم نہیں ہے اور نہ فی الحال آنے کی امید ہے۔ حضرت قبلہ رح نے فرمایا تو میں کچھ کوشش کروں انھوں نے کہا کہ آپ کیا کر سکتے ہیں؟ آپ کے کرنے کا تو کچھ کام ہے نہیں۔ اس وقت حضرت قبلہ رح نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ "ہم نے داڑھی کیا مفت منڈھائی ہے۔" آپ کا یہ فرمان کہ ہم نے داڑھی کیا مفت منڈھائی ہے۔ اپنی جان کو سب سے حقیر سمجھنا یعنی عاجزی و انکساری کے طور پر تھا۔ الغرض

اس مختصر سی ملاقات اور گفتگو کے بعد حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو تشریف لے گئے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد احقر سے ارشاد فرمایا۔ مولوی فضل حق صاحب ملازم ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی توجہ خاص سے دوسرے روز دوبارہ تقرری کا پروانہ نواب رامپور کی طرف سے حضرت مولانا موصوف کے مکان پر پہنچ گیا اور وہ مدرسہ عالیہ کی پرنسپلی کے عہدے پر پھر بحال کئے گئے۔

خانقاہ احمدیہ قادریہ کے نزدیک ایک افتادہ زمین بہت زمانے سے خالی پڑی تھی۔ آپ کی خواہش تھی کہ اس زمین کو خرید کر خانقاہ شریف میں شامل کر دیں۔ اس کے مالک سے بات چیت کی مگر وہ زمین فروخت کرنے کو کسی طرح آمادہ نہ ہوا۔ آپ نے اپنے مخلصین سے فرمایا۔ یہ زمین تو ان شاء اللہ ضرور ملے گی، لیکن ہمارے بعد۔ چنانچہ وہ زمین حضرت قبلہ رح کے وصال کے بعد مل گئی اور خانقاہ میں شامل کر دی گئی۔

کوئی شخص اگر آپ سے دعا کی درخواست کرتا تو آپ کچھ دیر توجہ فرماتے اگر انکشاف سے معلوم ہوتا کہ یہ کام ہوگا تو فرماتے۔ لاؤ پان بنا کر دو۔ آپ پان کھا کر دعا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرماتا۔ اور وہ کام پایہ تکمیل کو پہنچتا۔ اور اگر کشف کے ذریعے معلوم ہوتا کہ کام نہیں ہوگا تو فرماتے "دعا کراؤ یا نہ کراؤ کام تو ہوگا نہیں"

احقر راقم الحروف کے ایک مخلص مولوی عبد الحمید صاحب سلمہٗ جو آج کل جامعہ احمدیہ سنیہ ضلع چاٹگام بنگلہ دیش میں شیخ الحدیث ہیں، انھوں نے آج سے دس سال پہلے ۱۹۷۲ء میں مجھے ضلع کملا بنگلہ دیش سے ایک خط لکھا کہ یہاں کی صورت حال بڑی نازک ہے۔ دشمنان اسلام اور مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا رہے ہیں اور یہاں کا حاکم اعلیٰ مجیب الرحمٰن علمائے کرام کا سخت جانی دشمن

ہے ۔ احقر سے دعا کی درخواست کی ۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک دوسرا خط آیا ۔ اس میں انھوں نے لکھا کہ میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ دادا پیر حضرت قبلہ عالم رح تشریف لائے ۔ حضرت قبلہ عالم رح کے دست مبارک میں بندوق ہے اور وہ ٹہل رہے ہیں ۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا ۔ "عبد الحمید تم کیوں گھبراتے ہو؟ ہم تمہاری مدد کے لیے یہاں موجود ہیں ۔ چنانچہ وہ سخت ترین ایام گذر گئے ۔ اور اللہ تعالی کے فضل و کرم اور آپ کی روحانی توجہ و تصرف سے مولوی عبد الحمید صاحب بالکل محفوظ رہے

ایک بخاری طالب علم احقر کے پاس سہ پہر کے وقت پڑھنے آتا تھا ۔ چند روز وہ اسباق سے غیر حاضر رہا ۔ ایک روز جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تم کہاں تھے چند روز سے سبق میں کیوں نہیں آئے ۔ اس نے کہا کہ میں عشق و محبت کے جال میں پھنس گیا ہوں ۔ میرا دل تعلیم سے ہٹ گیا ہے ۔ میں نے اسے بے حد سمجھایا کہ تم اس لغویت کو چھوڑ دو ۔ لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا ۔ ایک روز میں نے اس سے کہا اچھا تو تم میرے پیر دستگیر حضرت قبلہ رح کے پاس رامپور چلے جاؤ ، ان سے اپنا حال بیان کرو ۔ ان شاء اللہ تم ٹھیک ہو جاؤ گے ۔ ہفتہ عشرہ گزرنے کے بعد جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا کہ تم کہاں غائب تھے اس نے کہا ۔ میں آپ کے پیر و مرشد کی خدمت میں رامپور گیا ہوا تھا ۔ میں نے کہا کہ حضرت قبلہ رح سے تم نے اپنا حال بیان کیا اور نہیں کچھ فائدہ ہوا؟ اس نے کہا کہ میں جب رامپور پہنچا اور آپ کے شیخ محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ میری خاطر مدارات کی اور بڑی مہمان نوازی فرمائی ۔ مجھ سے پوچھا ۔ تم کیسے آئے ۔ میں نے اپنا حال بتانے کی بہت کوشش کی لیکن شرم و حیا کی وجہ سے کچھ نہ بتا سکا ۔ میری ہمت و جرأت ہی نہیں ہوئی کہ میں کچھ حال بتاتا ۔ آپ کے حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا ۔ اچھا مت بتائ

رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل و کرم اور تمہاری مدد فرمائے گا جب میں اجازت طلب کر کے اٹھا اور دیوبند کے لیے روانہ ہوا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے دل پر کوئی تصرف کر رہا ہے۔ میں نے چند قدم فاصلہ طے کیا تھا کہ دل میں ایک دم خیال آیا کہ ارے تو کس لغویت و بیہودگی میں مبتلا ہے۔ میرا دل مجھ کو ملامت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اسی وقت دل سے عشق مجازی کی لغویت دور ہو گئی اور میرا دل اب بحمد اللہ پاک و صاف ہو گیا۔ کہنے لگا کہ آپ کے پیر و مرشد بڑے خدا رسیدہ اور صاحب تصرف بزرگ ہیں۔ انھوں نے مجھ پر ایسی توجہ فرمائی کہ ان کی مجلس سے اٹھتے ہی دل سے غیر کا عشق اور اس کی محبت کافور ہو گئی۔ حالانکہ میں نے تو ان سے اپنا حال تک بیان نہیں کیا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ واقعی میرے پیر و مرشد حضرت قبلہؒ بہت بڑے صاحب ادراک و بصیرت اور صاحب تصرف بزرگ ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا۔

احقر راقم الحروف جب مدرسہ دیوبند میں حدیث شریف کی تعلیم حاصل کر رہا تھا تو اس وقت رات کے ۲ دو تین ۳ بجے تک مطالعہ میں مشغول رہتا تھا۔ یہ روزانہ کا معمول تھا۔ میں مسجد کے دروازے پر اپنا پلنگ ڈال کر رات کے تین بجے سو جایا کرتا تھا۔ مسجد کے دروازے میں اس لیے سوتا تھا کہ گرمی کا موسم تھا ہوا بہت عمدہ آتی تھی۔ چونکہ مطالعہ کرنے کی وجہ سے رات کو دیر سے سوتا تھا اس لیے فجر کی نماز میں کبھی دیر ہو جاتی تھی۔ ایک روز صبح کو مسجد میں نمازی آئے اور نماز کے وقت مجھے سوتا ہوا دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ رامپور سے آیا ہوا یہ نیا طالب علم منطقی فلسفی مزاج کا ہے، اس کا دینی مزاج نہیں ہے۔ پڑا سوتا رہتا ہے۔ اول سے نماز کے لیے نہیں اٹھتا۔ اچانک مرشدی مولائی و ملجائی حضرت قبلہؒ تشریف لائے اور سرہانے کھڑے ہو کر مجھے جھنجوڑ کر نیند سے بیدار کر دیا۔ میں گھبرا کر اٹھا اور پلنگ پر

بیٹھ گیا۔ آنکھیں کھولی کر میں نے خود حضرت قبلہؒ کی کمر تک دیکھی اور خوب اچھی طرح سے آپ کو پہچان لیا۔ فوراً ہی حضرت قبلہ میری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے۔ حالانکہ حضرت رامپور میں جلوہ گر تھے۔ میں نے فوراً پلنگ چھوڑ دیا۔ دیکھا جماعت کھڑی ہو چکی ہے۔ میں نے ضروریات سے فراغت پائی۔ اطمینان سے وضو کیا اور دو رکعت سنت بھی ادا کیں اور پہلی رکعت میں جماعت کی نماز میں شریک ہو گیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد نمازیوں اور طلبہ نے مجھ سے کہا کہ جس وقت جماعت کھڑی ہوئی تھی۔ ہم نے تم کو سوتا ہوا پایا۔ تم نے اتنی سی دیر میں سارے کام انجام دے لیے۔ ضروریات سے بھی فارغ ہوئے۔ وضو بھی کیا اور دو رکعت سنت بھی پڑھیں۔ پھر بھی پہلی رکعت میں تم شریک ہو گئے۔ اتنی سی دیر میں یہ سب کام تم نے کس طرح انجام دے لیے۔ میں نے اور کچھ تو نہیں بتایا البتہ ان سے صرف یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ سب امور انجام دلوا دیے۔ وہ سب لوگ حیران ہو کر رہ گئے۔

حضرت قبلہ عالمؒ کی کرامات و تصرفات کے یہ چند واقعات پیش کیے گئے۔ ورنہ ان جیسے بہت سے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ جنھیں اختصار کے پیش نظر ہم تحریر کرنے سے قاصر ہیں۔

معمولات

معمولات میں مراقبہ اور استغراق بہت زائد تھا۔ ذاتی حال کا غلبہ آپ پر ہمیشہ رہا۔ سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا انتہائی اتباع فرماتے تھے۔ شریعت مطہرہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرتے تھے۔

آپ صبح سے لیکر دوپہر تک علوم مشرقیہ کی مشہور درس گاہ مدرسہ عالیہ میں طلبہ کو درس دیتے اور ان کو اعلیٰ و دقیق کتب پڑھاتے۔ عصر کی نماز خانقاہ شریف میں ادا فرماتے۔ اور اس کے بعد مغرب کی نماز تک درس و تدریس کا کام انجام دیتے

جن میں افغانی، پنجابی، بنگالی اور رامپوری طلبہ آتے اور آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے۔ مغرب کی نماز خانقاہ شریف میں مخلصین و متوسلین کے ساتھ ادا فرماتے۔ معمولات سلسلہ اور اوراد و وظائف پر دوام کرتے۔ باقی اوقات کی نمازیں مکان ہی میں ادا فرماتے۔ اس لیے کہ آپ پر جذبی کیفیت کا بہت غلبہ رہتا تھا۔

حلیہ شریف و اخلاق و عادات

میانہ قد، کشادہ پیشانی۔ بڑا سر۔ چوڑا سینہ گندمی رنگ۔ چہرہ مبارک نورانی۔ ناک درمیانی۔ چوڑے رخسار۔ گدازبدن۔ بھری ہوئی ریش مبارک ایک مشت۔ بال جب سفید ہو گئے تو اول اول وسمہ کا استعمال کیا اور اخیر عمر تک مہندی کا استعمال وقت وصال تک جاری رہا۔ ململگیری رنگ کا عمامہ زیادہ تر باندھتے۔ زائد گرمی میں ٹوپی کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ ورزش کرنے کی عادت تھی۔ سینہ اٹھا ہوا تھا تو انگرکھا استعمال فرماتے اور جب ورزش چھوڑی تو لانبا کرتہ اور اس پر واسکوٹ پہنتے۔ موسم سرما میں فرغل کا استعمال فرماتے تھے۔ گرمی میں عموماً چوڑی موری کا اور سردی کے موسم میں چھوٹی موری کا پاجامہ پہنتے تھے۔ ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھتے۔ اکثر سبز کا ہی چادر استعمال فرماتے۔ رفتار میں میانہ چال رکھتے۔ بارش اور دھوپ کی وجہ سے عجلت نہیں کرتے تھے۔ گفتگو میں موقع محل کا بڑا لحاظ کرتے ہوئے کلام فرماتے تھے۔ عام آدمیوں میں رامپور کی عام زبان اور لکھے پڑھے لوگوں میں مخصوص زبان جو شان ادبیت اور زیور بلاغت سے آراستہ ہوتی تھی بولتے تھے۔ زیرکی اور دانائی اس قدر غالب تھی کہ آپ کے وصال کے پچاس ساٹھ برس بعد جو واقعات رونما ہوئے ان کی خبریں آپ زمانہ حیات میں دے چکے تھے۔

اردو زبان میں سادگی کو پسند فرماتے تھے۔ فارسی اور عربی کی زائد آمیزش کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت قبلہ عالم رح کی صحبت بابرکت میں کسی کا دل نہیں گھبراتا تھا خواہ

اس کا مذاق طبیعت کچھ بھی ہو۔ آپ کے کلام میں بڑی عمدہ ظرافت بھی ہوتی تھی۔ مسکراہٹ پُر لطف تھی۔ قہقہہ بازی سے سخت نفرت تھی۔ تصنع اور دکھاوٹ کو بہت برا خیال فرماتے تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے رہتے تھے۔ بڑوں کی عزت و احترام اور چھوٹوں پر بہت شفقت و محبت فرماتے تھے۔ رقت قلب ایسی تھی کہ خاصانِ خدا و مقربانِ بارگاہ الٰہی کے تذکروں اور کسی انسان کی تکلیف و اذیت کو دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

حضرات مشائخ سلسلہ رحمۃ اللہ علیہم کے لیے ایصال ثواب کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ وقت اور حیثیت کے مطابق اپنے عزیز و اقارب کی فاتحہ و ایصال ثواب کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ سو آدمیوں کی دعوت کرتے تو دو سو آدمیوں کے کھانے کا انتظام فرماتے تھے سخاوت بدرجہ اتم موجود تھی۔ تعلقات مختصر رکھتے تھے۔ مریدین کا مجمع اکٹھا کرنے کا کبھی شوق نہیں ہوا جو لوگ سلسلہ میں داخل ہو جاتے تھے، ان کی جانی و مالی ہمدردی وسعت کے مطابق فراخ دلی کے ساتھ کرتے تھے۔ غذا بہت قلیل تھی۔ لذیذ کھانوں کا کبھی اہتمام نہیں فرمایا۔ پھلوں میں آم کا ذوق زائد تھا پھولوں میں مدرمان کو پسند فرماتے تھے۔

نشست و برخاست کا سامان بہت مختصر تھا۔ بارہ سال کے عرصے میں صرف ایک رضائی (توشک) تیار ہوئی تھی۔ توشک اور دری پر چادر استعمال نہیں کرتے تھے۔ تہبند کو دوہرا کرکے کمر کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے۔ گھر میں معمولی کپڑے پہنتے تھے۔ باہر نکلتے تو صاف ستھرے کپڑوں کا استعمال فرماتے تھے۔ پان بکثرت کھاتے اور دوسروں کو بڑی رغبت کے ساتھ کھلاتے تھے۔

صبر و شکر کی عادت تھی تسلیم و رضا شیوہ تھا۔ شجاعت و سخاوت، زہد و قناعت عفو و حلم آپ میں بکمال درجہ تھا جو بات کہنے میں نہ کسی کی رعایت اور نہ کسی سے خوف کھاتے تھے۔

مزاج مبارک میں تواضع و انکسار بہت تھا۔ سختی اور تنگی کی حالت میں بھی خلاف شکر کلمہ زبان پر نہ آتا تھا۔ نیز صبر و توکل زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ عبادت و ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہتے تھے۔ دولت مندوں سے بالکل تعلق نہیں رکھتے تھے اور ان کی صحبت کو پسند فرماتے تھے۔

اہل و عیال

آپ کا عقد حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب رح کی پاکیزہ اخلاق اور نیک سیرت صاحبزادی کے ساتھ ہوا تھا۔ آپ کے دیر دولت میں ایک صاحبزادہ اور چار صاحبزادیاں تولد ہوئے۔ صاحبزادہ چند ایام کے بعد راہی ملک بقا ہوئے ایک صاحبزادی بھی کم سنی میں راہی ملک عدم ہوئیں۔

سب سے بڑی دختر کا عقد جناب عبدالقیوم خاں صاحب رح کے ساتھ ہوا۔ جن سے تین صاحبزادے عزیزان عبدالسلام خاں صاحب، عبدالجمیل خاں صاحب اور عبدالحمید خاں صاحب سلمہم اللہ تولد ہوئے جو بحمد اللہ بقید حیات اور صاحب اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ان نواسوں کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے۔ آمین!

دوسری دختر کا عقد جناب غلام محمد خاں صاحب رح کے ساتھ ہوا۔ جن سے ایک صاحبزادی اور چار صاحبزادے پیدا ہوئے جو بحمد اللہ بقید حیات ہیں۔ ایک نواسہ عزیزم نواب جان خانصاحب سلمہ تو رامپور رہ رہے ہیں۔ باقی سب پاکستان چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ان نواسوں اور نواسی کو درازی عمر عطا فرمائے۔ آمین!

تیسری اور سب سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد جناب الحاج سبحان شاہ خاں صاحب رح کے ساتھ ہوا۔ ان کے یہاں ایک صاحب زادہ عزیزم مولوی سردار شاہ خاں صاحب سلمہ، تولد ہوئے جو بحمد اللہ حافظ قرآن، جید عالم اور بہترین مقرر ہیں، جامع العلوم فرقانیہ میں استاذ ہیں۔ الحمد للہ کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی علوم ظاہری میں جانشین

کے فرائض ان کے نواسہ عزیزم مولوی سردار شاہ خاں صاحب سلمہ بڑی عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ عزیزم موصوف یوں تو ہر فن میں قابلیت رکھتے ہیں لیکن علم فرائض میں ان کو یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نواسہ عزیزم مولوی سردار شاہ خاں صاحب سلمہ کی عمر میں خیر و برکت فرمائے اور صحت و عافیت اور سلامتی کے ساتھ درازی عمر عطا کرے۔ آمین!

عزیزم مولوی حافظ سردار شاہ خاں صاحب سلمہ ابھی کمسن ہی تھے کہ ان کے والد کا سایہ اُن کے سر سے اٹھ گیا اور وہ رحلت فرما گئے اور ان کی والدہ کم عمری ہی میں بیوہ ہو گئیں۔ حضرت قبلہؒ نے اپنی ان اعلیٰ اخلاق سے آراستہ نیک سیرت اور محبوب صاحبزادی کا عقدِ ثانی احقر کے ساتھ کر دیا لیکن وہ بہت کم عرصہ میرے گھر کی زینت رہیں۔ سیرت و اخلاقِ حسنِ کردار اور امورِ خانہ داری میں بے نظیر تھیں۔ چنانچہ ان سے راقم الحروف کے یہاں ایک لڑکا تولد ہوا لیکن وہ بہت جلد اس دارِ فانی سے دارِ بقا کو کوچ کر گیا۔ یوں تو حضرت قبلہؒ اپنی تمام صاحبزادیوں سے بے حد الفت و محبت فرماتے تھے لیکن اپنی چھوٹی صاحبزادی سے آپ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ انہیں باطنی توجہات سے بھی نوازا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

افسوس ہے کہ آپ کی تمام صاحبزادیاں وفات پا چکیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان سبھی اولادوں کو صحت و عافیت کے ساتھ درازیِ عمر مرحمت فرمائے۔ آمین!

وصال

وصال سے قبل آپ اپنی صاحبزادیوں سے چٹکی بجا کر فرماتے کہ اتنی دیر میں ہماری روح جسم سے علیحدہ ہو جائے گی۔ تم سب ارے کھڑی رہ جاؤ گے۔ آپ اپنی صاحبزادیوں کو پیار و محبت میں بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ احقر سے متعدد مرتبہ فرمایا کہ اب ہماری روح

جسم میں نہیں رہنا چاہتی۔ بعض اوقات جسم سے نو نو گز دور ہو جاتی ہے مخلصین و متوسلین آپ کی ایسی باتیں سنکر ان کو آپ کے قلب مبارک سے بھلانے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن آپ بار بار یہی فرماتے تھے۔ ۱۳۴۳ھ میں عیدالفطر کے روز احقر نماز عید سے فارغ ہو کر جیسے ہی گھر پہنچا حضرت قبلہ سیدی و مرشدی قدس سرہٗ احقر کے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ احقر نے عرض کیا حضرت! آج عید کا دن ہے۔ آپ لباس تبدیل فرمالیں۔ آپ نے سر اقدس کے اشارہ سے ہاں فرمایا اور در دولت کی جانب روانہ ہو گئے۔ احقر بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ مکان پر پہنچنے کے بعد آپ کے دوسرے مخلصین حضرت میاں ممتاز حسین صاحب، شاہ صفدر حسین صاحب اور حافظ شاہ نیاز حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہم بھی آ گئے۔ ان تمام حضرات نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت! آج تو عید کا دن ہے لباس تبدیل فرمالیں۔ جب آپ نے مخلصین کا تاکید اصرار دیکھا تو فرمایا۔ "ہاں ہم بدلیں گے اور تم ہی بدلواؤ گے۔" اشارۃً و کنایۃً یہ سب باتیں وصال کی خبر تھیں لیکن کسی کا ذہن اس طرف نہیں گیا۔

عیدالفطر کے دوسرے دن آپ اپنے مکان واقع محلہ جھولے والی گلی کے زنانہ حصہ میں تشریف لائے، اپنی صاحبزادیوں اور نواسیوں سے باتیں کیں اور کچھ پیسے بھی مرحمت فرمائے اور پھر مردانہ میں تشریف لے آئے۔ جیسے ہی بیٹھک میں تشریف لائے کہ آپ پر بائیں جانب فالج کا حملہ ہوا۔ مخلصین اطبا کو بلا کر لائے۔ شاہ صفدر حسین صاحب سول سرجن کو لیکر آئے۔ اس نے آپ کا معائنہ کیا اور نا امیدی کا اظہار کیا۔ احقر خادم نے مزاج دریافت کیا۔ کچھ بتانا چاہا لیکن زبان مبارک سے کچھ بتا نہ سکے۔ صرف صحیح ہاتھ کے اشارے سے بائیں جانب کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ جسم بیکار ہے۔ سول سرجن کی موجودگی میں آپ کو ایک چھینک آئی۔ ناک سے خون بھی بہا اور بعمر ۶۳ سال مطابق عمر شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، ۲ شوال المکرم ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۲۵ء

روز یکشنبہ وصال حق فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○

مغرب کی نماز کے بعد خانقاہ شریف میں نماز جنازہ ہوئی رفقیہ وقت فخر العلماء حضرت مولانا معز اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بعد نماز جنازہ قطب ارشاد سیدنا حضرت شاہ احمد علی خاں صاحب قادری مجددی قدس سرہٗ العزیز کے مزار پُرانوار کی پائنتی کی جانب خانقاہ احمدیہ محلہ گنج رامپور میں دفن ہوئے۔

مخلصین و متوسلین کے سروں پر سے حضرت اقدس رحؒ کا سایہ مبارکہ تو اٹھ گیا۔ لیکن آپ کے فیوضات روحانی سے آج بھی وابستگان سلسلہ عالیہ فیضیاب ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہوتے رہیں گے۔ حضرت قبلہ عالم رحؒ کے جاں نثار مخلص حضرت صفدر حسین صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ وفات کا مادہ نکالا۔

یک بیک ذات میں ملے

۱۳۸۳ھ

اللہ تعالیٰ احقر راقم الحروف کو آپ کے فیوضات ظاہرہ و باطنہ کے انوار و برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین!

جانشین اکبر

قبلہ عالم سیدنا و مرشدنا مولانا و ملجانا حضرت قبلہ مولانا شاہ وزیر محمد خاں صاحب قدس سرہ الاقدس کے وصال کے بعد آپ کے جاں نثار مرید و خلیفہ اعظم عارف باللہ حضرت شاہ ممتاز حسین صاحب قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بالاتفاق جانشین قرار پائے۔ آپ نے تقریباً ۷ ، ۸ سال مسند ارشاد پر بیٹھ کر بہت سے بندگان خدا کو فیضیاب کیا اور آپ کی توجہ سے مخلصین کو بلند روحانی مراتب عطا ہوئے۔ حضرت قبلہ رحؒ کے تمام مریدین نے آپ کی ذات گرامی کو

اپنا مرجع وسیلہ بنایا۔ آپ بڑے عابد وزاہد، صاحب حال وکیف، صاحب ادراک وبصیرت اور عارف باللہ بزرگ تھے۔ آپ بھی حضرت قبلۂ عالم رح کی طرح خلوت نشینی وعزلت گزینی کو پسند فرماتے تھے۔ خانقاہ شریف میں صبح سے شام تک کا بیشتر حصہ آپ کا تلاوت قرآن کریم اور ذکر الٰہی میں گذرتا تھا۔ دنیا اور اہل دنیا سے تعلق برائے نام تھا۔ خانقاہ شریف کی رونق وزینت کے واسطے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ ایک طرف آپ طریقت کے چمن 'خانقاہ شریف' کے صاحب نسبت اور صاحب فیض وبرکت سجادہ تھے۔ دوسری طرف اسی مقدس سرزمین پر قائم شریعت کے چمن 'جامع العلوم فرقانیہ' کے مہتمم اعلیٰ ہونے کا بھی آپ کو شرف حاصل تھا۔ جب تک آپ کی ذات گرامی اس عالم میں جلوہ گر رہی، آپ مدرسہ جامع العلوم فرقانیہ کی بقا، ترقی اور اس کی رونق وزینت کے لیے بڑے کوشاں رہے۔ افسوس ہے کہ یکم ذوالقعدہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۱ر ستمبر ۱۹۸۰ء جمعہ کی شب میں واصل بحق ہوئے اور اپنے شیخ کامل حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے مزار مبارک سے متصل جانب غرب دفن ہوئے۔

عزیزم مولوی عبدالہادی خاں صاحب کاوش رامپوری سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے تاریخ وفات کا مادہ نکالا:۔

مہرِ درخشاں

۱۴۰۰ھ

عزیزم مولوی سردار شاہ خاں صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے مادہ وفات نکالا۔

چشمۂ الطاف ممتاز حسین قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴۰۰ھ

ربّ العٰلمین احکم الحاکمین جلّ شانہٗ کے دربار عالی میں بندۂ عاجز کی التجا

اے میرے پروردگار! مجھ بندۂ عاصی پر اپنا فضل وکرم فرما۔ اپنی اور اپنے محبوب رسول معظم خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور اپنے محبوب وبرگزیدہ بندوں یعنی اولیائے کرام رح کی محبت حقیقی مرحمت فرما۔ اور اپنے فضل وکرم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق اور تمام حضرات مشائخ کرام اور جملہ اولیائے عظام کے طفیل سے ایمان پر خاتمہ بخیر فرما کر اس بندہ عاصی کی مغفرت فرما! اور تمام اہل سلسلہ کو اپنے فضل وکرم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل و تصدق حضرات مشائخ سلسلہ وجملہ اولیائے کرام کے توسل سے روحانی مراتب عطا فرما، اور ان کی جائز جملہ حاجات دینی ودنیوی کو پورا فرما، اور ان کو حضرات مرشدین طریقت کے فیوضات وبرکات سے مستفیض فرما کر اپنا قرب نصیب فرما اور ہم سب کا اور جملہ مسلمانوں کا خاتمہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پر فرما! آمین ثم آمین!

اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَوْلِیَآئِہٖ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

گذارشِ مُرتّب

اہل سلسلہ کے واسطے ذیل میں چاروں مشہور سلاسل کے شجرات تحریر کیے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون سا سلسلہ کن حضرات کرامؒ کے ذریعے ہمارے حضرات مرشدین عظام رحمۃ اللہ علیہم تک پہنچا ہے۔

ہمارا یہ سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ تمام سلاسل طریقت میں جامع سلسلہ ہے۔ حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو چاروں سلاسلِ طریقت میں بیعت واجازت کا شرف حاصل تھا۔ آپ کے طفیل میں یہ شرف آپ کے بعد کے خلفاءِ عظام کو بھی حاصل ہوا۔ اس لیے چاروں سلاسل کے شجرات تحریر کیے گیے ہیں۔

نیز یہ بھی عرض ہے کہ سلسلہ قادریہ تو ایک ہی ہے جو حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکت سے چلا ہے لیکن چونکہ حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کو دو پیرانِ عظامؒ سے بیعت واجازت حاصل تھی اس لیے شاخیں دو ہو گئیں ـــ ایک نسبی جو آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا الشیخ ابو صالح شاہ باز موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ سے جس کو جدی بھی کہتے ہیں ـــ اور دوسری خلفائی جو حضرت سیدنا الشیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہ سے۔

دیکھنے کے اعتبار سے یہ سلسلے دو معلوم ہو رہے ہیں۔ حقیقت میں سلسلہ قادریہ ایک ہی ہے۔ شاخیں البتہ دو ہو گئیں۔ ایک نسبی شاخ یعنی سلسلہ قادریہ نسبیہ۔ دوسری شاخ یعنی سلسلہ قادریہ خلفائیہ۔ لہذا سلسلہ عالیہ قادریہ نسبیہ اور خلفائیہ کو الگ الگ تحریر کیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت میں بڑے اور مشہور سلاسل طریقت چار ہی ہیں۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ چشتیہ اور سہروردیہ۔

سب سے پہلے فارسی کا منظوم شجرہ ہے۔ پھر اردو کا منظوم شجرہ۔ اس کے بعد نثر میں چاروں سلاسل کے شجرات درج کیے گئے ہیں۔

شجرہ شریف کا پڑھنا باعث خیر و برکت ہے اور اس کے پڑھنے کے بعد اس سلسلے کے مشائخ کرام کے وسیلے سے دعا مانگنا بہت عمدہ بات ہے۔

شجرۂ منظومۂ فارسی

حضرات مشائخ قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم

الٰہی بجاہ رسول امیں — بجاہِ علی ولی شاہ دیں
بجاہِ حسن آں شہِ پیشوا — بسید مثنیٰ حسن مقتدا
بعبداللہ محض آں محض جود — بموسیٰ کہ چوں آں کہ مثلش نہ بود
بعبداللہ آں حورث پاک دیں — بموسیٰ کہ بود او زاہل یقیں
بآں شاہ داؤد کان حیا — بسید محمد شہ باوفا
بیحیائے زاہد کہ بد کوہ حلم — بعبداللہ جیلی کہ آں بحر علم
بسید ابوصالح شاہ باز — کہ گردیدہ محبوب اہل نیاز
خدایا بآں شاہ جیلاں زمیں — کہ دارد دو عالم بزیر نگیں
بآں عبدرزاق جان کرم — بسید شرف دیں قتال ہم
بآں عبدوہاب مست الٰہ — بسید بہا دیں را بادشاہ
بسید عقیل از ہمہ خلق فرد — بآں شمس دیں شاہ صحرا نورد
بسید گدا شاہ رحمٰن لقب — کہ بوالفضل سید مراد است اب
بآں شمس دیں طالب ذات رب — علی راست محبوب حق را لقب
بسید گدا سرور اغنیا — بسید فضیل آنکہ بود رہنما
بحضرت کمال جہاں کیتھلی — بشاہ سکندر دلی بن ولی

بآں خواجہ احمد مجدّد لقب — رساند بفاروق اعظم نسب
بآں خواجہ معصوم گردوں سمند — بجاہ محمد شہ نقشبند
خدایا بجاہ محمد زبیر — کہ نگذاشت در باطنش ذکر غیر
بآں قطب دیں پیر روشن ضمیر — کہ در مدح او قاصرست ایں حقیر
مسمّٰی باشرف محمد شدہ — زرد زاہل زانکہ اشرف بدہ
بحضرتِ شہِ دیں شاہ جمال — عفو کن گناہاں ما یاں بکمال
الٰہی بجاہ شہ دیں پناہ — کہ محبوب رحمٰن و درگاہی شاہ
بآں قطب اقطاب عالی مکاں — کہ سلطاں امام ست فی خالتب جہاں
بآں مرشد پاک احمد علی — بذاتش نمایاں نبی و علی
بآں مرشد خواجہ عارفاں — کہ نامش زخان و محمد بداں
خدا را نمائندہ زالقاب او — ہمین ست الہام در باب او
بآں مرشد پاک مولائے ما — وزیر محمد شہنشاہِ ما
بآں عارف سرِّ اسرار حق — کہ محبوب رحمٰن و ممتاز خلق
بآں مرشد رہنما و نقیہ — بدنیا وجیہ و بدیں ہم وجیہ
شریعت چمن بند ایمان او — طریقت جمال رخ جان او
محمد علی خوار و عصیان عمل — گذارد ہمہ عمر خود در زلل
الٰہی منم سائلم تو کریم — خدایا منم عاصیم تو کریم
گناہان ایں بندہ کمتریں — عفو کن بفیضان ایں مرشدیں

کہ ایں فتاہمین و دہندہ توئی
وملجائے حاجات بندہ توئی

شجرۂ منظومہ اُردو

حضرات مشائخ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ محمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

یا الٰہی بہرِ ختم الانبیاء / یا الٰہی بہرِ جملہ اصفیاء
یا الٰہی بہرِ اصحابِ رسول / یا الٰہی بہرِ اولادِ بتول
یا الٰہی بہرِ اربابِ ہمم / یا الٰہی بہرِ اخیارِ اُمم
یا الٰہی شمعِ قرآں کے طفیل / یا الٰہی نورِ ایماں کے طفیل
دین و دنیا کی فلاحیں ہوں عطا / ظاہر و باطن کو کردے پُرضیا
گرچہ ہیں خود زشت و بدکردار ہوں / تیرے خاصوں کا وسیلہ دار ہوں
تیرے ختم المرسلیں کا ہوں غلام / اور بردہ ہوں علی کا لاکلام
ہیں فدا ذاتِ حسن پر جان و تن / اور آقا ہیں مرے ابنِ حسن
ہیں جو عبداللہ محض ان کا طفیل / اور موسیٰ کی طرف ہی دل کا میل
ہیں جو عبداللہ مورثِ شمعِ دیں / اور وہ موسےٰ جو ہیں اہلِ یقیں
سید داؤد ہیں کانِ حیا / پیکرِ لطف و کرم جانِ عطا
ہیں محمد شاہ سید پاک ذات / محرمِ حق عارفِ ذات و صفات
حضرت یحیٰ ہیں کوہِ زہد و حلم / اور عبداللہ جیلی بحرِ علم

ان کے صدقے سے ہمیں ہو اے خدا
زہد و حلم و علم کی دولت عطا

اور کر دل پر عیاں سربستہ راز
صدقہ بوصالح کا جو ہیں قیاد باز

غوثِ اعظم قطبِ ربانی ولی
شاہ محی الدین اولادِ علی

ان کے فیضِ وجود کی نہریں بہیں
دل میں سچے عشق کی لہریں اٹھیں

عبد رزاق شہِ پاکانِ دیں
غوثِ اعظم کے پسر ہیں بالیقیں

ان کے دریائے کرم کی ایک موج
روح کی پستی کو ہو سامانِ اوج

ہے لقب شاہ شرف الدین نام
ان کے صدقے میں رہیں ہم شادکام

عبد وہاب و بہاء الدین شاہ
فیض ہو ان کا ہماری شمعِ راہ

ہیں عقیل فردِ یکتا بے مثال
اپنی یکتائی میں خود اپنی مثال

شاہ شمس الدین صحرائی کا نام
ہے شرابِ معرفت کا ایک جام

ہم گدا شاہِ گدا کے ہیں غلام
ہو گیا ہے شاہ رحمٰن جن کا نام

شاہ شمس الدین محبوبِ علی
آشنائے رازِ حق عارف ولی

ہے گدا جن کا خطابِ دنیوی
دین کی حاصل ہے ان کو برتری

مرحبا فیضِ فضیلِ راہبر
جن کی فیاضی سے پر ہیں بحر و بر

ہے کمال کیتھلی پر دل نثار
میرے تیرہ دل کا ہو جائے نکھار

ہیں سکندر شاہ کیتھلی قادری
فقر جن کا غیرتِ اسکندری

ہیں مجدد الفِ ثانی وہ امام
آج تک جاری ہے جن کا فیضِ عام

خواجۂ معصوم کا صدقہ ملے
غنچۂ امید اپنا بھی کھلے

عروۃ الوثقیٰ محمد نقشبند
ان کی فیاضی سے ہوں ہم ارجمند

بالیقیں قیوم ربانی زبیر
فیض سے ان کے کریں ہم کارِ خیر

قطبِ دیں شاہ زمن کا نام لیں
دل کے ہاتھوں ان کا دامن تھام لیں

ہم کو رشتہ مل گیا اللہ کا سیدِ حافظ جمال اللہ کا
شاہ درگاہی کے دربر دل فدا ہیں وہ محبوبِ الٰہی جاں فزا
ہیں امام الدین سلطانِ جہاں بے نیازی میں ہوئے فردِ زماں
میر میران جہاں احمد علی اک نظر ڈالیں اگر کر دیں ولی
بالیقیں خانِ محمد خاں کی ذات واصلِ حق مجمعِ ذات و صفات
میرے مرشد ہیں ہے اولائے دلی شہ وزیر محمد و شاہِ علی
زہد و فقر و معرفت کے نورِ عین عارفِ ممتاز ممتازِ حسین
مولوی شاہ وجیہ الدین خاں جن کے قدموں پر فدا ہو میری جاں
شمعِ عرفاں مرشد و عالم فقیہ دیں ہو یا دنیا ہو دونوں میں وجیہ
یا الٰہی ان بزرگوں کے طفیل دور کر دے دل سے اس دنیا کا میل
گرچہ ہوں نامہ سیاہ و پُر خطا پھر بھی کہلاتا ہوں میں بندہ ترا
ہوں گرفتارِ معاصی لاکلام ہیں محمد اور علی کا ہوں غلام
ڈوبتا ہوں میں سہارا دیگا کون تو نہ بخشے گا تو پھر بخشے گا کون
انبیا اور اولیا کا واسطہ مرشدینِ باصفا کا واسطہ
دل کو میرے آشنائے راز کر نور سے پُر ہوں مجھے شہباز کر

کشتی امید کا ساحل ہے تو
ہیں چراغِ راہ یہ منزل ہے تو

شجرۂ عالیہ حضرات قادریہ برکاتیہ نسبتیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

شجرۂ عالیہ حضرات قادریہ نسبتیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	اول فیل ۹ ربیع الاول	سنہ ۱۱ھ ۱۲ ربیع الاول	حجرۂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت خاتم الخلفاء الراشدین المہدیین خلیفۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	بعد واقعہ فیل ۱۳ رجب	سنہ ۴۰ھ ۲۱ رمضان المبارک	نجف اشرف (عراق)
الٰہی بحرمت سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	سنہ ۳ھ ۱۵ رمضان المبارک	سنہ ۴۹ھ ۱۱ ربیع الاول	جنت البقیع مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت خیر التابعین حضرت سیدنا امام حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۹۷ھ ۴ رجب	〃
الٰہی بحرمت امام الاولیاء حضرت سیدنا امام سید عبداللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۷۰ھ	شعبان سنہ ۱۵۲ھ یا سنہ ۱۴۵ھ ۱۱ ربیع الثانی	〃
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ موسیٰ الجون رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سنہ ۲۰۰ھ ۶ ربیع الاول	بغداد شریف (عراق)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید عبداللہ مورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سنہ ۲۴۷ھ ۵ رمضان	مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید موسیٰ الیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۳۱۳ھ ۸ ربیع الاول	بغداد شریف (عراق)

شجرہ عالیہ حضرات قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید داؤد رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۲۴۵ھ ۱۱ر شعبان	۳۳۱ھ ۹ر شعبان	مکہ معظمہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	۴۱۵ھ ۱۰ر ربیع الاول	بغداد شریف (عراق)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید یحییٰ زاہد رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۳۴۰ھ ۱۷ر شعبان	۴۳۰ھ ۱۱ر رمضان	″
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید عبداللہ جیلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۳۶۵ ۱۳ر رمضان	۴۷۳ھ ۱۲ر ربیع الاول	″
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید ابو صالح شاہ باز رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۰۰ھ ۲۷ر رجب	۴۷۹ھ ۱۳ر ذوالقعدہ	″
الٰہی بحرمت سید الاولیاء والمسلمین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی امام الشریعت والطریقت غوث اعظم حضرت سیدنا محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۷۱ھ یکم رمضان المبارک	۵۶۱ھ ۱۷ر ربیع الثانی	بغداد شریف (عراق)
الٰہی بحرمت سلطان الاولیاء تاج الدین حضرت سیدنا شیخ سید عبدالرزاق قادری رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۵۲۷ھ یا ۵۲۸ھ ۱۸ر ذوالقعدہ	۶۰۳ھ ۶ر شوال	″
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید شرف الدین قتال رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	۷۱۱ھ ۱۱ر شعبان	″

شجرۂ عالیہ حضرات قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید عبدالوہاب قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۶۵۷ھ ۱۴ ربیع الثانی	سنہ ۷۹۹ ۱۸ شعبان	ینبوع عراق
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید بہاء الدین قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۶۱۷ ۱۰ رمضان	سنہ ۷۰۲ھ ۱۸ رمضان	قلعہ بمبی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید عقیل قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۶۹۹ھ ۱۴ شعبان	سنہ ۷۴۳ھ ۱۶ رمضان	کوکان حد بخارا
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید شمس الدین صحرائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۷۱۸ھ ۱۷ رمضان	سنہ ۸۱۹ھ ۱۵ ربیع الاول	سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید گدا رحمٰن اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سنہ ۸۸۰ھ ۳ جمادی الاولیٰ	نزد مسجد بلند سرخ کشمیر (ہندوستان)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید شمس الدین عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۸۲۳ھ ۱۲ جمادی الاخریٰ	سنہ ۹۰۴ ۶ صفر	طبرستان
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید گدا رحمٰن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سنہ ۹۱۷ھ ۱۲ ربیع الاول	خیبر بالائے وسط (عرب)
الٰہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت سیدنا خواجہ سید فضیل قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۸۷۱ھ ۱۴ صفر	سنہ ۹۳۴ھ ۱۷ محرم الحرام	ٹھٹھہ نزد جیلا باج سندھ (پاکستان)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شاہ سید کمال قادری کیتھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۸۹۵ھ ۳ شوال	سنہ ۹۸۱ ۲۹ جمادی الاخریٰ	کیتھل شریف (ہریانہ)

شجرۂ عالیہ حضرات قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	مزار مبارک
الٰہی بحرمت سراج الملت محبوب الٰہی حضرت سیدنا شاہ سید سکندر قادری کیتھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۹۶۳ھ ۱۶ ر شعبان	سنہ ۱۰۲۳ھ ۱۴ ر جمادی الاولیٰ	کیتھل شریف (ہریانہ)
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی امام الطریقت حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۹۷۱ھ ۱۴ ر شوال	سنہ ۱۰۳۴ھ ۲۸ ر صفر	سرہند شریف (مشرقی پنجاب)
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۰۰۷ھ ۱۱ ر شوال	سنہ ۱۰۷۹ھ ۹ ر ربیع الاول	״
الٰہی بحرمت حجۃ اللہ قیوم ثالث حضرت سیدنا خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۰۳۴ھ ۲۷ ر رمضان	سنہ ۱۱۱۴ھ ۹ ر محرم الحرام	״
الٰہی بحرمت قیوم رابع مجدد العصر قبلۂ عالم حضرت سیدنا خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۰۹۳ھ ۵ ر ذوالقعدہ	سنہ ۱۱۵۲ھ ۴ ر ذوالقعدہ	״
الٰہی بحرمت قطب العرب والعجم حضرت سیدنا شاہ قطب الدین سید محمد اشرف حیدر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سنہ ۱۱۶۸ھ ۱۰ ر رجب	جنت البقیع مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت محی سنن نبویہ سلطان الاولیا قطب ارشاد حضرت سیدنا حافظ شاہ سید جمال اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سنہ ۱۲۰۹ھ ۳ ر صفر	مصطفیٰ آباد عرف رامپور

شجرۂ عالیہ حضرات قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت قطب دوراں غوث الوریٰ حضرت سیدنا فیض بخش المعروف شاہ درگاہی محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۱۶۰ھ	سنہ ۱۲۲۶ھ ۱۴ رجمادی الاخریٰ	رامپور
الٰہی بحرمت غالب جہاں قطب الاقطاب حضرت سیدنا شاہ سلطان امام الدین خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۱۲۵۵ھ ۱۰ ربیع الثانی	اندرون درگاہ حضرت حافظ شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت محبوب رب کائنات قطب ارشاد حضرت سیدنا شاہ احمد علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۸۱ ۱۹ رشوال	خانقاہ احمدیہ قادریہ مستن گنج رام پور
الٰہی بحرمت فرد الاقطاب غوث الجبار خواجہ خلق حضرت سیدنا خواجہ جہان محمد خاں الملقب بہ خدانما رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۲۲۲	سنہ ۱۳۰۲ھ ۲۹ ررمضان	تکیہ مراد شاہ بیرون چاند پول جے پور
الٰہی بحرمت قطب العرفا غوث الصلحا شمس العارفین سید الواصلین قبلہ عالم حضرت سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۲۸۰ھ	سنہ ۱۳۴۳ھ ۲ رشوال	اندرون خانقاہ احمدیہ قادریہ مستن گنج رامپور
الٰہی بحرمت محبوب رحمٰن عارف باللہ حضرت سیدی شاہ ممتاز حسین قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۳۱۳ھ	سنہ ۱۳۸۰ھ یکم ذوالقعدہ	؍؍

شجرۂ عالیہ حضرات قادریہ نسبیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	
الٰہی بحرمت بحر الشریعت والطریقت حافظ ملت مرشد الآفاق صاحب ارشاد سیدی ومرشدی حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم القدسیہ	۱۳۱۷ھ ۴ ربیع الاول	دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ مبارکہ کو اہل اسلام کے سروں پر صحت وعافیت وسلامتی کے ساتھ تادیر قائم رکھے آمین

شجرۂ طیبہ حضرات قادریہ خلفاء مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

شجرۂ طیبہ حضرات قادریہ خلفاء مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	اول فیل ۹ ربیع الاول	۱۱ھ ۱۲ ربیع الاول	حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (مدینہ منورہ)
الٰہی بحرمت خاتم الخلفاء الراشدین خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	بعد واقعہ فیل ۱۳ رجب	۴۰ھ ۲۱ رمضان	نجف اشرف (عراق)
الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳ھ ۱۵ رمضان	۴۹ھ ۱۱ ربیع الاول	جنت البقیع مدینہ منورہ

شجرۂ طیبہ حضرات قادریہ خلفائیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	بیان تاریخ ولادت	بیان تاریخ وفات	بیان مزار مبارک
الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۴ھ ۴ر شعبان	سنہ ۶۱ھ ۱۰ر محرم	کربلائے معلیٰ (عراق)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۳۳ھ یا ۳۶ھ یا ۳۸ھ ۵ شعبان	سنہ ۹۳ھ یا ۹۵ھ ۱۸ر محرم	بقیع قبہ اہل بیت مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۵۷ھ ۳ر صفر	سنہ ۱۱۴ھ ۲۳ر صفر	//
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۸۰ھ ۸ر رمضان	سنہ ۱۴۸ھ ۱۵ر رجب	//
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۲۸ھ ۷ر صفر	سنہ ۱۸۳ھ ۲۵ر رجب	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام موسےٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷ر شوال سنہ ۱۵۳ھ	سلخ صفر سنہ ۲۰۳ھ	طوس
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۵۶ھ ۱۱ر ربیع الاول	سنہ ۲۰۰ھ ۲ر محرم	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۲۵۳ھ ۳ر رمضان	//
الٰہی بحرمت سید الطائفہ ابو القاسم حضرت سیدنا خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۲۹۷ھ ۲۷ر رجب	//
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ شیخ ابوبکر محمد بن دلف شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۲۳۴ھ	سنہ ۳۳۴ھ ۲۷ر ذی الحجہ	//

شجرۂ طیبہ حضرات قادریہ خلفائیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ شیخ عبد العزیز بن الحارث تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۳۳۴ھ ۱۱ ذی الحجہ	یمن نزد کوہستان
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۴۲۵ھ جمادی الآخر	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ ابو الفرح محمد طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۴۴۷ھ ۳ شعبان	طرطوس
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ شیخ ابو الحسن ہکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۰۹ھ	۴۸۶ھ ۳ محرم	بغداد شریف
الٰہی بحرمت سلطان الاولیاء حضرت سیدنا شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۵۱۳ھ ۱۰ محرم	•
الٰہی بحرمت سید الاولیاء محبوب سبحانی غوث اعظم امام الشریعت والطریقت حضرت سیدنا محی الدین شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۷۱ھ یکم رمضان	۵۶۱ھ ۱۷ ربیع الثانی	بغداد شریف
الٰہی بحرمت سلطان الاولیاء تاج الدین حضرت سیدنا شیخ سید عبد الرزاق قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۲۷ھ ۱۸ ذو القعدہ	۶۰۳ھ ۶ شوال	"
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید شرف الدین قتال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۷۱۱ھ ۱ شعبان	"

شجرہ طیبہ حضرات قادریہ خلفائیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	بحر تاریخ ولادت	بحر تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید عبدالوہاب قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۶۵۷ھ ۱۴؍ ربیع الثانی	سنہ ۷۹۹ھ ۱۸؍ شعبان	ینبوع (عرب)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید بہاؤالدین قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۶۱۷ھ ۱۰؍ رمضان	سنہ ۷۰۲ھ ۱۸؍ رمضان	قلعہ بمبئی
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید عقیل قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۶۹۹ھ ۱۴؍ شعبان	سنہ ۷۴۲ھ ۱۶؍ رمضان	کوہ کان سرحد بخارا
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید شمس الدین صحرائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۷۱۸ھ ۱۷؍ رمضان	سنہ ۸۱۹ ۱۵؍ ربیع الاول	سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید گدا رحمٰن اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	سنہ ۸۸۰ھ ۳؍ جمادی الاولیٰ	نزد مسجد بلند سرخ کشمیر
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سید شمس الدین عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۸۲۲ھ ۱۶؍ جمادی الاخریٰ	سنہ ۹۰۴ھ ۶؍ صفر	طبرستان
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید گدا رحمٰن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	سنہ ۹۱۷ھ ۱۲؍ ربیع الاول	خیبر بالائے اوسط (عرب)
الٰہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت سیدنا خواجہ سید فضیل قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۸۷۱ھ ۱۴؍ صفر	سنہ ۹۳۴ھ ۱۷؍ محرم	ٹھٹہ نزد حیدرآباد سندھ (پاکستان)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شاہ سید کمال قادری کیتھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۸۹۵ھ ۳؍ شوال	سنہ ۹۸۱ھ ۲۹؍ جمادی الاخریٰ	کیتھل شریف (ہریانہ)

شجرہ طیبہ حضرات قادریہ خلفائیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت سراج الملت محبوب الٰہی حضرت سیدنا شاہ سید سکندر قادری کیتھلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۹۶۳ھ ۱۶ر شعبان	۱۰۲۳ھ ۱۴ر جمادی الاولیٰ	کیتھل شریف (ہریانہ)
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقت حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۹۷۱ھ ۱۴ر شوال	۱۰۳۴ھ ۲۸ر صفر	سرہند شریف مشرقی پنجاب
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقےٰ حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۰۰۷ھ ۱۱ر شوال	۱۰۷۹ھ ۹ر ربیع الاول	//
الٰہی بحرمت حجۃ اللہ حضرت سیدنا خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۰۳۴ھ ۲۷ر رمضان	۱۱۱۴ھ ۹ر محرم	//
الٰہی بحرمت قیوم رابع قبلہ عالم حضرت سیدنا خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰۹۳ھ ۵ر ذوالقعدہ	۱۱۵۴ھ ۴ر ذوالقعدہ	//
الٰہی بحرمت قطب العرب والعجم حضرت سیدنا شاہ قطب الدین سید محمد اشرف جید حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	۱۱۶۸ھ ۱۰ر رجب	جنت البقیع (مدینہ منورہ)

شجرۂ طیبہ حضرات قادریہ خلفائیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جگہ مزار مبارک
الٰہی بحرمت محی سنن نبویہ سلطان الاولیاء قطب ارشاد محی الدین حضرت سیدنا حافظ شاہ سید جمال اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۰۹ھ ۳ ر صفر	مصطفیٰ آباد عرف رامپور
الٰہی بحرمت قطب دوراں غوث الوریٰ حضرت سیدنا فیض بخش المعروف شاہ درگاہی محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۲۶ھ ۱۴ ر جمادی الاخریٰ	"
الٰہی بحرمت غالب جہاں قطب الاقطاب حضرت سیدنا شاہ سلطان امام الدین خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۵۵ھ ۱۰ ر ربیع الثانی	اندرون درگاہ حضرت حافظ شاہ جمال اللہ صاحب
الٰہی بحرمت قطب الواصلین غوث العارفین محبوب رب کائنات قطب ارشاد حضرت سیدنا شاہ احمد علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۸۱ھ ۱۹ ر شوال	خانقاہ احمدیہ مستی گنج رامپور
الٰہی بحرمت فرد الاقطاب خواجہ خلق حضرت سیدنا شاہ خواجہ خان محمد خاں الملقب بہ خدا نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۲۲۲ھ	سنہ ۱۳۲۰ھ ۲۹ ر رمضان	جے پور

شجرۂ طیبہ حضرات قادریہ خلفائیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت قطب العرفا غوث الصلحاء شمس العارفین سید الواصلین قبلہ عالم حضرت سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۱۲۸۰ھ	سنہ ۱۳۴۳ھ ۲ر شوال	اندرون خانقاہ احمدیہ رامپور
الٰہی بحرمت محبوب رحمٰن عارف باللہ حضرت سیدی شاہ ممتاز حسین قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۳۱۳ھ	سنہ ۱۴۰۰ھ یکم ذوالقعدہ	〃
الٰہی بحرمت بحر الشریعت والطریقت حافظ ملت مرشد الآفاق صاحب ارشاد سیدی شیخی مرشدی حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ العالے دامت برکاتہم	اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ مبارک کو اہل اسلام پر صحت و عافیت و سلامتی کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔ آمین		

شجرۂ مطہرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم

شجرۂ مطہرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سیدنا حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	اول فیل ۹ ربیع الاول	سنہ ۱۱ھ ۱۲ ربیع الاول	حجرۂ حضرت صدیقہ رضی (مدینہ منورہ)

شجرۂ مطہرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت خلیفہ اول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ	بعد عام الفیل بدو سال و چہار ماہ	سنہ ۱۳ھ ۲۲ جمادی الآخر	حجرہ حضرت صدیقہ رض مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت صاحب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۲۵۰ یا ۳۵۰ سال	سنہ ۳۳ھ ۱۰ رجب	شہر مدائن
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا قاسم بن محمد ابن حضرت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ	عمر زائد یک صد سال	سنہ ۱۰۶ھ ۲۴ جمادی الاولیٰ	درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۸۰ھ ۸ رمضان	سنہ ۱۴۸ھ ۱۵ رجب	جنت البقیع قبہ اہل بیت رض
الٰہی بحرمت سلطان العارفین حضرت سیدنا خواجہ شیخ ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۱۳۶ھ	سنہ ۲۶۱ھ ۱۵ شعبان	شہر بسطام (ایران)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	عمر شریف ۷۳ سال	سنہ ۴۲۵ھ ۱۰ محرم	خرقان مضافات بسطام
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ابوعلی فارمدی طوسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ابویعقوب	سنہ ۴۳۴ھ	سنہ ۴۷۷ھ ۴ ربیع الاول	طوس عرف مشہد

شجرۂ مطہرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
یوسف بن ایوب ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۴۰ھ	۵۳۵ھ ۲۷ رجب	شہر مرو (ایران)
الٰہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت سیدنا خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۵۷۵ھ ۱۲ ربیع الاول	قصبہ غجدوان متصل بخارا
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۶۱۶ھ یکم شوال	موضع ریوگر متصل بخارا
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ محمود انجیر فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۷۱۷ھ ۱۷ ربیع الاول	موضع انجیر فغنی متصل بخارا
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ عزیزان علی رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۷۲۱ھ ۲۷ رمضان	شہر خوارزم (ایران)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ محمد بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۷۵۵ھ ۱۰ جمادی الآخری	موضع سماس متصل بخارا
الٰہی بحرمت سیدنا حضرت خواجہ سید شمس الدین امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۷۷۲ھ ۱۵ جمادی الآخری	موضع سوخار متصل از سماس بخارا
الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان پیر پیران غوث الخلق امام الطریقت حضرت سیدنا خواجہ سید بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۱۸ھ ۴ محرم	۷۹۱ھ ۳ ربیع الاول	قصبہ عارفان بفاصلہ میل از بخارا

شجرہ مطہرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ علاء الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۸۰۲ھ ۲۰ رجب	موضع توجقانیان از ملک ماوراء النہر
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۸۵۱ھ ۵ صفر	موضع ہلفتو یہ مضافات ماوراء النہر
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۰۶ھ رمضان	۸۹۵ھ ۲۹ ربیع الاول	سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا مولانا زاہد وخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۹۳۶ھ یکم ربیع الاول	موضع وخش از ملک حصار
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ درویش محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۹۷۰ ۱۹ محرم	موضع اسقرائن اطراف ماوراء النہر
الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجگی امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۱۰۰۸ھ ۲۲ شعبان	قصبہ امکنگ مضافات بخارا
الٰہی بحرمت سراج الملت مؤید الدین الرضی حضرت سیدنا خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ	۱۰۱۲ ۲۵ جمادی الآخری	اجمیری دروازہ شہر دہلی
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی امام الطریقت حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۷۱ ۱۴ شوال	۱۰۳۴ھ ۲۸ صفر	سرہند شریف مشرقی پنجاب

شجرۂ مطہرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	مزار مبارک
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۱۱ر شوال ۱۰۰۷ھ	۹ر ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	سرہند شریف مشرقی پنجاب
الٰہی بحرمت حجۃ اللہ قیوم ثالث حضرت سیدنا خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷ر رمضان ۱۰۳۴ھ	۹ر محرم ۱۱۱۴ھ	؍؍
الٰہی بحرمت قیوم رابع مجدد العصر قبلہ عالم حضرت سیدنا خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	۵ ذوالقعدہ ۱۰۹۳ھ	۴ر ذوالقعدہ ۱۱۵۴ھ	؍؍
الٰہی بحرمت قطب العرب والعجم حضرت سیدنا شاہ قطب الدین سید محمد اشرف حیدر حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ	٥	۱۰ر رجب ۱۱۶۸ھ	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
الٰہی بحرمت محی سنن نبویہ سلطان الاولیا قطب ارشاد محی الدین حضرت سیدنا حافظ شاہ سید جمال اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	٥	۳ر صفر ۱۲۰۹ھ	مصطفےٰ آباد عرف رامپور
الٰہی بحرمت قطب دوراں غوث الوریٰ حضرت سیدنا فیض بخش المعروف شاہ درگاہی محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	٥	۱۴ر جمادی الاخریٰ ۱۲۲۶ھ	؍؍

شجرہ مطہرہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	مزار مبارک
الٰہی بحرمت غالب جہاں قطب الاقطاب حضرت سیدنا شاہ سلطان امام الدین خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۱۲۵۵ھ ۱۰ ربیع الثانی	اندرون درگاہ حضرت شاہ جمال اللہ رامپور
الٰہی بحرمت محبوب رب کائنات قطب ارشاد حضرت سیدنا شاہ احمد علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	۱۲۸۱ھ ۱۹ شوال	خانقاہ احمدیہ مسلٹن گنج رامپور
الٰہی بحرمت فرد الاقطاب غوث الجبار خواجہ خلق حضرت سیدنا شاہ خواجہ خاں محمد خاں الملقب بہ خدا نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲۳۲ھ	۱۳۲۰ھ ۲۹ رمضان	تکیہ مراد شاہ بیرون چاند پول جے پور
الٰہی بحرمت قطب العرفا غوث الصلحا شمس العارفین سید الواصلین قبلہ عالم حضرت سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲۸۰ھ	۱۳۴۳ھ ۲ شوال	اندرون خانقاہ احمدیہ قادریہ مسلٹن گنج رامپور
الٰہی بحرمت محبوب رحمٰن عارف باللہ حضرت سیدی شاہ ممتاز حسین رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۱۳ھ	۱۴۰۰ھ یکم ذوالقعدہ	״
الٰہی بحرمت بحر الشریعت والطریقت حافظ ملت مرشد الآفاق صاحب ارشاد سیدی و مرشدی حضرت مولانا شاہ جمیل اللہ شاہ احمد خاں صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم القدسیہ	۱۳۱۷ھ ۱۴ ربیع الاول	اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ مبارک کو اہل اسلام کے سروں پر تا دیر صحت و عافیت و سلامتی کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین!	

شجرۂ قدسیہ حضراتِ چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

شجرۂ قدسیہ حضرات چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سیدنا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	اول فیل ۹ ربیع الاول	سنہ ۱۱ھ ۱۲ ربیع الاول	حجرۂ حضرت عائشہ صدیقہؓ مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت خاتم الخلفاء الراشدین المہدیین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	بعد واقعہ فیل ۱۳ رجب	سنہ ۴۰ھ ۲۱ رمضان	نجف اشرف (عراق)
الٰہی بحرمت خیر التابعین حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۲۱ھ	سنہ ۱۱۰ھ ۵ رجب	بصرہ (عراق)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ عبد الواحد ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۷۷ھ ۲۷ صفر	״
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۸۷ھ ۳ ربیع الاول	مکہ معظمہ مقبرۂ معلیٰ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا سلطان ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۱۰۲ سال	سنہ ۱۶۱ھ ۲۸ جمادی الآخری	قلعہ سافلین ساحل بحر روم
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۲۷۶ھ ۱۴ شوال	•

شجرہ قدسیہ حضرات چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم	سن و تاریخ ولادت	سن و تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ	عمر شریف ۱۰۸ یا ۱۲۰ سال	سنہ ۲۸۷ھ ۷ شوال	بصرہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ابو ابراہیم اسحٰق علوی دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	سنہ ۲۹۹ھ ۱۴ محرم	۰
الٰہی بحرمت خواجۂ خواجگان غوث الوریٰ امام الطریقت حضرت سیدنا خواجہ ابو اسحٰق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	سنہ ۳۲۹ھ ۱۴ ربیع الثانی	عکہ ملک شام
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۲۶۰ھ ۳ جمادی الثانی	سنہ ۳۵۵ھ یکم جمادی الثانی	قصبہ چشت شام
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ابو محمد چشتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۳۳۱ھ	سنہ ۴۱۱ھ ۱۴ ربیع الاول	؍؍
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	سنہ ۴۵۹ھ ۴ ربیع الثانی	قصبہ چشت شام
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۴۳۰ھ	سنہ ۵۲۷ھ یکم رجب	؍؍
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۱۲۰ سال	سنہ ۵۸۴ھ ۶ رجب	موضع زندنہ از قصبہ بخارا
الٰہی بحرمت سلطان العارفین حضرت سیدنا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۹۱ سال	سنہ ۶۱۷ھ ۱۶ شوال	مکہ معظمہ در دولت مکان محمد بن عون

شجرہ قدسیہ حضرات چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	مزار مبارک
الٰہی بحرمت سلطان الطریقت فی الہند قطب عالم حضرت سیدنا خواجہ سید معین الدین حسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۳۷ھ	۶۳۳ھ ۶ رجب	اجمیر شریف راجستھان
الٰہی بحرمت قطب الاقطاب حضرت سیدنا خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۵۲ سال	۶۳۴ھ ۱۴ ربیع الاول	مہرولی نئی دہلی
الٰہی بحرمت شیخ شیوخ العالم حضرت سیدنا خواجہ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۰۹ھ	۶۶۴ھ ۵ محرم	پاک پٹن شریف (پاکستان)
الٰہی بحرمت امام الطریقت حضرت سیدنا خواجہ مخدوم علاء الدین علی احمد صابر چشتی کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۶۹۰ھ ۱۳ ربیع الاول	کلیر شریف (یوپی)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۷۱۵ھ ۱۹ شعبان	پانی پت (ہریانہ)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ جلال الدین پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۷۶۵ھ ۱۳ ربیع الاول	״
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ احمد عبد الحق ردولوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۸۳۶ھ	ردولی شریف یوپی
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ احمد عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۱۵ھ	۸۵۹ھ ۱۷ صفر	״
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ محمد بن عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۸۹۸ھ ۲۶ ربیع الثانی	لکھنؤ
الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت سیدنا شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۵۲ھ	۹۴۵ھ ۲۳ جمادی الآخری	گنگوہ شریف یوپی

شجرۂ قدسیہ حضرات چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالٰی اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وصال	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ تعالٰی عنہ	•	سنہ ۹۸۳ھ ۴ر شوال	گنگوہ شریف یوپی
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا مخدوم شیخ عبدالاحد فاروقی چشتی سرہندی رضی اللہ تعالٰی عنہ	سنہ ۹۲۷ھ	سنہ ۱۰۰۷ھ ۲۷ر رجب	بیرون سرہند
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم زمانی حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالٰی عنہ	سنہ ۹۷۱ھ ۱۴ر شوال	سنہ ۱۰۳۴ھ ۲۸ر صفر	سرہند شریف
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقٰی قیوم ثانی حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رضی اللہ تعالٰی عنہ	سنہ ۱۰۰۷ھ ۱۱ر شوال	سنہ ۱۰۷۹ھ ۹ر ربیع الاول	؍؍
الٰہی بحرمت حجۃ اللہ قیوم ثالث حضرت سیدنا خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی رضی اللہ تعالٰی عنہ	سنہ ۱۰۳۴ھ ۲۷ر رمضان	سنہ ۱۱۱۴ھ ۹ر محرم	؍؍
الٰہی بحرمت قیوم رابع مجدد العصر قبلہ عالم حضرت سیدنا خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی رضی اللہ تعالٰی عنہ	سنہ ۱۰۹۳ھ ۵ر ذوالقعدہ	سنہ ۱۱۵۴ھ ۴ر ذوالقعدہ	؍؍
الٰہی بحرمت قطب العرب والعجم حضرت سیدنا شاہ قطب الدین سید محمد اشرف حیدر حسینی رضی اللہ تعالٰی عنہ	•	سنہ ۱۱۶۸ھ ۱۰ر رجب	جنت البقیع مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت قطب ارشاد سلطان الاولیاء حضرت سیدنا حافظ شاہ سید جمال اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ	•	سنہ ۱۲۰۹ھ ۳ر صفر	مصطفٰی آباد عرف رام پور

شجرہ قدسیہ حضرات چشتیہ صابریہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار شریف
الٰہی بحرمت قطب دوراں غوث الوریٰ حضرت سیدنا فیض بخش المعروف شاہ درگاہی محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ١٢٢٦ھ ١٤ر جمادی الاخریٰ	مصطفےٰ آباد رامپور
الٰہی بحرمت قطب الاقطاب حضرت سیدنا شاہ سلطان امام الدین خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ		سنہ ١٢٥٥ھ ١٠ر ربیع الثانی	اندرون درگاہ حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت محبوب رب کائنات قطب زماں حضرت سیدنا شاہ احمد علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ١٢٨١ھ ١٩ر شوال	خانقاہ احمدیہ مسٹن گنج رامپور
الٰہی بحرمت فرد الاقطاب غوث النجبا خواجہ خلق حضرت سیدنا شاہ خواجہ خان محمد خاں الملقب بہ خدا نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ١٢٢٢ھ	سنہ ١٣٢٠ھ ٢٩ر رمضان	تکیہ مراد شاہ بیرون چار دیواری رامپور
الٰہی بحرمت قطب العرفا غوث الصلحا قبلہ عالم حضرت سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ١٢٨٠ھ	سنہ ١٣٤٣ھ ٢ر شوال	اندرون خانقاہ احمدیہ رامپور
الٰہی بحرمت محبوب رحمٰن عارف باللہ حضرت سیدی شاہ ممتاز حسین رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ١٣١٣ھ	سنہ ١٤٠٠ھ یکم ذی القعدہ	رر
الٰہی بحرمت بحر الشریعت والطریقت مرشد الآفاق صاحب ارشاد سیدی و مرشدی حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مد ظلہ العالی دامت برکاتہم القدسیہ	سنہ ١٣١٧ھ ٤ر ربیع الاول	اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ مبارک کو اہل اسلام پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین	

شجرۂ زکیہ حضرت سہروردیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

شجرۂ زکیہ حضرت سہروردیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	اول فیل ۹ ربیع الاول	سنہ ۱۱ھ ۱۲ ربیع الاول	حجرۂ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (مدینہ منورہ)
الٰہی بحرمت خاتم الخلفاء الراشدین خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	بعد واقعہ فیل ۱۳ رجب	سنہ ۴۰ھ ۲۱ رمضان	نجف اشرف (عراق)
الٰہی بحرمت خیر التابعین حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۲۱ھ	سنہ ۱۱۰ھ ۵ رجب	بصرہ (عراق)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	سنہ ۱۵۶ھ ۳ ربیع الثانی	//
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ داؤد طائی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	سنہ ۱۶۵ھ ۲۸ ربیع الاول	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۱۵۶ھ ۱ ربیع الاول	سنہ ۲۰۰ھ ۲ محرم	//
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۲۵۳ھ ۳ رمضان	//
الٰہی بحرمت سید الطائفہ حضرت سیدنا خواجہ ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۲۹۷ھ ۲۷ رجب	//

شجرۂ زکیہ حضرات سہروردیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ پیدائش	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا خواجہ ممشاد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۲۹۹ھ ۱۴ر محرم	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ احمد اسود دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۳۴۰ھ ذوالحجہ	سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ محمد عمویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۳۷۳ھ رجب	•
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ قاضی وجیہ الدین عمویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۵۶۶ھ	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	•	〃
الٰہی بحرمت غوث الخلق شیخ الشیوخ امام الطریقت حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۵۳۹ھ رجب	سنہ ۶۳۲ھ یکم محرم	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۶۶ھ	سنہ ۶۶۱ھ ۷ر صفر	ملتان (پاکستان)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ صدر الدین عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۶۸۴ھ ۲۳ر ذوالحجہ	〃
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ رکن الدین ابو الفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۶۴۹ھ ۹ر رمضان	سنہ ۷۳۵ھ ۱۶ر رجب	〃
الٰہی بحرمت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت سیدنا شیخ سید جلال الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۷۰۷ ۱۵ر رمضان	سنہ ۷۸۵ ۱۰ر ذوالحجہ	اوچھ تابع (ملتان) پاکستان

شجرۂ زکیہ حضرات سہروردیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ سید اجمل بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۸۶۴ھ ۲۵ ر رمضان	بہرائچ (یوپی)
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ بدھن بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۸۸۰ھ ۱۳ ر شوال	//
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ درویش محمد ابن قاسم اودھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۸۹۹ھ ۱۶ ر محرم	فیض آباد یوپی
الٰہی بحرمت قطب العالم حضرت سیدنا شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۹۴۵ ۲۳ ر جمادی الآخر	گنگوہ شریف یوپی
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۹۸۳ ۴ ر شوال	//
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا مخدوم شیخ عبد الاحد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۹۲۷ھ	سنہ ۱۰۰۷ھ ۲۷ ر رجب	بیرون سرہند شریف
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم ربانی حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۹۷۱ ۱۴ ر شوال	سنہ ۱۰۳۴ھ ۲۸ ر صفر	سرہند شریف
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۰۰۷ھ ۱۱ ر شوال	سنہ ۱۰۷۹ھ ۹ ر ربیع الاول	//
الٰہی بحرمت حجۃ اللہ قیوم ثالث حضرت سیدنا خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۰۳۴ھ ۲۷ ر رمضان	سنہ ۱۱۱۴ھ ۹ ر محرم	//
الٰہی بحرمت قیوم رابع مجدد العصر قبلہ عالم حضرت سیدنا خواجہ محمد زبیر مجددی سرہندی رضی اللہ عنہ	سنہ ۱۰۹۳ھ ۵ ر ذوالقعدہ	سنہ ۱۱۵۴ھ ۴ ر ذوالقعدہ	//
الٰہی بحرمت قطب العرب والعجم حضرت سیدنا شاہ قطب الدین سید محمد اشرف حیدر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۱۶۸ھ ۱۰ ر رجب	جنت البقیع مدینہ منورہ

شجرۂ زکیہ حضرات اسہریدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت قطب ارشاد سلطان الاولیا حضرت سیدنا حافظ شاہ سید جمال اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۰۹ھ ۳ صفر	رامپور
الٰہی بحرمت قطب دوراں غوث الوریٰ حضرت سیدنا فیض بخش المعروف شاہ درگاہی محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۲۶ھ ۴ جمادی الاخریٰ	〃
الٰہی بحرمت قطب الاقطاب حضرت سیدنا شاہ سلطان امام الدین خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۵۵ھ ۱۰ ربیع الثانی	اندرون درگاہ حضرت حافظ جمال اللہ رح
الٰہی بحرمت محبوب رب کائنات قطب ارشاد حضرت سیدنا شاہ احمد علی خاں رضی اللہ تعالےٰ عنہ	•	سنہ ۱۲۸۱ھ ۱۹ شوال	خانقاہ احمدیہ مسٹن گنج رامپور
الٰہی بحرمت فرد الاقطاب غوث النجباء خواجہ خلق حضرت سیدنا شاہ خواجہ خان محمد خاں الملقب بہ خدانما رضی اللہ تعالےٰ عنہ	سنہ ۱۲۲۲ھ	سنہ ۱۳۲۰ھ ۲۹ رمضان	تکیہ مراد شاہ بیرون چہار دیواری جے پور
الٰہی بحرمت قطب العرفا غوث الصلحا قبلہ عالم حضرت سیدنا مولانا شاہ وزیر محمد خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۲۸۰ھ	سنہ ۱۳۴۳ھ ۲ شوال	اندرون خانقاہ احمدیہ رامپور
الٰہی بحرمت محبوب رحمٰن عارف باللہ سیدی حضرت شاہ ممتاز حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	سنہ ۱۳۱۳ھ	سنہ ۱۴۰۰ھ یکم ذوالقعدہ	〃
الٰہی بحرمت بحر الشریعت والطریقت مرشد الآفاق صاحب ارشاد سیدی و مرشدی حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم القدسیہ	سنہ ۱۳۱۷ھ ۴ ربیع الاول	اللہ تعالےٰ آپ کے سایۂ مبارک کو اہل اسلام پر تادیر قائم رکھے - آمین!	

ہماری مطبوعات

حدیثی اصول ۔ اصول حدیث پر حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ، کی ایک قابل مطالعہ کتاب ۔ طلباء کے واسطے خصوصاً اور عام شائقین علم و ادب کے واسطے عموماً ایک بیش بہا تحفہ ۔
قیمت -/۴ روپے علاوہ محصول ڈاک ۔

تفسیری اصول ۔۔ حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ، کے ان چند مضامین کا مجموعہ جو ایک زمانہ میں ماہنامہ "الفاروق" کے واسطے لکھے گئے تھے اور جو اب چند اضافوں کے ساتھ منظر عام پر کتابی شکل میں آگئے ہیں ۔ قیمت -/۴ روپے علاوہ محصول ڈاک ۔

فیوضات وزیریہ ۔۔ علم تصوف پر ایک قابل مطالعہ کتاب ۔ جس میں احکام شریعت، اصطلاحات تصوف بیان کئے گئے ہیں ۔ مؤلف حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ جملہ وابستگان سلسلہ قادریہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ کے واسطے خصوصاً اور دیگر شائقین تصوف کے واسطے عموماً ایک بیش بہا تحفہ ۔
قیمت -/۲۰ روپے علاوہ محصول ڈاک ۔

حالات مشائخ ۔۔ مشائخ قادریہ نسبتیہ مجددیہ جمالیہ احمدیہ کے مستند حالات میں ایک قابل مطالعہ کتاب ۔ مصنف مولانا سردار شاہ خاں وجیہی استاد جامع العلوم فرقانیہ رامپور ۔ زیر طبع

مسلک ارباب حق ۔ اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کے عقائد کو ارباب حق کے مسلک کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے خاص و عام کے لئے عمدہ اور قابل مطالعہ کتاب ۔ مصنف حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خانصاحب مدظلہ، ۔۔۔ زیر ترتیب [illegible] ۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ وزیریہ محلہ انگوری باغ رامپور ۲۴۴۹۰۱

نور پریس رامپور